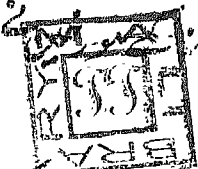


۱۹۳۶ مطبع سلیمانی



عرض حال

مسلمانوں کے عہد کی تاریخ معلوم کرنے کے لئے نہ تو
کھنڈر کھودنیکی ضرورت ہے اور نہ دستیاب شدہ سکوں اور
پتھروں کے مدد سے واقعات کو قائم کرنیکی، لیکن رونا اسکا ہے کہ
ہم اپنی پورانی تاریخوں کو بھولے ہوئے ہیں اور اب ہمارا
واحد ذریعۂ معلومات وہ تاریخیں ہیں جو خاص حالات کے
ماتحت وقتی ضرورتوں کو مدنظر رکھکر عرصہ دراز کے بعد
مرتب کی گئی ہیں۔ مستند تاریخیں تو وہی کہلائینگی جو اوس یا اسکے
قریب تر زمانے میں چھان بین کے بعد مرتب کی گئیں نہ کہ
ایسی جو عرصہ کے بعد مرتب ہوئیں اور جنکا دارومدار
محض ان چند کتابوں پر ہے جنکو اس زمانے نے



وحی آسمانی کا درجہ دے رکھا ہے۔

واقف کار حضرات جانتے ہیں کہ خواف خراسان کے
ایک مشہور اور مردم خیز شہر کا نام تھا اور وہاں کے
رہنے والے خوافی یا خافی کہلاتے تھے لیکن ایک

مشہور انگریز مورخ کی تقلید کرتے ہوئے ہمارے ایک
نامور ہندوستانی مورخ نے بھی لکھا ہے کہ چونکہ خافی خان نے
اورنگ زیب کے عہد میں اپنی تاریخ چھپ کر مرتب کی تھی
اسلئے جب وہ کتاب محمد شاہ کے زمانہ میں پیش ہوئی تو
اسنے مورخ کو خفیہ خان کا خطاب دیا۔ پناہ بخدا
میرے لائق دوست اگر خفیہ خان کی کتاب پڑھنے کی تکلیف
گوارا فرماتے تو تاریخ خود ہی گواہی دیتی کہ وہ بدنام
اورنگ زیب کے زمانہ کے بعد مرتب ہوئی ہے۔

ایک دوسرے انگریز مورخ نے (جو عرصہ تک سنٹرل انڈیا
اور دہلی میں اعلیٰ منصب پر مامور رہے ہیں) اپنی مشہور تاریخ میں
ایک تہدیدانہ خط درج کرکے لکھا ہے کہ یہ خط راجپوتانہ کے ایک
راجہ نے مغل بادشاہ کے نام بھیجا تھا۔ کہاں دستیاب ہوا
اور کیونکر فاضل مورخ خاموش ہیں، صرف اسقدر جواب
کافی ہے کہ راجپوتانہ میں ایک منشی کے ذریعہ سے حاصل
ہوا تھا۔ تفصیل کیساتھ شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ صاحب مرحوم
اس واقعہ پر اپنی مشہور تاریخ میں روشنی ڈالی ہے، جسکے
اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اس قسم کے واقعات بہت ہیں ا

ورخیدار کھے اسمیں ترقی ہو رہی ہے۔

اس کتاب کے مرتب کرنے سے میرا مقصد صرف اسقدر ہے کہ پرانی تاریخوں کو گمنامی سے اگر ممکن ہو سکے تو بچپا دوں اور اس ضرورت کو سامنے رکھکر میں نے کتاب مرتب کی ہے۔ ہر تاریخ کے ترتیب کا زمانہ درج کر دیا گیا ہے اور تھوڑا خلاصہ بھی، مورخین کے حالات بھی جس قدر دستیاب ہو سکے فراہم کر دئیے گئے ہیں۔

کتاب میں ہندو اور مسلمان مورخون کی کوئی امتیازی خصوصیت آپ نہ پائیں گے۔

ان حضرات نے حالات اسطرح بیان کئے ہیں کہ آپ کیلئے مصنف کے مذہب کا فرق کرنا مشکل ہوگا لیکن ایک خاص زمانہ کے بعد کی تاریخوں میں آپ یہ رنگ بدلا ہوا پائیں گے اور اسی زمانہ کے بعد جو تاریخیں اسکولوں اور کالجوں کیلئے مرتب ہوئیں وہ آج علمی الماریوں کے سر پہ تاج کے بجائے رکھی ہوئی ہیں اور بہت ہی معتبر سمجھی جاتی ہیں۔

کتاب کی ترتیب میں مسلم یونیورسٹی کے احباب سبحان اللہ خان اور لٹن لائبریری علی گڑھ کے اسٹاف نے

بڑی مدد دی - میرے پاس اپنے ممدوحین کا شکریہ ادا کرنے کے لئے لفظوں کا کافی ذخیرہ نہیں ہے، خدا انکو جزائے خیر دے -

اے ہماری ٹوٹی ہوئی کشتی کے ناخدا کچھ ایسا سامان کردے کہ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کے کتب خانہ کے ایسی ہی فہرستیں مرتب ہو جائیں جیسی کہ خدابخش لائبریری کی ہیں۔ آمین

نبی احمد سندیلوی

بنارس -
ممالک متحدہ
۴ ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ
مطابق جنوری ۱۹۳۶ء

انڈکس

نمبر	نام تاریخ	نام مصنف
۱	منہاج المسالک یا چاچ نامہ	ثقفی قبیلہ کے ایک قاضی مصنف اور محمد علی کوفی مترجم
۲	کامل التواریخ عرف ابن اثیر	شیخ ابوالحسن عرف اعزالدین مصنف اور مترجم حکیم نجم الدین
۳	تاریخ یمینی	شیخ ابو النصر محمد الجبار عتبی مترجم منشی کرامت علی دہلوی
۴	تاریخ سبکتگین عرف تاریخ بیہقی	مولوی ابو الفضل محمد بیہقی
۵	فتوح البلدان	احمد بن یحییٰ
۶	تاج الماثر	صدر الدین حسن محمد بن حسن نظامی
۷	مجموع التواریخ	مہلب بن محمد
۸	جامع الحکایات ولامع الروایات	نور الدین محمد عوفی
۹	طبقات ناصری	ابو عمر منہاج السراج عثمانی
۱۰	تاریخ فیروز شاہی	ضیاء الدین برنی

نمبر	نام تاریخ	نام مصنف
۱۱	تاریخ فیروز شاہی	شمس سراج عفیف
۱۲	تاریخ فیروز شاہی	اعز الدین خالد خانی
۱۳	سیرت فیروز شاہی	لامعلوم
۱۴	فتوحات فیروز شاہی	فیروز شاہ تغلق
۱۵	واقعات بابری	ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ مترجم عبد الرحیم خان خانخاناں
۱۶	تذکرۃ الواقعات تاریخ ہمایوں	جوہر آفتابچی
۱۷	ہمایوں نامہ	غیاث الدین بن ہمام
۱۸	اکبر نامہ	علامہ شیخ ابو الفضل
۱۹	تکملہ اکبر نامہ	عنایت اللہ عرف محمد صالح
۲۰	اکبر نامہ	شیخ اللہ داد
۲۱	طبقات اکبری	مرزا نظام الدین احمد
۲۲	سوانح اکبر	امیر حیدر حسینی الواسطی بلگرامی
۲۳	تاریخ الفی	نظام الدین احمد وغیرہ
۲۴	تاریخ سندھ	میر محمد معصوم بھکری

نمبر	نام تاریخ	نام مصنف
۲۵	تاریخ داؤدی	لامعلوم
۲۶	تاریخ موسیٰ	عبداللہ
۲۷	جنت الفردوس	مرزا محمد
۲۸	زبدۃ التواریخ	مولوی نورالحق دہلوی
۲۹	تاریخ حقی یا تاریخ السلاطین	مولانا عبدالحق صاحب محدث دہلوی
۳۰	منتخب التواریخ	محمد یوسف
۳۱	تاریخ رشیدی	حیدر مرزا
۳۲	اقبال نامہ	محمد شریف اور جہانگیر بادشاہ
۳۳	جہانگیر نامہ یا تزک جہانگیری	محمد ہادی
۳۴	تتمہ تزک جہانگیری	ایضاً
۳۵	مآثر جہانگیری	کامگار حسینی غیرت خاں
۳۶	انیس ۱۹ سالہ واقعات جہانگیری	ایضاً
۳۷	روضۃ الطاہرین	طاہر محمد عماد الدین حسن
۳۸	مآثر رحیمی	ملا عبدالباقی نہاوندی
۳۹	مختصر التواریخ	لامعلوم

نمبر	نام تاریخ	نام مصنف
۴۰	مجلس السلاطین	محمد شریف حنفی
۴۱	منتخب التواریخ	ملا عبدالقادر بدایونی
۴۲	بادشاہ نامہ	۱۔ معتمد خاں ۲۔ ملا عبدالحمید لاہوری ۳۔ مولوی محمد وارث ۴۔ محمد صالح
۴۳	شاہجہاں نامہ یا طبقات شاہجہانی	مولوی محمد صادق
۴۴	شاہجہاں نامہ	مولانا محمد زاہد
۴۵	ایضاً	مرزا محمد طباطبائی
۴۶	"	مرزا محمد جان مشہدی
۴۷	"	لالہ بھگوان داس
۴۸	ملخص عرف شاہ جہاں نامہ	مولوی عنایت اللہ خاں عرف محمد طاہر آشنا
۴۹	بادشاہ نامہ	محمد امین بن ابوالحسن قزوینی
۵۰	آثار شاہجہانی	محمد صادق دہلوی

نمبر	نام تاریخ	نام مصنف
۵۱	صبح صادق	محمد صادق
۵۲	عمل صالح	مولوی محمد صالح کمبوہ
۵۳	خلاصۃ التواریخ	منشی سجان رائے عالمگیری
۵۴	تاریخ دلکشا	منشی بھیم سین عالمگیری
۵۵	عالمگیر نامہ	محمد کاظم شیرازی
۵۶	فتوحات عالمگیری	پنڈت ایشور داس عالمگیری
۵۷	فتوحات عالمگیری	مولوی محمد معصوم
۵۸	خلاصۃ التواریخ یا لب التواریخ	منشی بندرابن داس عالمگیری
۵۹	مرآت عالم (آئینہ بخت)	بختاور خاں افتخار خاں عالمگیری
۶۰	مرآت جہاں نما	مولوی محمد بقا سہارنپوری عالمگیری
۶۱	مآثر عالمگیری	محمد ساقی مستعد خاں عالمگیری
۶۲	منتخبہ عبرتیہ	ابن ولی محمد
۶۳	تاریخ مفصلی	لامعلوم
۶۴	تذکرۃ الامرا	لالہ کیول رام
۶۵	منتخب اللباب	محمد ہاشم علی خاں

نمبر	نام تاریخ	نام مصنف
۶۶	واقعات عالمگیر	امیر خاں
۶۷	واقعات عالمگیر	نواب عاقل خاں خوافی رازی عالمگیری
۶۸	تاریخ عالمگیر یا تاریخ محمد بن معتمد خاں یا عبرت نامہ	مرزا محمد پسر مرزا رستم معتمد خاں
۶۹	اورنگ زیب کے عہد کی تاریخ	لامعلوم
۷۰	تاریخ شجاعی	میر محمد معصوم بن صالح
۷۱	ہفت گلشن	محمد ہادی کامور خاں
۷۲	اورنگ زیب کے جانشینوں کی تاریخ	لامعلوم
۷۳	عبرت نامہ	کامراج
۷۴	تاریخ مبارک شاہی	محمد یحییٰ بن احمد
۷۵	منتخب التواریخ	منشی سداسکھ نیاز الہ آبادی
۷۶	تاریخ شہادت فرخ سیر و جلوس محمد شاہ	محمد بخش آشوب
۷۷	بحر مواج یا اخبار السلاطین	محمد علی خاں انصاری پانی پتی

نمبر	نام تاریخ	نام مصنف
۷۸	تاریخ نادر الزمانی یا تاریخ محمد شاہی	لالہ خوشحال چند عالمگیری
۷۹	تاریخ ہندی	رستم علی شاہ آبادی (اودھ)
۸۰	تاریخ مظفری	محمد علی خاں انصاری
۸۱	تاریخ بہادر شاہی یا عبرت نامہ	میر محمد قاسم
۸۲	تاریخ محمد شاہی یا مرآت الواردات	محمد شفیع طہرانی وارد
۸۳	تاریخ محمد شاہی یا تاریخ چغتائی	محمد یوسف نیشاپوری
۸۴	تذکرۃ سلاطین چغتائیہ	محمد ہادی خاں کامور
۸۵	شاہ نامہ منور الکلام	شیو داس لکھنوی
۸۶	عبرت نامہ	مولوی خیر الدین الہ آبادی
۸۷	عبرت نامہ لب تاریخ	لامعلوم
۸۸	سیر المتاخرین	سید غلام حسین طباطبائی
۸۹	ملخص التواریخ	فرزند علی الحسینی مونگیری
۹۰	تاریخ کنز المحفوظ	لامعلوم
۹۱	چہار گلشن	لالہ چترمن

نمبر	نام تاریخ	نام مصنف
۹۲	لب السیر جہاں نما	مرزا ابو طالب
۹۳	فرحت الناظرین	محمد اسلم بن محمد حفیظ انصاری
۹۴	تاریخ ممالک ہند	مولوی غلام باسط بجنوری (اردو)
۹۵	تاریخ جام جہاں نما	منشی قدرت اللہ صدیقی
۹۶	گلزار شجاعی	لالہ ہرچرن داس
۹۷	تاریخ منازل الفتوح	محمد جعفر
۹۸	تاریخ شاہ عالم	ایضاً
۹۹	شاہ عالم نامہ	منشی غلام علیخاں
۱۰۰	یادگار بہادری	لالہ بہادر سنگھ بہادر شاہی
۱۰۱	اختصار التواریخ	لالہ بساون سنگھ کایستھ ماتھر
۱۰۲	شاہ عالم نامہ	محمد علیخاں انصاری
۱۰۳	تاریخ شاہ عالم	منشی منان لال پسر بہادر سنگھ
۱۰۴	مرآت آفتاب نما	عبدالرحمان ہاشمی
۱۰۵	خلاصۃ التواریخ	انتظام الدولہ ممتاز الملک مہاراجہ کلیان سنگھ بہادر تہور جنگ

شاہان ہند

نمبر	نام بادشاہ	تاریخ جلوس	تاریخ وفات یا معزولی
۱	سلطان قطب الدین محمد ایبک	۱۰ ذیقعدہ ۶۰۲ھ ۱۲۰۶ء	۶۰۷ھ ۱۲۱۱ء
۲	آرام شاہ	۶۰۷ھ ۱۲۱۱ء	۶۰۷ھ
۳	سلطان شمس الدین محمد التمش	۶۰۷ھ ۱۲۱۱ء	۲۰ شعبان ۶۳۳ھ ۱۲۳۶ء
۴	رکن الدین شاہ ابن التمش	۲۰ شعبان ۶۳۳ھ ۱۲۳۶ء	۱۸ ربیع الاول ۶۳۴ھ
۵	رضیہ سلطانہ خواہر رکن الدین شاہ	۱۸ ربیع الاول ۶۳۴ھ ۱۲۳۶ء	۲۵ ربیع الآخر ۶۳۷ھ ۱۲۳۹-۴۰ء
۶	معز الدین بہرام شاہ ابن التمش	۲۸ رمضان ۶۳۷ھ ۱۲۳۹ء	۸ ذیقعدہ ۶۳۹ھ ۱۲۴۲ء
۷	علاء الدین مسعود پسر رکن الدین شاہ	۶۳۹ھ ۱۲۴۲ء	۲۳ محرم ۶۴۴ھ ۱۲۴۶ء
۸	سلطان ناصر الدین محمود پسر التمش	۲۳ محرم ۶۴۴ھ ۱۲۴۶ء	۱۱ جمادی الآخر ۶۶۴ھ
۹	سلطان غیاث الدین بلبن خویش سلطان التمش	۶۶۴ھ	ذی الحجہ ۶۸۵ھ ۱۲۸۶ء
۱۰	معز الدین کیقباد	۶۸۵ھ ۱۲۸۶ء	محرم ۶۸۹ھ
۱۱	سلطان شمس الدین کیکاؤس پسر کیقباد	۶۸۹ھ	۶۸۹ھ مدت سہ ماہ و چند سال

[illegible]	نام بادشاہ	تاریخ جلوس	تاریخ وفات یا معزولی
	خاندان خلجی		
۱۲	جلال الدین فیروز شاہ خلجی	سنہ ۶۸۹ھ	۱۷ رمضان سنہ ۶۹۵ھ ۱۲۹۵ء
۱۳	علاء الدین خلجی	۲۲ ذی حجہ سنہ ۶۹۵ھ	۶ شوال سنہ ۷۱۶ھ
۱۴	سلطان شہاب الدین خلجی	۷ شوال سنہ ۷۱۶ھ	ذیقعد سنہ ۷۱۶ھ
۱۵	سلطان قطب الدین مبارک شاہ	ذیقعد سنہ ۷۱۶ھ	۵ ربیع الاول سنہ ۷۲۰ھ
۱۶	ناصر الدین خسرو نومسلم	سنہ ۷۲۰ یا ۷۲۱ھ	چہار ماہ عارت
	خاندان تغلق		
۱۷	معز الدین جونا خاں عرف غیاث الدین تغلق	سنہ ۷۲۰ھ	سنہ ۷۲۵ھ
۱۸	سلطان محمد تغلق	سنہ ۷۲۵ھ	۲۱ محرم سنہ ۷۵۲ھ
۱۹	فیروز شاہ تغلق برادر زادہ سلطان محمد	۲۴ محرم سنہ ۷۵۲ھ	شعبان سنہ ۷۹۰ھ
۲۰	محمد خاں عرف ناصر الدین محمد شاہ پسر فیروز شاہ	شعبان سنہ ۷۸۹ھ	سنہ ۷۹۰ھ
۲۱	غیاث الدین تغلق ثانی پسر فتح خان بن فیروز شاہ	سنہ ۷۹۰ھ	یکم صفر سنہ ۷۹۱ھ

نمبر	نام بادشاہ	تاریخ جلوس	تاریخ وفات یا معزولی
۲۲	ابوبکر شاہ تغلق بن ظفر خاں بن فتح خاں بن فیروز شاہ	یکم صفر سنہ ۷۹۱ھ	سنہ ۷۹۳ھ
۲۳	ناصر الدین سلطان محمد شاہ بن سلطان فیروز شاہ	سنہ ۷۹۳ھ	۱۷ ربیع الاول سنہ ۷۹۶ھ
۲۴	سکندر شاہ بن ناصر الدین سلطان محمد شاہ	۲۰ ربیع الاول سنہ ۷۹۶ھ	جمادی الاول سنہ ۷۹۶ھ
۲۵	ناصر الدین محمود شاہ بن ناصر الدین سلطان محمد شاہ	۲۰ جمادی الاول سنہ ۷۹۶ھ	ذیقعدہ سنہ ۸۱۵ھ

خاندان لودی و خضر خانی

نمبر	نام بادشاہ	تاریخ جلوس	تاریخ وفات یا معزولی
۲۶	دولت خان لودی	سنہ ۸۱۵ھ	۱۷ ربیع الاول سنہ ۸۱۷ھ
۲۷	خضر خان (سید نہ تھا)	۱۷ ربیع الاول سنہ ۸۱۷ھ	۱۷ جمادی الآخر سنہ ۸۲۴ھ
۲۸	مبارک شاہ ابن خضر خان	جمادی الآخر سنہ ۸۲۴ھ	۹ رجب سنہ ۸۳۷ھ
۲۹	سلطان محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان	رجب سنہ ۸۳۷ھ	سنہ ۸۴۹ھ

نمبر	نام بادشاہ	تاریخ جلوس	تاریخ وفات یا معزولی
۳۰	سلطان علاء الدین پسر محمد شاہ بن مبارک شاہ بن خضر خاں	۸۴۹ھ	۸۵۵ھ
۳۱	بہلول لودی	۲۵ ذی الحجہ ۸۵۵ھ	۲ شعبان ۸۹۴ھ
۳۲	سلطان سکندر لودی بن بہلول	۷ شعبان ۸۹۴ھ	۱۷ ذیقعدہ ۹۲۳ھ یکشنبہ
۳۳	سلطان ابراہیم لودی	ذیقعدہ ۹۲۳ھ	۷ رجب ۹۳۲ھ

خاندان مغلیہ یا تیموریہ

نمبر	نام بادشاہ	تاریخ جلوس	تاریخ وفات یا معزولی
۳۴	ظہیر الدین محمد بابر شاہ	۹۳۲ھ	۶ شوال ۹۳۲ھ
۳۵	نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ	۹۳۷ھ	۹۴۷ھ

خاندان سوری

نمبر	نام بادشاہ	تاریخ جلوس	تاریخ وفات یا معزولی
۳۶	فرید الدین شیر شاہ سوری	۹۴۶ھ ۱۵۴۰ء	۹۵۲ھ ۱۵۴۵ء
۳۷	سلیم شاہ سوری (جلال) پسر شیر شاہ	۱۵ ربیع الاول ۹۵۲ھ ۱۵۴۵ء	۹۶۱ھ

نمبر	نام بادشاہ	تاریخ جلوس	تاریخ وفات یا معزولی
۳۸	فیروز شاہ سوری پسر سلیم شاہ	سنہ ۹۶۱ھ	سنہ ۹۶۱ھ
۳۹	عادل شاہ سوری (محمد خان)	سنہ ۹۶۱ھ	۲ر رمضان سنہ ۹۶۲ھ

سلطنت مغلیہ

نمبر	نام بادشاہ	تاریخ جلوس	تاریخ وفات یا معزولی
۴۰	نصیر الدین ہمایوں	۲ر رمضان سنہ ۹۶۲ھ	۱۱ر ربیع الاول سنہ ۹۶۳ھ ۲۵ر جنوری سنہ ۱۵۵۶ء
۴۱	جلال الدین محمد اکبر	۲ر ربیع الثانی سنہ ۹۶۳ھ ۱۴ر فروری سنہ ۱۵۵۶ء	۱۳ر جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۴ھ ۱۶ر اکتوبر سنہ ۱۶۰۵ء
۴۲	نور الدین جہانگیر	۸ر جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۴ھ	۲۵ر صفر سنہ ۱۰۳۷ھ ۲۸ر اکتوبر سنہ ۱۶۲۷ء
۴۳	شہاب الدین محمد شاہجہاں	سنہ ۱۰۳۷ھ سنہ ۱۶۲۸ء	۲۶ر رجب سنہ ۱۰۷۶ھ ۲۲ر جنوری سنہ ۱۶۶۶ء
۴۴	محی الدین اورنگ زیب	۲۴ر رمضان سنہ ۱۰۶۹ھ سنہ ۱۶۵۸ء	۲۸ر ذیقعدہ سنہ ۱۱۱۸ھ
۴۵	قطب الدین بہادر شاہ اول	۲۸ر ذیقعدہ سنہ ۱۱۱۸ھ ۲۱ر فروری سنہ ۱۷۰۷ء	۱۱ر محرم سنہ ۱۱۲۴ھ ۱۸ر فروری سنہ ۱۷۱۲ء
۴۶	معز الدین جہاندار ابن بہادر شاہ	۱۴ر ربیع الاول سنہ ۱۱۲۴ھ اپریل سنہ ۱۷۱۲ء	ذی الحجہ سنہ ۱۱۲۴ھ
۴۷	فرخ سیر پسر عظیم الشان	سنہ ۱۱۲۴ھ	۲۱ر رجب سنہ ۱۱۳۱ھ ۱۶ر مئی سنہ ۱۷۱۹ء
۴۸	روشن اختر محمد شاہ	ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۱ھ ستمبر سنہ ۱۷۱۹ء	۲۶ر ربیع الثانی سنہ ۱۱۶۱ھ ۱۶ر مئی سنہ ۱۷۴۸ء
۴۹	احمد شاہ پسر محمد شاہ	۲ر رجب سنہ ۱۱۶۱ھ ۱۹ر اپریل سنہ ۱۷۴۸ء	۲ر رجب سنہ ۱۱۶۷ھ

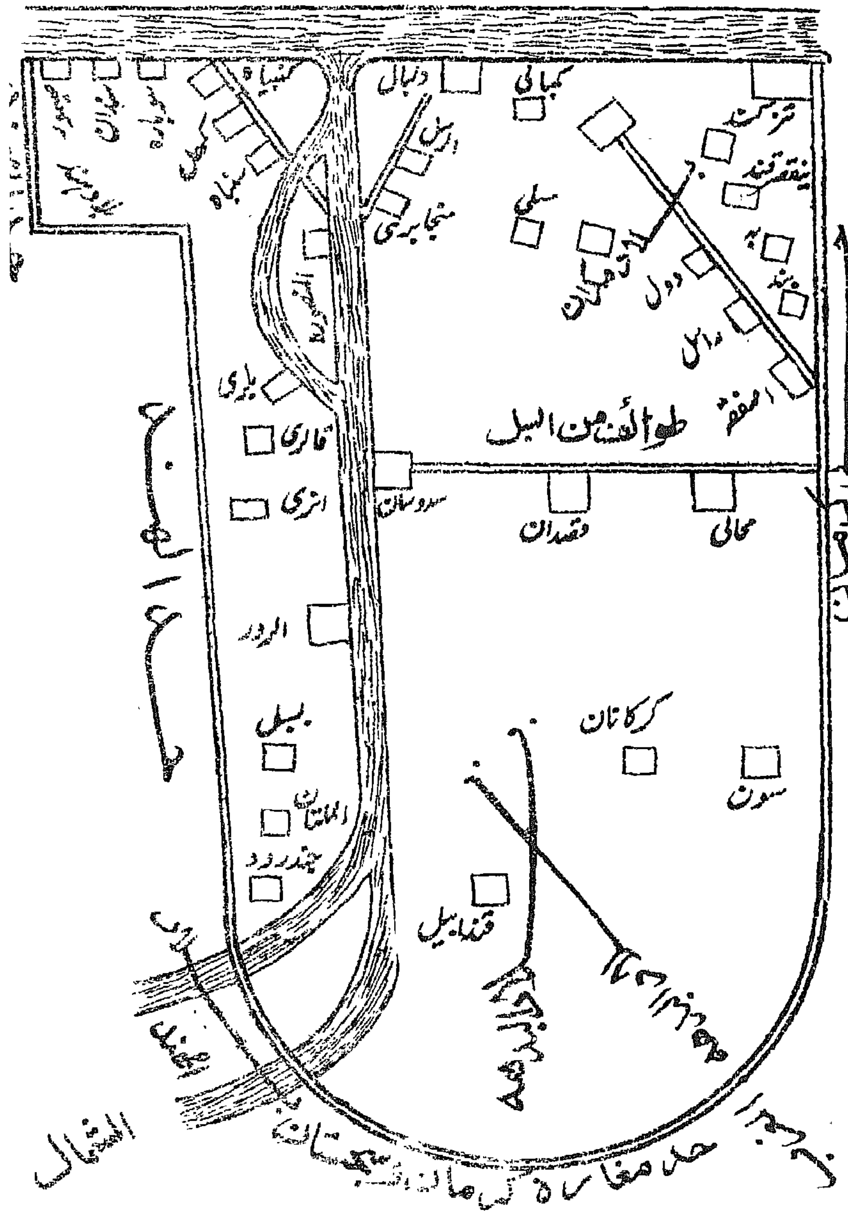
	نام بادشاہ	تاریخ جلوس	تاریخ وفات یا معزولی
	عزیز الدین عالمگیر ثانی پسر جہاندار شاہ	۱۰ شعبان ۱۱۶۷ھ ۲ جون ۱۷۵۴ء	۸ ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ ۲۹ نومبر ۱۷۵۹ء
	شاہ عالم ثانی (علی گوہر) پسر عالمگیر ثانی	۴ جمادی الاول ۱۱۷۳ھ ۲۵ دسمبر ۱۷۵۹ء	۷ رمضان ۱۲۲۱ھ ۱۸ نومبر ۱۸۰۶ء
	ابو النصر معین اکبر ثانی پسر شاہ عالم ثانی	۷ رمضان ۱۲۲۱ھ ۱۹ نومبر ۱۸۰۶ء	۲۸ جمادی الثانی ۱۲۵۳ھ ۲۸ دسمبر ۱۸۳۷ء
	ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ پسر اکبر ثانی	۲۸ جمادی الثانی ۱۲۵۳ھ ۲۸ اکتوبر ۱۸۳۷ء	۱۴ نومبر ۱۸۶۲ء

نمبر شمار	نام تاریخ	نام مصنف
۱۰۶	انتخاب التواریخ	محمد مسیتا
۱۰۷	تحفۃ الکرام	میر شیر علی قانع
۱۰۸	تحفۃ الہند	لالہ لال رام
۱۰۹	اشرف التواریخ	لالہ کشن دیال
۱۱۰	جنات الفردوس	مرزا محمد یوسف
۱۱۱	کاشف الاخبار	منشی عنایت حسین
۱۱۲	اخبار محبت	نواب محبت خاں
۱۱۳	حدیقۃ الاقالیم	مرتضیٰ حسین عرف الہ یار عثمانی بلگرامی (اودھ)
۱۱۴	تاریخ برہان الفتوح	سید محمد علی
۱۱۵	عماد السلطنت	سید غلام علی نقوی
۱۱۶	نگار نامہ ہند	ایضاً
۱۱۷	تاریخ ابراہیم خان	ملا محمد بخش بنارسی
۱۱۸	تاریخ فیض بخش	منشی شیو پرشاد
۱۱۹	سعادت جاوید	پنڈت ہرنام سنگھ (برہمن) ملانوان ضلع ہردوئی (اودھ)

نمبر	نام تاریخ	نام مصنف
۱۲۰	زبدۃ الاخبار	بہادر سنگھ
۱۲۱	مرآت احمدی	علی احمد خاں
۱۲۲	مرآت سکندری	سکندر بن محمد عرف منجھو
۱۲۳	تاریخ سلطان محمد قطب شاہ	لامعلوم
۱۲۴	بساطین السلاطین	منشی غلام مرتضیٰ عرف حضرت صاحب
۱۲۵	واقعات کشمیر	محمد اعظم
۱۲۶	تاریخ کشمیر	نرائن کول عاجز کشمیری
۱۲۷	تاریخ ترنگی	پنڈت کلہانا
۱۲۸	تاریخ فرشتہ	محمد قاسم ہندو شاہ
۱۲۹	جوہر صمصام	محمد حسن صادق
۱۳۰	زینت التواریخ	عزیز اللہ
۱۳۱	جمعیۃ التواریخ	منشی فقیر محمد
۱۳۲	مجموع الملوک	سید محمد رضا
۱۳۳	مجموع الاخبار	لالہ ہر سکھ رائے کھتری
۱۳۴	منتخب التواریخ	جگ جیون داس

نمبر	نام تاریخ	نام مصنف
۱۳۵	تاریخ فرمانروایان ہند	رائے امر سنگھ خوشدل
۱۳۶	جواہر التواریخ	سلیمان قزوینی
۱۳۷	بساط الغنائم	منشی لچھمی نرائن شفیق
۱۳۸	جنگ نامہ	مرزا محمد نعمت خان عالی
۱۳۹	مخلص التواریخ	فرزند علی الحسن
۱۴۰	چہار چمن	منشی دولت رائے
۱۴۱	منتخب التواریخ	محمد یوسف
۱۴۲	افصح الاخبار	باقر عنایت اللہ
۱۴۳	انتخاب منتخب التواریخ	منشی عبد الشکور
۱۴۴	معدن الاخبار محمدی	احمد
۱۴۵	راج سہاونی	پنڈت بینی رام
۱۴۶	تفصیل سلاطین	لامعلوم
۱۴۷	تذکرۃ الملوک	یحییٰ خاں
۱۴۸	تاریخ داؤدی	عبد اللہ
۱۴۹	صحیح الاخبار	سروپ چند کھتری
۱۵۰	تواریخ نامہ شاہان ہند	—
۱۵۱	زبدۃ التواریخ	حیدر بن حسینی رازی

نمبر	نام تاریخ	نام مصنف
۱۵۲	واقعات مشتاقی	شیخ رزق اللہ
۱۵۳	مقدمہ شاہ عالم نامہ	لامعلوم
۱۵۴	تاریخ جوگل کشور	جوگل کشور
۱۵۵	روزنامچہ عالمگیری	——
۱۵۶	تاریخ شاکر خاں	شاکر خاں
۱۵۷	تحفہ اکبر شاہی	عباس خاں شیروانی
۱۵۸	تاریخ عالی	محمد صالح قدرت
۱۵۹	تاریخ خاندان تیموریہ	لامعلوم
۱۶۰	تاریخ السلاطین	لامعلوم
۱۶۱	عبرت نامہ	کامراج
۱۶۲	تذکرہ انندرام مخلص	انندرام مخلص
۱۶۳	ذکر السیر	منشی غلام حسین خاں
۱۶۴	تاریخ عالمگیر ثانی	لامعلوم
۱۶۵	تاریخ احمد شاہی	
۱۶۶	وقائع جنگ مرہٹہ	نواب نصیر الدولہ علی ابراہیم خاں بنارسی



وهذه صورة بلاد السند
بحر فارس
الجنوب
الشمال
طوائف من البد
قصدار
محالى
سدوسان
قالرى
انرى
الرور
بسمد
الملتان
جندرود
قندابيل
منجابرى
سندان
كنبايه
سوباره
صيمور
دول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چاچ نامہ

چاچ نامہ عربی زبان میں سب سے پرانی تاریخ ہے جو
منہاج المسالک ۔ فتح نامہ اور تاریخ ہند و سندھ کے
موں سے بھی مشہور ہے۔ چونکہ مشکل عربی میں تھی جس زبان سے
ہم اور دوسرے ممالک اجنبیہ ناواقف تھے اس لئے عربی کتاب تو
انی شہرت نہ حاصل کر سکی لیکن جب اسکو فارسی کا جامہ محمد علی بن حا
وفی نے پہنایا اوس وقت یہ تاریخ مشہور ہوئی اسکی اصل عربی
ابید ہے ۔

چاچ نامہ کی قدامت کا اندازہ اس واقعہ سے بھی ہو سکتا ہے کہ
ں میں منصورہ[1] کا ذکر نہیں ہے جو خلیفہ المنصور کے زمانہ (۱۳۶ھ - ۱۵۸ھ) میں

---

[1] طولاً و عرضاً ایک میل دریائے مہران (سندھ) کی شاخوں سے چاروں طرف

آباد ہوا۔ لیکن فاضل ادیب سید سلیمان ندوی کی تحقیقات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ منصورہ کا شہر بنی امیہ کے زمانہ میں سنہ ۱۱۰ھ اور سنہ ۱۲۰ھ کے درمیان آباد ہوا۔ اسلیئے اس تاریخ کی بابت تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ سنہ ۱۱۰ھ کے بہت قبل مرتب کیگئی ہے ۱؎ زمانہ سلف کے بادشاہوں اور

(بقیہ نوٹ صفحہ اول) نمبر ۲

محدود آباد تھا۔ اس میں کھجور کے درخت بکثرت ہوتے تھے اور نیشکر کی کاشت بھی زیادہ ہوتی تھی۔ تمام رعایا کا لباس عربی تھا لیکن پادشاہ ہندوانہ لباس پہنتا تھا۔ ملتان سے اسکی آبادی دونی تھی۔

جائے وقوع ۔ علامہ ابوالفضل آئین اکبری میں لکھتے ہیں کہ شہر بھکر کا نام منصورہ تھا اور علامہ سید سلیمان ندوی اسکی تائید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ بھکر پر منصورہ کی پوری جغرافیائی تعریف صادق آتی ہے۔

مولوی محمد حسین صاحب ۔ ایم۔ اے (ملاحظہ ہو بحرالاسفار جلد دوم صفحہ ۱۸) لکھتے ہیں کہ حال کی تحقیقات کے مطابق منصورہ کا شہر موجودہ حیدرآباد کے قریب اس جگہ واقع تھا جہاں اب نصیر پور آباد ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی اسکی بابت تحریر فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے ابن خردادبہ (المسالک والممالک) منصورہ کی جگہ دریائے سندھ کے کنارہ تبلاتا ہے۔ پھر بلاذری (سنہ ۲۷۹ھ) لکھتا ہے کہ وہ دریا کے کنارہ بسایا گیا تھا۔

الروڑ کے راجگان کے زمانہ حکومت کو بیان کرنے کے بعد مصنف نے تفصیل کے ساتھ راجہ چاچ کے زمانہ کو بیان کیا ہے۔ اس راجہ کے حالات کے تحت میں مصنف لکھتا ہے کہ وہ ایک معمولی حیثیت کا آدمی تھا۔ لیکن بلا کا ذہین اور عقلمند۔ روزگار کی تلاش میں گھومتا ہوا راجہ سہارس کے

(بقیہ نوٹ صفحہ اول) نمبر ۱-۲

ابن حوقل اور اصطخری دونوں نے لکھا ہے کہ یہ شہر دریائے مہران (سندھ) کے کنارے ایسی جگہ آباد کیا گیا ہے جہاں دریا کی ایک شاخ نے اوسکو جزیرہ بنا دیا ہے۔

آئین اکبری میں درج ہے کہ اسی مقام پر چھوٹی دریا ملکر ایک ہو جاتے ہیں اور دو حصوں میں تقسیم ہو کر اوسکے نیچے سے گذرتے ہیں۔ ایک حصہ دکھن اور دوسرا اوتر ہو کر۔ الیٹ نے ابن حوقل کی کتاب سے نقشہ دیکر اس بحث کو ختم کر دیا ہے اور میں بھی اوسکی نقل شامل کئے دیتا ہوں۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ شہر خلیفہ منصور عباسی کے عہد میں آباد کیا گیا اور اس نسبت سے منصورہ کہلاتا ہے۔ یہ خیال غلط ہے کیونکہ یہ شہر بنی امیہ کے زمانہ میں بنا تھا اور اس کا بانی جیسا کہ ہمارے قدیم ترین ماخذ بلاذری (المتوفی ۲۷۹ھ) کا بیان ہے بنی امیہ کے زمانہ میں تھا۔ اہل عرب کی قوت جب کمزور ہو گئی اور سندھیوں نے اونکو سواحل کی طرف ڈھکیلنا شروع کیا، اسوقت کے والی حکم بن کلبی نے عربوں کو ایک جگہ جمع کر کے دریا پار ایک شہر محفوظہ کے نام سے بسایا اور اسکے

وزیر پنڈت رام کے دربار میں پہونچکر اوس کے مصاحبوں میں داخل ہوگیا
وزیر نے پنڈت چاچ پسر سیلاجی کو اپنا نائب مقرر کر لیا۔ اس سلسلہ سے
اوسکی آمد و رفت راجہ سہارس کے دربار میں ہوئی اور وہ راجہ کا
معتمد علیہ ہوگیا۔ اور راجہ کے انتقال کے بعد اوسکی بیوہ رانی سوہندی یا

(بقیہ نوٹ صفحہ اول) نمبر ۱۲

جنرل عمر بن قاسم ثقفی نے سمندر کے ساحل پر برہمن آباد سے دو فرسخ کے فاصلہ پر
منصورہ آباد کیا ہے۔ اسلئے منصورہ نام محفوظہ کی طرح خوشحالی کیلیئے رکھا گیا حکم
جس کے زمانہ میں عمر نے اس شہر کو بسایا وہ عراق کے امیر خالد بن عبداللہ قسری کا
فرستادہ تھا۔ خالد سنہ ۱۰۵ھ میں عراق کا امیر تھا اور سنہ ۱۲۰ھ میں معزول ہوا۔
حکم امیر خالد کا بھیجا ہوا دوسرا والی تھا اسلئے سنہ ۱۱۰ھ سے اسکا زمانہ شروع ہوا
ہوگا اسی قیاس سے منصورہ کے بنا کی تاریخ سنہ ۱۱۰ھ سے سنہ ۱۲۰ھ تک متعین کرنا چاہیئے۔
(ملاحظہ ہو ص ۳۲۲ تا ص ۳۳۱ "عرب و ہند کے تعلقات" مصنفہ سید سلیمان ندوی
مطبوعہ ہندوستانی اکاڈمی الہ آباد)

منصورہ اپنی جائے وقوع کے لحاظ سے محفوظ بھی تھا اور ساتھ ہی دریا کے
قریب اور سمندر کے ساحل پر واقع تھا۔ اسلئے بہت جلد سندھ میں عربوں کا
پایہ تخت بنگیا۔ تیسری صدی ہجری میں بھی ہم اسکا نام پایہ تخت کی حیثیت سے سنتے
رہتے۔ بلاذری منصورہ کے ذکر میں لکھتا ہے کہ یہ وہی شہر ہے جہاں آجکل

سہن دیوی کو اپنے نکاح میں لاکر پنڈت چاچ وزیر سے راجہ ہو گئے اور راجہ سہارس کی سلطنت پر قابض ہو کر چالیس سال تک حکومت کی اسکے زمانہ حکومت میں کشمیر اور قنوج فتح ہوئے اور اس نے اپنی حکومت کا جھنڈا قندھار میں گاڑا۔ راجہ چاچ بدھ مذہب کا پیرو تھا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ اول) نمبر ۲

حکام جا کر ٹھہرتے ہیں۔

سنہ ۲۸۰ھ میں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز ہباری منصورہ کا فرمانروا تھا۔
سنہ ۳۰۳ھ میں جب مسعودی منصورہ گیا تو وہاں اسی عبداللہ کا بیٹا فرمانروا تھا مسعودی کو اس شہر میں بہت سے عرب سردار سادات اور علوی خاندان کے بہت گو بکثرت نظر آئے۔ منصورہ کے وزیر کا نام ریاح اور قاضی آل ابی الشوارب تھا۔ وزیر کی بادشاہ کے خاندان سے قرابت تھی۔ مسعودی کے بعد سنہ ۳۶۸ھ میں ابن حوقل منصورہ گیا اسوقت بھی ہباری خاندان حکمران تھا۔ گو سیاسی اور انتظامی تعلق خلافت عباسیہ کے ساتھ نہ تھا مگر مذہبی رشتہ ضرور باقی تھا چنانچہ عباسی خلیفہ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ بشاری لکھتا ہے کہ:۔

"منصورہ کے باشندے لائق با مروت ہیں نیکی اور خیرات کرتے ہیں۔ قاضی ابو محمد منصوری کو دیکھا امام تھے اور انکا حلقہ درس تھا اور انکی تصنیفیں ہیں۔ بڑے بڑے شہروں میں حنفی فقہا ہیں۔

مصنف تاریخ چاچ نامہ کا قول ہے کہ اس مذہب کو اس نے تلوار کے زور سے اپنی سلطنت میں پھیلایا۔

عہد حکومت سنہ ۹۳ھ میں ختم ہو جاتا ہے اس کے بعد محمد بن قاسم ثقفی کے حالات اور فتوحات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ یہ تاریخ فصلوں اور بابوں میں تقسیم نہیں ہے بلکہ واقعات مختلف سرخیوں کے تحت میں بیان کئے گئے ہیں جن میں ذیل کے حالات قابل ذکر ہیں۔

(۱) پیروان بدھ مذہب کے حالات۔

(۲) جاٹوں کا تمدن اور ان کا طرز معاشرت وغیرہ، اس قوم کیساتھ راجہ کا برتاؤ۔

(بقیہ نوٹ صفحہ اول) نمبر ۱-۲

اور اکثر اہل حدیث ہیں منصورہ کی حکومت بشاری کے زمانہ تک قائم تھی سنہ ۴۱۶ھ میں سلطان محمود سومنات سے واپس ہوا ابن اثیر اپنی تاریخ کامل التواریخ میں اسی سال کے واقعات کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ سلطان نے منصورہ کا قصد کیا یہاں کا والی اسلام سے پھر گیا تھا۔ سلطان کی آمد کی خبر سنکر وہ شہر سے نکل گیا۔ سلطان نے تعاقب کیا اور بہت آدمی مارے گئے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ منصورہ کی یہ بچی کھچی حکومت کا سنہ ۴۱۶ھ میں سلطان محمود کے ہاتھ خاتمہ ہو گیا (کیونکہ ۳۵۰ تعلقات ہند و عرب"

(۳) چاچ کے حالات سابقہ اور وزیر رام کے دربار میں اسکی رسائی۔

(۴) راجہ سہارس کے دربار میں چاچ کی رسائی اور رانی کیساتھ اسکا ربط و ضبط

(۵) راجہ کا انتقال اور بیوہ کا چاچ کے ساتھ نکاح کرنا۔

(۶) راجہ چاچ کا اپنے بھائی چندر کو طلب کرنا اور اروڑ میں اپنا نائب مقرر کر کے اپنی سلطنت کی حدبندی کرانا۔

(۷) سیوستان اسکلندا اور ملتان پر راجہ چاچ کی یلغاریں۔

(بقیہ نوٹ صفحہ اول) تعلیقات

یہ قریشی خاندان اہل حدیث تھا۔ شاید محمود غزنوی کے زمانہ میں اسماعیلیوں نے قرمطی مذہب اختیار کر لیا ہو۔ ص ۳۰۴ ـ ۳۰۵ تعلقات ہند و عرب۔

سلہ۔ فرشتہ نے محمد بن قاسم ثقفی کے فتوحات کے سلسلہ میں لکھا ہے بعضے از امیران شہر ہمراہ گرفتہ متوجہ بلدہ سیوستان کہ در عصر ما بسیہوان شہرت دارد گردید سیوان کراچی کے ضلع میں اب ایک تعلقہ اور صدر مقام ہے ۹۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ پانچ ہزار کے قریب آبادی ہے۔ حضرت شہباز قلندر رحمہ کی مشہور خانقاہ بھی اسی شہر میں ہے جو ۱۳۵۶ء میں تعمیر کی گئی تھی۔ کہتے ہیں کہ یہاں کا قلعہ سکندر کا بنوایا ہوا ہے۔ شہر کے قریب ایک جھیل ہے برسات میں بیس میل لانبی اور دس میل چوڑی ہو جاتی ہے (الاستفسار ص ۱۰) سکندر اعظم نے ہندوستان پر حملہ کیا تھا گویا اس ملک کو آباد کرنے آیا تھا اور پھر اس قدر قیام کیا کہ شہر بھی آباد کئے اور قلعے بھی بنوا دیئے!!!

(۸) راجہ چاچ کے عہد کے مشہور واقعات۔

(۹) مکران اور کرمان پر فوج کشی۔

(۱۰) بلوچستان پر حملہ اور راجہ چاچ کی وفات۔

(۱۱) پنڈت چندر بجائے راجہ چاچ کے راجہ تسلیم کیا گیا۔

(۱۲) راجہ چندر اور اسکے جانشینوں کے عہد حکومت کے مشہور واقعات۔

(۱۳) محمد العلفی دعرب سوداگر) کے حالات اور راجہ راہل کیساتھ اسکی لڑائیاں۔

(۱۴) اسلامی فتوحات۔ راجہ داھر کی شکست اور واقعات مابعد۔

راجہ چاچ کی سلطنت کے حدود اربعہ مشرق میں ریاست کشمیر مغرب میں مکران۔ شمال میں کنان (حال کمایوں) اور جنوب میں دریائے تور۔ اوسکی سلطنت چار صوبوں میں تقسیم تھی۔ پہلے صوبہ کا نام برہمن آباد دوسرے صوبہ کا نام سیوستان تیسرے صوبہ کا نام سیسپا اور چوتھے صوبہ کا نام ملتان ہے۔

مترجم کا نام محمد علی بن حامد بن ابوبکر کوفی ہے۔ پیدائش بمقام کوفہ (۵۵۵ھ) موصوف سفر کرتے ہوئے اوچھ آکر آباد ہو گئے۔ فارغ البالی

ملہ۔ یہ شہر ریاست بہاولپور میں دریائے پنجند کے کنارے ملتان سے ستر میل جنوب میں آباد ہے۔ پہلے زمانہ میں دریائے سندھ اور پنجاب کے پانچوں دریا اوچھ کے قریب ملتے تھے۔ اب چالیس میل کے قریب مٹھن کوٹ کے قریب ملتے ہیں۔ ناصرالدین قباچہ

میسر ہونیکے بعد اٹھاون سال کی عمر میں ہندوستان کی تاریخ کی ترتیب کا خیال پیدا ہوا اور اس غرض کی تکمیل کے لیے انہوں نے اتور اور بھکر کے سفر کیے۔ آخرالذکر شہر میں مترجم کی ملاقات قاضی کمال الدین اسمٰعیل ثقفی سے ہو گئی جو علاوہ عربی نژاد ہونیکے بھکر کے قاضی اور فاتحین عرب کی اولاد میں تھے۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۸) نمبر ۱

زمانہ میں سندھ کا دارالسلطنت یہی شہر تھا۔ سادات گیلانی اور بخاری کی آبادی شہر میں زیادہ ہے۔ سید جلال الدین بخاریؒ اور حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کے مزارات اوچ میں ہیں لیکن انمیں کسی کی عمارت قابل تعریف نہیں ہے۔ کننگہم صاحب کی رائے میں یہ شہر سکندر اعظم کا آباد کیا ہوا ہے۔ دیکھو بحر الاسفار ص ۱۹ مطبوعہ لاہور۔

سلہ زمانہ حال میں بھکر فقط اس قلعہ کو کہتے ہیں جو دریائے سندھ کے بیچ میں روڑی اور بھکر کے درمیان واقعہ ہے۔ آخرالذکر شہر اور قلعہ کے درمیان میں دریائے سندھ کی شاخ دوسو گز چوڑی ہے بھکر کا شہر غالباً وہ ہوگا جسکو سکھر کہتے ہیں۔ یہاں میر معصوم علی بھکری (مصنف تاریخ معصومی) کا مقبرہ ہے۔ روڑی کا موجودہ شہر ۱۲۹۷ھ سے آباد ہے لیکن ایک پورانا شہر الور نام اس سے ۵ میل کے فاصلہ پر سندھ کے پورانے سنگم پر واقع تھا۔ یہاں سے اب دریا ہٹ گیا ہے۔ سکھر اب بھی تجارت کی منڈی اور بہت رونق کی جگہ ہے نیا شہر پہاڑی کے نیچے اور دریا کے کنارے آباد ہے۔ اب آبادی تیس ہزار کے قریب ہے ضلع کا صدر مقام بھی شکارپور سے تبدیل ہو کر سکھر آ گیا ہے۔ علامہ ابوالفضل نے اسی شہر کو منصورہ بتلایا ہے۔

دوران گفتگو میں قاضی صاحب موصوف نے تذکرہ کیا کہ اونکے قبضہ میں
عربی زبان کی ایک تاریخ اونکے ایک مورث کی لکھی ہوئی موجود ہے۔
قاضی موصوف سے مسودہ حاصل کرنیکے بعد مترجم نے ناصر الدین قباچہ کے
عہد میں (۶۱۳ھ/۱۲۱۶ء) اوچہ میں بیٹھکر چاچ نامہ کا ترجمہ کیا۔ جو بہت مقبول
ہوا۔ یہ تاریخ بہت معتبر اور پرانی ہے۔

مجموع التواریخ

یہ تاریخ سلطان سنجر ابن ملک شاہ سلطان کے عہد میں مرتب ہوئی
پچیس بابوں پر تقسیم ہے۔ ترتیب کا کام ۵۲۰ھ میں شروع ہوکر ۵۸۹ھ میں
تکمیل کو پہونچایا گیا۔ اس کی ترتیب میں ایسی قدیم تاریخوں سے کام لیا گیا ہے
جو اب نادر الوجود ہیں۔

ہندوستان اور دوسرے اسلامی ممالک کے بادشاہوں کے
حالات کے سلسلہ میں سندھ کے ابتدائی حالات پر روشنی ڈالنے کے بعد
مصنف نے جاٹوں اور میڈوں کے تاریخی حالات تفصیل کے ساتھ بیان
کئے ہیں۔ برہمنوں کے حالات کے سلسلہ میں مہابھارت کی لڑائی کے
واقعات بھی مذکور ہیں۔ اس تاریخ میں سلطنت کشمیر کا بھی تذکرہ ہے

مصنف کے معلومات کا ذریعہ سنسکرت کی ایک تاریخ ہے جس کا ابو صالح بن شعب نے عربی میں ترجمہ کیا اور ابو الحسن علی ابن محمد گیلانی نے اس کو سنہ ۴۱۷ھ (۱۰۲۶ء) میں فارسی کا جامہ پہنایا یا مجموع التواریخ چھٹی ہجری کے واقعات عالم کا مرقع ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اسکا آخیر باب گم ہے۔

مصنف نے اپنا نام کتاب میں درج نہیں کیا ہے مگر وہ بیان کرتا ہے کہ اسکے والد نے "البرامکہ کے عروج و زوال" کے نام سے ایک تاریخ مرتب کی تھی اس وجہ سے خیال کیا جاتا ہے کہ مصنف کا نام مہلب ہے۔ جو محمد بن شادی کا بیٹا تھا۔ مصنف نے جو حالات بیان کئے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف مورخ بلکہ ایک زبردست سیاح بھی تھا۔

کامل التواریخ یا ابن اثیر

اس مستند اور مشہور عربی تاریخ کا (جو تیرہ جلدوں میں ہے) فارسی ترجمہ میران شاہ ابن تیمور (امیر صاحبقران) کے حکم سے نجم الدین نے کیا ہے۔ اس میں تاریخی واقعات کا تذکرہ ابتدائے آفرینش سے سنہ ۶۲۸ھ تک ہے۔ شاہان غزنوی اور غوری کے مفصل حالات دلچسپ پیرایہ میں بیان کرنیکے بعد مصنف نے جاٹوں کے حالات بھی درج کئے ہیں اور تیسری صدی کے

درمیان جو اسلامی حملے سندھ پر ہوئے ہیں انکو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

مصنف کا نام شیخ ابو الحسن عرف اعز الدین ہے۔ جو عام طور پر ابن اثیر کہلاتے ہیں۔ شیخ موصوف ۵۵۵ھ میں جزیرۃ العمر[1] میں پیدا ہوئے اسلئے الجزائری کے نام سے بھی مشہور رہیں۔ بغداد۔ موصل۔ شام اور بیت المقدس میں علم حاصل کرنے کے بعد جب ابن اثیر نے موصل میں سکونت اختیار کرکے درس اور تدریس کا سلسلہ جاری کیا تو علم حاصل کرنے کے شوق میں لوگ دور دور سے آکر ان کے یہاں فیض یاب ہوئے۔ اور اس طرح ان کی شہرت اسلامی دنیا میں پھیلی۔ اور لوگ بہت عزت اور احترام سے پیش آنے لگے ۶۲۶ھ میں ابن خلدون سے ان کی ملاقات حلب میں ہوگئی۔ اور وہ ابن اثیر کی ہمہ دانی اور تاریخی معلومات سے اسقدر متاثر ہوئے کہ شیخ کو "ہمارے شیخ ابن اثیر" کے نام سے یاد کرنے لگے۔ کامل التواریخ بہت مستند اور بلند مرتبہ تاریخ ہے۔ ابن خلدون کا ماخذ بھی یہی تاریخ ہے۔ ابن اثیر ایک دوسری معرکۃ الآرا کتاب کے بھی مصنف ہیں جسکا نام "اخبار الصحابہ" ہے وہ علم حدیث کے حافظ اور علم انساب کے امام تھے۔ انتقال ۶۳۰ھ بمقام موصل ہوا اور وہیں دفن ہیں۔

---

[1] ایک جزیرہ کا نام ہے جو دریائے دجلہ میں شہر کے شمال واقع ہے۔

ابن اثیر کے دو بھائی اور بھی تھے - اور اونکو بھی تاریخ کا ذوق تھا - ان میں سے ایک کا نام مجد الدین ہے جنہوں نے دو جامع الاصول فی احادیث الرسول" کتاب لکھی - اکثر مورخین اس کتاب کی تصنیف کا سہرا ابن اثیر کے سر باندھتے ہیں جو صحیح نہیں ہے -

---

تاریخ یمینی

یہ تاریخ عربی زبان میں ہے اور اسکا با محاورہ فارسی ترجمہ منشی کرامت علی مرحوم دہلوی نے کیا ہے جو تاریخ یمینی یا یمنی کے نام سے مشہور ہے فاضل مترجم نے تاریخی مقامات کی تفصیل فٹ نوٹ میں دیدی ہے -

تاریخ یمینی امیر نصیر الدین سبکتگین کے عہد کی ایک مکمل تاریخ ہے اسمیں سلطان محمود غزنوی کے حالات بھی سنہ ۴۱۱ھ تک بیان کئے گئے ہیں موجودہ دور میں ایسی تاریخ کا مطالعہ مفید ہوگا - بلند پایہ اور مستند ہے -

مصنف کا نام ابو النصر محمد ابن محمد الجباری عتبی ہے - سلطان محمود غزنوی کا میر منشی ہونیکی وجہ سے مصنف اندرونی حالات سے واقفیت رکھتا تھا - ہندوستان پر جسقدر حملے محمود غزنوی نے کئے ہیں

اونکے مفصل اسباب اور تفصیلی حالات ان تاریخ میں صحت کیساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ مصنف ۴۷۰ھ تک زندہ رہا۔

تاریخ سبکتگین

یہ تاریخ، تاریخ بیہقی، مجلدات بیہقی اور ناصری کے ناموں سے بھی مشہور ہے۔ اس کی ایک جلد کا نام جسمیں سلطان مسعود کے عہد کے حالات ہیں "تاریخ مسعودی" کہلاتی ہے اور ایک دوسری جلد (محمود غزنوی کے عہد کی) "تاریخ الفتوح کے نام سے مشہور ہے۔ اور ایک اور جلد (سلطان نصیر الدین سبکتگین کے زمانہ کی) "تاریخ ناصری" کہلاتی ہے مصنف تاریخ روضۃ الصفا لکھتا ہے کہ اوسکی تیس جلدیں ہیں جن میں علاوہ دوسرے اسلامی ملکوں کے شاہان غزنوی کے مفصل اور مستند حالات بھی بیان کیے گیے ہیں۔ ضیاء برنی۔ شیخ ابو الفضل شہنشاہ جہانگیر۔ مصنف تاریخ فرشتہ اور دوسرے مورخوں نے اپنی اپنی تاریخوں میں اسکا حوالہ بہت وثوق کے ساتھ دیا ہے۔

دیباچہ پڑھکر مورخین حال معلوم کر سکتے ہیں کہ فن تاریخ نویسی کے اصول سے عہد قدیم کے مورخین نابلد اور بے بہرہ نہ تھے۔ ہندوستان کے

حالات معلوم کرنے کے لیئے اسکا مطالعہ مفید ہوگا۔

مصنف کا نام خواجہ ابو الفضل بن الحسن البیہقی ہے سنہ ۳۸۶ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۴۷۰ھ میں اونکا انتقال ہوگیا۔ سنہ ۴۵۱ھ کے واقعات ۵۶ سال کی عمر میں وہ اس طور پر بیان کرتے ہیں کہ بیساختہ اون کی ذہانت اور حافظہ کی تعریف کرنا پڑتی ہے۔

اس تاریخ کی سب جلدیں میسر نہیں ہیں۔ کچھ موجود ہیں اور بیشتر ناپید ہوچکی ہیں۔

جامع الحکایات ولامع الروایات

یہ تاریخ چار فصلوں پر مشتمل ہے اور ہر فصل میں پچیس ۲۵ باب ہیں۔

مورخ ایک سیاح ہے جو ہندوستان آکر یہاں کے چشم دید حالات بیان کرتا ہے۔ راجہ جے سنگھ والئی نہروالا (گجرات) کے بے تعصبی کے ثبوت میں بیان کرتا ہے کہ وہ ایک مرتبہ کھمبات گیا جہاں دیندار مسلمانوں کی ایک جماعت آباد تھی وہاں پہونچکر یہ قصہ معلوم ہوا کہ اوس قصبہ میں ایک مسجد تھی جس کے منارہ پر چڑھکر مسلمان اذان دیتے تھے۔ پارسیوں کے بہکانے سے اوس قصبہ کے ہندوؤں نے منارہ توڑ دیا اور مسجد کو

مذہبی مسلمانوں کے شہید کرڈالا مسجد کا امام اور خطیب جس کا نام علی تھا
بھاگ کر نہر والا راجہ کے یہاں فریادی ہوا اور راجہ نے تحقیقات کرکے
برہمنوں اور پارسیوں کو سزا دیکر مسجد اور منارہ کی مرمت کرا دی اور
علی کو خلعت اور انعام مرحمت فرمایا۔ راجہ کا مرحمت کیا ہوا خلعت
یادگار کے طور پر مسجد میں رکھا گیا۔ مصنف لکھتا ہے کہ اُس خلعت کو
اوس نے خود بھی دیکھا ہے۔ اوسوقت مسجد اور منارہ دونوں باقی تھے
اس تاریخ کی ترتیب سلطان التمش کے عہد میں ہوئی۔ سلطان محمود غزنوی،
امیر سبکتگین اور سلطان مسعود کے حالات بھی اوس تاریخ میں درج ہیں
سلطان شہاب الدین کے حملوں کا بھی تذکرہ ہے۔

مصنف کا نام نور الدین محمد عوفی ہے۔ شہر بخارا کے
نواح میں پیدا ہوئے۔ امام رکن الدین کے شاگرد تھے سیاحی کرتے ہوئے
ہندوستان آئے اور نظام الملک قوام الدین جنیدی سے ملاقات ہو گئی۔
جو اُس وقت شمس الدین التمش کے وزیر تھے جب وزیر موصوف نصیر الدین
قباچہ کی سرکوبی کے لئے گئے تو مصنف بھی وزیر کا ہمرکاب تھا۔
ربیع الاول ۶۲۵ھ ۱۲۲۸ء کو یہ مہم بھکر پہونچی اور یکم جمادی الاول کو قباچہ نے
خودکشی کرکے مہم کا خاتمہ کر دیا۔

فتوح البلدان

بہت پورانی تاریخ عربی زبان میں ہے۔ مورخ نے عربوں کی
فتوحات کے سلسلہ میں سندھ کے فتح ہونے کے حالات بھی بیان کئے ہیں
ہندوستان کے حالات کا تذکرہ ۱۵ھ سے شروع کیا گیا ہے۔ جبکہ
عہد فاروقی میں عثمان بن ابو العاص عمان کے حاکم تھے۔ اس سلسلہ کو
جاری رکھتے ہوئے مصنف نے محمد بن قاسم ثقفی کے فتح سندھ کے
حالات بیان کر کے ۴۲ھ کے واقعات پر تاریخ ختم کر دی ہے۔
فتوح البلدان کا ماخذ منجملہ اور کتابوں کے واقدی بھی ہے۔ آخرالذکر
مصنف نے بھی فتوحات سندھ پر ایک مستند تاریخ لکھی ہے، جو
فتوح السندھ کے نام سے مشہور ہے۔ ابن اثیر اور دوسرے نامی
مورخوں کو فتوح البلدان کی صحت اور صداقت پر بہت بھروسہ تھا
اور یہی مستند تاریخ انکی کتابوں کا ماخذ ہے

مصنف احمد بن یحییٰ ہے جو ابوجعفر اور ابوالحسن کے
ناموں سے بھی مشہور ہیں لیکن تاریخی دنیا اون کو بلاذری کے نام سے
زیادہ جانتی ہے۔ خلیفہ المتوکل کے دربار میں شہزادوں کے
تعلیم کی خدمت پر مامور رہکر مصنف نے ۲۷۹ھ/۸۹۲ء میں انتقال کیا۔

وہ مصنف کتب کثیرہ تھے اور شاعری سے بھی ذوق تھا۔

تاج الماثر

یہ کتاب ۵۸۷ھ (۱۲۰۵ء) سے شروع ہو کر ۶۲۶ھ (۱۲۴۴ء) کے واقعات پر ختم ہو جاتی ہے۔ سلطان شہاب الدین محمد غوری قطب الدین ایبک اور شمس الدین التمش کے حالات اس تاریخ میں بیان کئے گئے ہیں۔ واقعات کے لحاظ سے اس کو محمد غوری کے فتوحات کی تاریخ کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔ التمش کے حالات کچھ زیادہ بیان کئے گئے ہیں۔ لیکن قطب الدین ایبک کے عہد کو بیان کرنے میں مصنف نے ضرورت سے زیادہ اختصار سے کام لیا ہے۔

مصنف ان بادشاہوں کے عہد میں موجود تھا اور اس کو اصل واقعات حاصل کرنے کے عمدہ ذرایع میسر تھے اسلئے اس کی تاریخ معتبر سمجھی جاتی ہے۔

اسلامی سلطنت ہند کی تاریخ کا مرتب کرنیوالا یہ پہلا مورخ ہے اس کے بعد اور بھی تاریخیں لکھی گئیں لیکن افضلیت کا درجہ اسکو حاصل ہے۔

مصنف:۔ دیباچہ میں مصنف نے اپنا نام حسن نظامی لکھا ہے۔ لیکن حاجی خلیفہ اور شیخ ابو الفضل لکھتے ہیں کہ مصنف کا نام صدر الدین محمدؐ بن حسن نظامی ہے نیشاپور میں پیدا ہوئے لیکن خراسان کے فتنہ و فساد سے تنگ آکر سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں ہندوستان وارد ہوئے اور دہلی پہونچکر قاضی القضاۃ شریف الملک سے انکی ملاقات ہوئی وہ نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آئے اور انھیں کے مشورہ سے مصنف نے یہ تاریخ مرتب کی سنہ ۶۲۴ھ کے بعد کے حالات ناپید ہیں اس لئے گمان ہوتا ہے کہ سنہ ۶۲۴ھ کے بعد ہی مصنف کا انتقال ہو گیا۔

طبقات ناصری

یہ کتاب اسلامی عہد حکومت کی ایک بلند پایہ تاریخ ہے جس میں پیغمبروں سے لیکر مختلف خاندانوں کے مسلمان بادشاہ کا تذکرہ سنہ ۶۵۸ھ تک درج ہے۔ تئیس ۲۳ ابواب پر تقسیم ہے لیکن ان میں صرف ۷ و ۱۰ لغایۃ ۲۱ ابواب میں سلاطین ہند کا تذکرہ ہے۔

مصنف کا نام ابو عمر منہاج السراج عثمانی ابن سراج الدین

منہاج الجوزجانی ہے۔

مصنف کے مورث امام عبدالخالق جرجان سے سلطان ابراہیم کے زمانہ میں غزنی آئے اور غزنی کے بادشاہ کی لڑکی سے ان کی شادی ہوگئی۔ جن کے بطن سے ابراہیم پیدا ہوئے۔ مصنف کے پردادا کا نام مولانا منہاج الدین عثمانی ہے جو مولوی ابراہیم کے صاحبزادے تھے اور علمی تبحر کی وجہ سے "امام بخارا" کہلاتے تھے۔ مصنف کے والد کو معزالدین سام نے ۵۸۲ھ ۱۱۸۶ء میں ہندوستان کی فوج کا قاضی مقرر کیا اور اسکے بعد سلطان شہاب الدین بن محمد سام نے قاضی اور خطیب کے عہدوں پر سرفراز کیا۔

مصنف ۵۸۹ھ ۱۱۹۳ء میں پیدا ہوا اور اپنی خالہ ملک ماہ کے آغوش عاطفت میں پرورش اور تعلیم پاکر بادشاہ غور کے یہاں ایک معزز عہدہ پر مامور ہوگیا اور اپنے فرائض منصبی ایسی دیانتداری اور امانت کے ساتھ انجام دیئے کہ بادشاہ موصوف نے ان کو دو مرتبہ اپنا ایلچی مقرر کرکے سلطان تاج الدین کے دربار میں بھیجا اور ہر مرتبہ سفارت کامیابی کے ساتھ واپس آئی۔

سلطان نصیرالدین قباچہ کے زمانہ میں مصنف ہندوستان آکر مدرسہ فیروزی اوچہ کا مہتمم ہوگیا۔ اس تقرر کے دوسرے سال (۶۲۳ھ)

سلطان شمس الدین التمش نے حملہ کرکے قباچہ کو شکست دی اور جب سلطان موصوف وہاں سے دہلی واپس آنے لگا تو مصنف بھی انکی ہمرکابی میں رمضان ۶۲۵ھ ۱۲۲۸ء میں دہلی آیا اور فتح گوالیار کے وقت سلطان التمش کے ہمرکاب تھا۔ گوالیار فتح ہونے پر سلطان نے انکو (۶۲۹ھ) گوالیار کا قاضی مقرر کر دیا لیکن جب ۶۳۵ھ میں سلطان رضیہ کی فوج گوالیار پر حملہ آور ہوئی تو منہاج (مصنف) اپنے عہدہ سے سبکدوش ہو کر دہلی واپس آگئے۔ جب بہرام شاہ تخت نشین ہوا تو اس نے مصنف کو قاضی القضاۃ کے عہدہ پر سرفراز کر دیا اور وہ اس خدمت کو بادشاہ موصوف کے قتل ہونے تک بخیر و خوبی انجام دیتے رہے لیکن بہرام کے قتل ہونے کے بعد مستعفی ہو کر لکھنوتی چلے گئے اور وہاں دو سال تک مقیم رہے اور واپسی میں مشہور عالموں سے ملاقاتیں کرتے ہوئے ۶۴۳ھ میں دہلی واپس آکر مدرسہ ناصریہ کے مہتمم اور وقف کے نگراں کار مقرر ہوئے اور اس کے ساتھ ہی گوالیار کے قضا کا عہدہ اور شاہی مسجد دہلی کے واعظ کے فرائض بھی مولانا کے متعلق کر دیئے گئے۔ ۶۴۴ھ ۱۲۴۶ء کے بعد ناصر الدین[1] محمود اور غیاث الدین بلبن یکے بعد دیگرے دہلی کے بادشاہ ہوئے اور یہ دونوں بادشاہ مولانا کی انتہائی عزت کرتے تھے۔

---

[1] سلطان التمش کا بیٹا۔

انھوں نے مولانا کو انعامات سے مالامال کرنے کے علاوہ جاگیر بھی عطا کی اور "صدر جہاں" کے خطاب سے بھی سرفراز فرمایا۔ مولانا نے تاریخ کی ترتیب کا کام ۶۵۷ھ میں شروع کرکے شوال ۶۵۸ھ میں تکمیل کو پہونچایا اور کتاب ناصر الدین محمود کے نام معنون کرکے تاریخ کا نام بھی طبقات ناصری رکھدیا۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں[1] کہ منہاج سراجؒ اپنے زمانہ کے ایسے ہمہ داں عالم تھے کہ حضرت نظام الدین اولیاء دہلویؒ ہر دوشنبہ کو اونکے وعظ میں شریک ہوا کرتے تھے۔

"تاریخ فیروزشاہی" (برنی)

طبقات ناصری کا یہ تاریخ تتمہ ہے۔ طبقات ناصری ۶۵۸ھ میں مرتب ہوئی اور جس مقام سے سراج نے طبقات ناصری کا لکھنا ختم کیا اوسی جگہ سے ضیاء برنی نے تاریخ فیروز شاہی کا آغاز کیا ہے یعنی غیاث الدین بلبن کے عہد حکومت سے یہ تاریخ شروع ہو کر فیروز شاہ کے چھ سال کے عہد حکومت تک کے حالات پر ختم

---

[1] اخبار الاخیار صفحہ ۹

کردی گئی ہے۔ ترتیب کا کام سلطان محمد تغلق کی وفات کے بعد شروع کیا گیا یہ تاریخ مستند ہے لیکن اس سلسلہ میں ذیل کی سطریں بھی قابل ملاحظہ ہیں :-

"ضیا برنی نے سلطان غیاث الدین بلبن کے ابتدائے عہد حکومت سے لیکر سلطان محمد تغلق کی وفات کے چند سال بعد تک کے حالات اپنی ذاتی تحقیقات کی بنا پر لکھے ہیں"

"ضیا برنی بہت معتبر مورخ مانا جاتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ تاریخ نویسی کے معاملہ میں اسکا مرتبہ بہت ہی بلند ہے۔ اس نے جو کچھ لکھا ہے بڑی احتیاط اور کامل تحقیقات کے بعد لکھا ہے جس کے لیے اوسکی تاریخ خود شاہد عدل ہے لیکن محمد تغلق کے متعلق اوسکی تاریخ کا جو حصہ ہے وہ تاریخ کے باقی حصص سے بالکل جدا اور الگ حیثیت رکھتا ہے"

---

[1] ملاحظہ ہو "تاریخ آئینہ حقیقت نما" ص ۲۹ لغایتہ ۳۱ مصنفہ اکبر خانصاحب نجیب آبادی اور صفحات ۲ لغایتہ ۶۰ تاریخ مذکور۔

"برنی نے ۷۵۸ھ میں جبکہ اوس کی عمر چوہتر سال کی تھی اپنی تاریخ ختم کی سلطان محمد تغلق کی وفات ماہ محرم ۷۵۲ھ میں ہوئی جب کہ برنی کی عمر ۶۷ - ۶۸ سال کی تھی - غیاث الدین بلبن کی وفات کے وقت برنی کی عمر ایکسال اور چند ماہ کی تھی - یعنی غیاث الدین بلبن کا عہد حکومت ضیاء برنی نے بالکل نہیں دیکھا اور سلطان محمد تغلق کا عہد از ابتدا تا انتہا اوسکی آنکھوں کے سامنے گذرا جب کہ وہ اچھی طرح عاقل بالغ اور صاحب منصب تھا - غیاث الدین بلبن نے بائیس ۲۲ سال اور محمد تغلق نے ستائیس ۲۷ سال حکومت کی غیاث الدین بلبن کے عہد حکومت میں اہم اور قابل تذکرہ حوادث کی تعداد بہت ہی کم اور محمد تغلق کا عہد حکومت غیر معمولی طور پر عجیب اور اہم واقعات کی کثرت سے لبریز ہے لیکن ضیاء برنی نے سلطان بلبن کی بائیس ۲۲ سالہ حالات میں اپنی کتاب کے جسقدر صفحات وقف کئے ہیں محمد تغلق کی ستائیس ۲۷ سالہ عہد حکومت کو اتنے صفحات نہیں دے سکا - اس سے زیادہ یہ کہ علاء الدین خلجی جس نے انیس ۱۹ یا بیس ۲۰ سال کی حکومت کی اوس کے

حالات کو محمد تغلق کے نسبت دُگنے صفحات میں بیان کیا ہے۔ محمد تغلق کی نسبت یہ اختصار بجائے خود معنی خیز اور قابل توجہ ہے لیکن جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ محمد تغلق والے صفحات میں تاریخی شان مفقود اور معاندانہ اسلوب بیان ہر جگہ موجود ہے تو حیرت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ ضیاء برنی اپنی تاریخ میں اکثر ترتیب زمانی کو ملحوظ رکھتا اور واقعات کو بقید سن و سال بیان کرتا ہے لیکن محمد تغلق کے حالات میں یہ چیز بالکل غائب ہو جاتی ہے اور ستائیس سال کے حوادث کو بالکل گڈمڈ کر کے باعتبار نوع چند فصلوں میں منقسم کرنے کے بعد اسطرح بیان کرتا ہے کہ پہلے سال کا ایک واقعہ بیسویں سال کے کسی واقعہ سے متعلق نظر آتا ہے اور پڑھنے والا ترتیب زمانی کے غائب ہو جانے کی وجہ سے اپنی فہم و فراست کو بالکل بیکار اور معطل پاتا اور اس سے نتیجہ کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے جو ضیاء برنی نے برآمد کرنا چاہا ہے۔ اس تاریخ کو سامنے رکھکر کوئی شخص ہندوستان کے قابل تذکرہ واقعات کو بطور اشارات ایک فہرست بقید سن و سال مرتب کرنا چاہے تو وہ

سلطان غیاث الدین کے شروع عہد حکومت سے لیکر
غیاث الدین تغلق کے آخر عہد حکومت تک اس فہرست کو
بآسانی مرتب کرتا چلا جائیگا لیکن محمد تغلق کے تذکرہ پر
پہونچکر وہ دیکھے گا کہ قابل تذکرہ واقعات تو ہیں لیکن
فہرست میں اسکی ترتیب قائم نہیں ہوسکتی -
ضیاء برنی محمد تغلق کے معاملہ میں اس مخصوص طرز کا خود ہی
مقر ہے - بات یوں ہے کہ یہ مورخ محمد تغلق کی ان خوبیوں سے
جو معلوم عوام اور بطور ضرب المثل زبانوں پر جاری
تھیں انکار نہیں کرتا کیونکہ اس انکار سے وہ خود اور
اسکی تاریخ ذلیل ہوسکتی ہے ...... وہ محمد تغلق کے چھوٹے سے
چھوٹے عیب کا بھی ذکر کیے بغیر نہیں چھوڑتا بلکہ اس کے
عیبوں کو تلاش کرنے اور اسکی برائیوں کے بیان کرنے میں
نہایت ہوشیاری کے ساتھ پُر اثر الفاظ اور یقین
دلانے والا لہجہ اختیار کرتا ہے ساتھ ہی واقعات اور
حوادثات کی ترتیب زمانی کو بگاڑ کر انکو اس طرح مرتب
کر دیتا ہے کہ پڑھنے والا خواہ مخواہ اس سلطان سے
بدعقیدہ ہوجاتا ہے "

فاضل نجیب آبادی نے کافی سے زیادہ مواد اصل تاریخ سے نقل کرنے کے بعد ثابت کیا ہے کہ ضیاء برنی نے محمد تغلق کے عہد کی تاریخ لکھنے میں انصاف سے کام نہیں لیا ہے۔

مصنف نے اس تاریخ کا نام فیروز شاہی رکھا ہے لیکن اسمیں سلطان فیروز شاہ کے عہد حکومت کے صرف چھ سال سے زیادہ کا حال نہیں لکھا ہے۔

مصنف مولوی ضیاء الدین نام، برن[1] کے رہنے والے اور تاریخی دنیا میں ضیاء برنی کے نام سے مشہور ہیں ۶۸۴ھ (۱۲۸۴ء) میں پیدا ہوئے اور ۷۵۸ھ میں انکا انتقال ہوا۔ حضرت نظام الدین اولیاؒ کے پہلو میں دفن ہیں۔ ضیاء برنی کی ننہیالی اور دادھیالی خاندان کا کوئی تذکرہ خاندان غلامان میں نہیں پایا جاتا البتہ سلاطین خلجیہ کے عہد میں اسکے خاندان والوں نے عروج پایا اور ذمہ داری کے عہدوں پر مامور رہے۔ برنی کے ناننہیالی مورث (ملک فخرالدین) سلطان غیاث الدین کے عہد میں دہلی کے کوتوال تھے جو اس زمانہ میں ایک ذمہ دار اور جلیل القدر عہدہ تھا۔ لیکن اسکے بعد ہی وہ خانہ نشین ہو گئے اور انکا داماد ملک نظام الدین وزارت کے عہدہ پر ممتاز

[1] حال بلند شہر۔

انہ ہوگیا لیکن اپنی بدعنوانیوں کی بدولت اوس نے خلجی امیروں کے ہاتھوں روز بد دیکھکر اپنی جان کھوئی۔ اسکے بجائے جلال الدین خلجی ساماناؔ[1] سے طلب ہوکر وزیر مقرر کر دیا گیا اور اسکی جاگیر میں بجائے سامانہ کے برن کا علاقہ دیا گیا۔ ملک فخر الدین کا دوسرا داماد اور مقتول وزیر نظام الدین کا چھوٹا بھائی ملک حسام الدین ضیاء برنی کا نانا تھا۔ جب جلال الدین خلجی بادشاہ ہوا تو ملکی مصالح کو پیش نظر رکھکر اس برباد شدہ خاندان پر اوس نے بڑی مہربانیاں کیں۔ جب زمانہ کی موافقت نے ہر طرح آسانیاں پہونچا دیں تو برنی محلات شاہی میں اپنے نانا کی نگرانی میں تعلیم پانے لگے اور انکے والد موید الملک کے خطاب سے سرفراز ہوکر جلال الدین خلجی کے لڑکے کے اور موید الملک کے چھوٹے بھائی علاء الملک کا خطاب پاکر بادشاہ کے برادر زادہ علاء الدین خلجی کے نیابت کے عہدوں پر مامور ہوگئے۔ جب علاء الدین دکن کی مہم پر جانے لگا تو اپنی عدم موجودگی میں علاء الملک کو صوبہ اودھ اور کڑا کا منصرم کر گیا اور تخت نشین ہونے کے بعد علاء الدین نے اودھ اور کڑا کا علاقہ علاء الملک کو اور برن کا علاقہ ضیاء برنی کے والد کو جاگیر میں دیکر اونکے احسانات سے سبکدوشی حاصل کی۔

---

[1] یہ پنجاب میں ہے۔

جب سلطان محمد تغلق کا زمانہ آیا تو اُسنے برن کے علاقہ کو میان دوآبہ میں ہونیکی وجہ سے ضیا برنی کی جاگیر سے نکالکر شاہی جاگیر میں شامل کرلیا جسکی وجہ سے برنی تمام عمر نعل در آتش رہا لیکن چونکہ سلطان محمد تغلق علم دوست اور علم و فضل کا قدر داں تھا۔ اوسنے برنی کو اپنے درباریوں میں رکھا اور انکی قدر و منزلت کرتا رہا۔

وہ سلطان محمد تغلق کا مصاحب خاص اور انکی ہر صحبت کا شریک تھا لیکن جاگیر کا معاملہ برنی کے دلمیں ہمیشہ کانٹے کی طرح کھٹکتا رہا۔ جب ۷۵۲ھ میں سلطان کا انتقال ہوگیا تو برنی فیروز شاہ تغلق کے دربار میں آکر تازیست بادشاہ موصوف کی ملازمت میں رہا اور بادشاہ موصوف کے عہد میں اوسکا انتقال ہوا۔

تاریخ فیروز شاہی (شمس سراج عفیف)

فیروز شاہ تغلق کے چھ سالہ عہد حکومت تک کی تاریخ لکھکر ضیا برنی ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگیا لیکن شمس سراج عفیف نے اس نامور بادشاہ کے عہد کی تاریخ تخت نشینی سے لیکر وفات تک مرتب کردی اور اسکا نام بھی تاریخ فیروز شاہی رکھکر آخر کتاب میں بطور ضمیمہ بادشاہ موصوف کے اوائل عمری کے حالات بھی شامل کردیے۔

تاریخ میں ۷۵۱ھ (۱۳۵۱ء) سے ۷۹۰ھ (۱۳۸۸ء) تک کے حالات درج ہیں۔ ان دونوں اہم تاریخوں اور ان کے مصنفین کی بابت فاضل نجیب آبادی لکھتا ہے :—

"شمس سراج عفیف نے کسی جگہ اپنی تاریخ میں متانت اور سنجیدگی کو ہاتھ سے نہیں دیا لیکن ضیاء برنی کی تاریخ کے بعض صفحات جہاں وہ کسی جشن یا مجلس عیش کا ذکر کرتے ہوئے اپنی جادو نگاری کا اظہار کرتا ہے، اس قابل نہیں ہے کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کو یا کوئی باپ اپنے بیٹے کو پڑھ کر سنائے شمس سراج عفیف بھی اگرچہ گور پرستی اور بدعات کی جانب بہت مائل ہے تاہم اس میں مذہبیت زیادہ ہے اس کے مقابلہ میں ضیاء برنی کو مذہبی آدمی کہتے ہوئے (جیسا کہ پروفیسر براؤن کا قول ہے کہ وہ مذہبی آدمی تھا) دل ہچکچاتا ہے۔ سلطنت غلامان کے آخری تاجدار کیقباد کی شراب خواری ×××× وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے ××× ضیاء برنی نے بڑھاپے میں جس حسرت کے ساتھ اپنی رندمشربی کا پتہ دیا ہے کہ وہ پڑھنے اور دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ضیاء برنی ایک منشی اور

امیرزادہ ×××× وغیرہ سب ہی کچھ سہی لیکن علم دین کا عالم نہ تھا نہ شرع کی پابندی کا اسکو خیال تھا۔ ان وجوہات سے ضیا برنی ایک مذہبی شخص نہ تھا، جیساکہ پروفیسر براؤن کو دعویٰ ہے۔ البتہ شمس سراج عفیف اپنی کتاب میں جابجا آیات قرآنی و احادیث نبوی کو بیساختگی اور سلیقہ سے نقل کرتا ہے لیکن ضیا برنی کے یہاں یہ چیز شاذ ہے۔"

فاضل نجیب آبادی کو دعویٰ ہے (جسکی تائید میں وجوہات ہیں) کہ نہ تو برنی مذہبی شخص تھا اور نہ سلطان محمد تغلق مسلمان نواز اور ہندو کش بادشاہ تھا۔

مصنف کا نام شمس سراج عفیف ہے۔ سلطان غیاث الدین محمد تغلق اپنے تخت نشینی کے قبل دیبالپور کا حاکم تھا اور اسی زمانہ میں شمس سراج عفیف کے پردادا ملک سعد الملک عفیف اوس کے دربار کے ایک معتمد رکن تھے۔ جب ۷۰۰ھ میں محمد تغلق (غیاث الدین محمد تغلق) کو اپنے بھائی سالار رجب کی شادی کا خیال ابوہر علاقہ دیبالپور کے ایک راجپوت زمیندار رانا مل بھٹی کی بیٹی کے ساتھ مرکوز خاطر ہوا تو شہاب عفیف راجہ کے یہاں پہنچے گئے اور کامیاب ہوکر واپس آئے

مصنف کے دادا شمس شہاب عفیف اور سلطان فیروز تغلق دونوں کی پیدائش ایک دن ہے۔ مصنف کا دادا اور سلطان فیروز تغلق رضائی بھائی تھے۔ مصنف نے اپنی تاریخ میں امیر تیمور کے حملہ کا ذکر کیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ حملہ کے بعد بھی زندہ تھا۔ جس کا سال ۱۳۹۸ء ہے۔

تاریخ فیروز شاہی

سلطان فیروز شاہ کے عہد کی یہ تیسری تاریخ ہے جو تاریخ فیروز شاہی کے نام سے مشہور اور اب ناپید ہے۔ سجان رائے بٹالوی مصنف "خلاصۃ التواریخ" نے اسکا حوالہ اپنی کتاب میں بطور ماخذ دیا ہے۔

مصنف اعزالدین خالد خانی ہے۔ زیادہ حالات دستیاب نہیں ہوسکے۔

سیرت فیروز شاہی

اس تاریخ میں فیروز شاہ تغلق کے ابتدائی عہد حکومت کے حالات مذکور ہیں اور بادشاہ کے رفاہِ عام کے کاموں کی بھی تفصیل ہے۔ تاریخ فیروز شاہی کو سراج عفیف نے "سیرت فیروز شاہی" کے اٹھارہ سال کے بعد مرتب کیا۔ آخر الذکر تاریخ چار حصوں میں تقسیم ہے اور ہر حصہ میں سلطان کے عہد حکومت کے تمام شعبوں کے تفصیلی حالات بیان کیے گئے ہیں جسکی تفصیل غیر ضروری ہے۔ مصنف کا نام و پتہ معلوم نہیں ہو سکا۔

فتوحات فیروز شاہی

یہ تاریخ اون تمام احکام اور قوانین کا مجموعہ ہے جو بُرے مراسم اور مکروہ باتوں کے انسداد کے لئے سلطان فیروز شاہ نے جاری کیے تھے۔ اس میں اون تمام مسجدوں، مزاروں اور عمارتوں کے تفصیلی حالات بھی درج ہیں جو بادشاہ موصوف کے عہد میں تعمیر ہوئیں۔ مصنف خود فیروز شاہ تغلق ہے۔

واقعات بابری

ظہیر الدین محمد بابر شاہ کی خود نوشت سوانح عمری ترکی زبان میں تزک بابری کے نام سے بھی مشہور ہے۔ بابر نے بارہ سال کی عمر میں اسکا لکھنا فرغانہ میں شروع کرکے ۳ محرم ۹۳۶ھ / ۱۵۲۹ء کو گوالیار فتح ہونیکے بعد ختم کیا۔ اس تاریخ کو فارسی کا جامہ اکبر کے حکم سے عبدالرحیم خان خاناں نے پہنایا۔

مترجم عبدالرحیم خان۔ ہمایوں کے مشہور جنرل بیرم خاں ترکمان کا لڑکا اور جمال خاں میواتی کا نواسہ تھا۔ ولادت صفر ۹۶۴ھ تین سال کی عمر میں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اکبر نے اپنی نگرانی میں تعلیم دلائی۔ جوان ہوکر یہ اہل قلم بھی نکلا اور اہل سیف بھی۔ اس کی تلوار کی دھاک ہندوستان کے کونہ کونہ میں بیٹھی ہوئی تھی۔ بڑی بڑی لڑائیاں سر کیں اور ملک فتح کرکے سلطنت مغلیہ کی عظمت اور وسعت میں ترقی دی۔ علمی دنیا میں اسکے کارنامے آفتاب کی طرح روشن ہیں۔ عربی زبان بھی خوب جانتا اور بولتا تھا۔ ترکی گھر کی زبان تھی اور فارسی کا عمدہ انشا پرداز تھا۔ ہندی اور دوسری ہندوستانی زبانوں میں جو اسوقت رائج تھیں بلا تکلف گفتگو کرتا تھا۔ سخاوت کا عالم شاعر اور

گنواں پنڈت وغیرہ وغیرہ قصائد۔ اشلوک، دوہے اور کبت کہہ کر لاکھوں روپیہ انعام لیجاتے تھے۔ جسقدر قصائد شاعروں نے اونکی شان میں لکھے شاید ہی اکبر کی شان میں لکھے ہوں۔ ملا عبد القادر نے کل قصائد جمع کرکے ہر شاعر کا حال اوسکے قصیدہ کے ساتھ لکھدیا ہے۔ خانخاناں عبد الرحیم کو ہندی شاعری سے بھی مذاق تھا اور اس طبقہ کے لوگ بھی اوسکی علمی مجلس کے ہیرے تھے۔

؎ عبد الرحیم شاعر تھا لیکن کوئی دیوان نہیں چھوڑا "ہفت اقلیم" "تذکرہ پر جوش" اور "تزک جہانگیری" میں ان کے کمال شاعری کی مثالیں موجود ہیں۔ اونکا انتقال ۱۰۳۶ھ میں ہوا اور ہمایوں کے مقبرہ کے پاس دفن ہوئے۔ خانخاناں اور اتالیق اعظم کے خطابات تھے اور منصب ہفت ہزاری ذات و ہفت ہزاری سوار دو اسپہ و سہ اسپہ تھا۔

تذکرۃ الواقعات تاریخ ہمایوں

یہ کتاب نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ کے پرائیوٹ حالات پر مشتمل ہے (عہد حکومت ۹۳۷ھ ۱۵۳۰ء لغایۃ ۹۶۳ھ ۱۵۵۶ء) مصنف بادشاہ کا خاص مصاحب ہونے کی وجہ سے ہر موقعہ کی صحبت کا حاضر باش تھا۔

اسلیئے اوسکی یہ کتاب مشاہدات پر مبنی ہے اور بادشاہ کی وفات کے
بائیس سال بعد مرتب ہوئی۔ اسکا نام "تاریخ ہمایوں" بھی ہے۔ کتاب
مستند ہے۔ مصنف نے تصنع اور تعلی سے کام نہیں لیا ہے۔

مصنف جوہر آفتابچی

حالات کا زیادہ پتہ نہیں چلتا۔ دیباچہ میں لکھا ہے کہ جب
مصنف ہیبت پور (پنجاب) کا حامل ہو کر وہاں پہونچا تو اس نے یہ
دستور عام دیکھا کہ افغان پیداوار چھپا رکھتے تھے اور ادائے مالگذاری
کے لئے اپنے بچوں کو ہندو ساہوکاروں کے یہاں رہن رکھ کر سرکاری
رقم ادا کرتے تھے۔ افغانوں کی اس زبوں اور مذموم حرکت سے
متاثر ہو کر مصنف نے تمام غلہ برآمد کر کے فروخت کرایا اور ساہوکاروں کا
روپیہ بیباق کر کے افغانوں کے بیوی بچوں کو آزادی دلائی۔ اس
حسن خدمت کے صلہ میں ہمایوں نے مصنف کو ترقی دیکر دوسری جگہ
بھیجدیا۔ خاتمہ کتاب میں مصنف لکھتا ہے کہ آخر زمانہ میں ترقی پاکر
وہ پنجاب اور ملتان کا خزانچی ہو گیا تھا۔

ہمایوں نامہ

ہمایوں بادشاہ کے عہد حکومت کے حالات ۹۳۷ھ سے ۹۴۱ھ تک اس تاریخ میں مفصل درج ہیں۔

مصنف کا نام غیاث الدین بن ہمام الدین مشہور بہ اخوند ہے اونکے جد کا نام بھی میر اخوند تھا جو "روضۃ الصفا" کے مصنف ہیں۔

مصنف ۸۸۰ھ میں بمقام ہرات پور پیدا ہوا اور تاریخ دانی کے ذریعہ سے میر علی شیر کے دربار میں پہونچکر ترقی کرتے کرتے اپنے چچا کے بجائے صدر کے عہدہ پر مامور ہوا لیکن جب شاہ اسمٰعیل نے اُذبکوں کو شکست دیکر اُن کو پائمال کیا۔ تو مصنف گرجستان کے ایک موضع میں چلا گیا اور ۹۳۴ھ تک وہیں پناہ گزین رہ کر ۴ محرم ۹۳۵ھ کو آگرہ پہونچا اور شاہ بابر کے حضور میں باریاب ہو کر خاص مصاحبوں میں داخل ہو گیا۔ بابر شاہ کے بعد ہمایوں بادشاہ اخوند کو اُن کے عہدہ پر بحال رکھکر اور امیر اخبار کے خطاب سے سرفراز کرکے اپنے ہمراہ گجرات کی مہم پر لے گیا اور مصنف کا وہیں ۹۴۱ھ میں انتقال ہوا۔ چونکہ حضرت نظام الدین اولیاؒ اور امیر خسروؒ سے مصنف کو عقیدت تھی اس لئے اخوند کی وصیت کی تعمیل میں نعش گجرات سے لاکر نظام الدین اولیاؒ کے

پہلو میں سپرد خاک کی گئی۔ مصنف کتب کثیرہ تھا جن میں دستور الوزراء حبیب السیر۔ مآثر الملوک۔ جواہر الاخبار اور منتخب التواریخ واصف زیادہ مشہور ہیں۔

اکبر نامہ

سلسلہ تیموریہ کی مکمل تاریخ تین جلدوں میں ہے۔ بابر شاہ کا حال تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور اس سے زیادہ تفصیلی حالات ہمایوں بادشاہ کے ہیں۔ جلد اول کے دو حصے ہیں۔ اول حصہ میں دیباچہ اور اکبر کے آبا و اجداد کے حالات ہیں۔ یہ حصہ ہمایوں بادشاہ کی وفات پر ختم ہوتا ہے۔

حصہ دوم میں اکبر کی تخت نشینی تک کے حالات ہیں۔

جلد دوم میں ۱۸ جلوس سے ۴۶ تک کے واقعات نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ شعبان ۱۰۱۱ھ میں کتاب ختم ہوئی لیکن حالات کا سلسلہ ۱۰۱۱ھ تک جاری رکھا گیا ہے۔

جلد سوم۔ آئین اکبری کے نام سے مشہور ہے۔ یہ جلد اکبر کے عہد حکومت کے انتظامات کا شرح ہے اس میں سلطنت کے ہر شعبہ کے

حالات ہیں ۔ ہر صوبہ کے حدود اربعہ اور اوسکا جمع خرچ ۔ صوبہ اور
اس کے مشہور شہروں کے حالات اون کی پیداوار ۔ صنعتی کارخانوں کا ذکر
وہاں کے مشہور دریاؤں اور نہروں کے حالات ۔ دریا جس مقام پر خطرناک
اور ناقابل عبور ہیں اون کا ذکر اور دشواریوں کا حل ۔ امرار کی فہرست
مشاہیر ۔ علمار اہل کمال اور اہل موسیقی کا تذکرہ ۔ فقرار صاحبدل کے
حالات ۔ مزاروں اور مندروں کی تفصیل ۔ عقائد اہل ہنود وغیرہ کا
تذکرہ ہے ۔ غرضکہ تاریخی معاملات کے اعتبار سے یہ جلد قابل قدر ہے
اس میں مالگذاری کے قوانین اور نقشہ جات بھی ہیں ۔ یہ حصہ ۱۰۰۶ھ میں
مرتب ہوا اور اسکا نام آئین اکبری رکھا گیا اور ترتیب میں اس کو
اکبر نامہ کی تیسری جلد شمار کیا گیا ہے حالانکہ اس کا موضوع دونوں
جلدوں سے جداگانہ ہے ۔

مصنف کا نام **علامہ شیخ ابوالفضل** ۔ شیخ مبارک ناگوری کے
لڑکے ہیں ۶ محرم ۹۵۸ھ کو اکبرآباد میں پیدا ہوئے اور اپنے والد سے
علوم و فنون حاصل کرنے کے بعد دربار اکبری میں حاضر ہوکر ترقی
کرتے کرتے پنجہزاری منصب دار ہو گئے ۔ جس سال جلد دوم اکبر نامہ
ختم ہوئی ، مصنف کو پنجہزاری منصب مرحمت ہوکر پچاس ہزار روپیہ
انعام ملا اور جمدھر بھی مرحمت ہوا ۔ ابوالفضل اکبر شاہ کا نہ صرف وزیر

میر منشی اور وقائع نگار تھا بلکہ واضع قوانین اور سپہ سالار بھی۔ اسکو خلوت و جلوت میں ہر طرح کے موقع حاصل تھے۔ اس کی لکھی ہوئی تاریخ معتبر اور بلند پایہ سمجھی جاتی ہے۔ اکبر کے آخری دور حکومت میں شہزادہ سلیم (نورالدین جہانگیر) شیخ ابوالفضل کا جانی دشمن ہوگیا اور اسی کے اشارہ سے نرسنگھ دیو تندیلہ راجہ اور چھا نے اچانک حملہ کر کے انتری کے جنگل[1] میں شیخ کا کام تمام کر دیا اور دکھن سے جو خزانہ شیخ لا رہے تھے اوسکو بھی لوٹ کر لے گیا۔ یہ واقعہ یکم ربیع الاول سنہ ۱۰۱۱ھ یوم جمعہ کو پیش آیا۔ شیخ کا مزار انتری[2] میں جو گوالیار سے دس میل کے فاصلہ پر ہے اب بھی موجود ہے۔ ہر جمعرات کو موضع انتری اور نواح کے لوگ مزار پر حاضر ہو کر چراغ جلاتے، پھول اور مٹھائی چڑھاتے ہیں۔

ابوالفضل ایک زبردست عالم اور مشہور مصنف تھے۔ اونکا ابر کرم دوست و دشمن دونوں کے لیئے یکساں تھا۔

---

[1] یہ سرائے سے دور اور قصبہ انتری سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے۔

[2] قصبہ انتری ریاست گوالیار کا ایک مشہور قصبہ ہے۔ آئی۔ پی۔ ریلوے لائین پر واقع ہے۔ مولف۔

تکملہ اکبرنامہ

چونکہ اکبرنامہ میں چار سال کے حالات درج ہونے سے رہ گئے تھے اس لئے شاہی حکم سے شیخ مرحوم کے شاگرد رشید مولوی عنایت اللہ عرف محمدؐ صالح نے اس کمی کو پورا کر دیا۔ مولوی موصوف دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ استاد کی وفات کے بعد شاہی حکم کی تعمیل میں انھوں نے سنہ ۴۷ جلوس سے لغایۃ سنہ ۵۰ جلوس تک کے حالات لکھکر کتاب مکمل کر دی۔ اکبر کی وفات ۱۲ جمادی الاخر سنہ ۱۰۱۴ھ / ۱۶۰۵ء یوم چہارشنبہ بعمر ۶۵ سال شمسی واقع ہوئی اور اُسی وقت اس کتاب کی تحریر کا کام بند کر دیا گیا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اکبرنامہ کو سنہ ۴۷ جلوس تک شیخ نے مرتب کیا اور اُس کے بعد مولوی عنایت اللہ صاحب نے اسکی تکمیل کی۔

مصنف مولوی عنایت اللہ عرف محمد صالح۔

اکبرنامہ

یہ کتاب طبقات اکبری اور اکبرنامہ کی مدد سے مرتب ہوئی۔ اگر اس میں کسی چیز کا اضافہ ہے تو وہ شیخ فرید بخاری کے فتوحات اور

کارہائے جلیلہ کا تذکرہ ہے ۔ شیخ فرید کے متعلق جسقدر مواد اس کتاب میں ہے دوسری جگہ میسر نہیں آئے گا۔

مصنف کا نام شیخ اللہ داد پسر ملا علی شیر ہے جو علم و فضل کے اعتبار سے ایک بڑی شخصیت رکھتے تھے اور مولوی نظام الدین مصنف طبقات اکبری کے اوستاد بھی تھے سکونت سرہند کی تھی اور اوسی ضلع میں اونکو ایک موضع بطور مدد معاش جاگیر بھی تھا۔ مصنف کو دعویٰ ہے کہ ہمایوں نامہ (تذکرۃ الواقعات) کی تصنیف میں اوسنے جوہر آفتابچی کو مدد دی ہے۔

بخشی الملک شیخ فرید بخاری کے ایما سے مصنف نے اس کتاب کی ترتیب کا کام ۶۵ سال کی عمر میں شروع کرکے ۱۰۱۱ھ میں ختم کیا

طبقات اکبری

ہندوستان کی عام تاریخ ہے۔ سبکتگین بادشاہ کے دور (۳۶۷ھ) سے شروع ہو کر اکبر کے ۳۸ جلوس پر ختم ہوئی ہے۔ اس کتاب کے مختلف نام ہیں۔ بدایونی اس کو طبقات اکبرشاہی کے نام سے یاد کرتا ہے اور مصنف روضۃ الطاہرین لکھتے ہیں کہ

اس تاریخ کا نام "سلطان نظامی" بھی ہے لیکن تاریخی دنیا میں یہ
بلند پایہ اور معتبر تاریخ "طبقات اکبری" کے نام سے مشہور ہے۔
اس کا ماخذ ۲۶ معتبر اور مستند تاریخیں ہیں۔ میر معصوم علی بھکری اور
دوسرے معتبر اور مشہور مورخین اسکی ترتیب کے کام میں مصنف کے
معین اور مشیر کار تھے۔ جن مورخین نے طبقات اکبری کے بعد
تاریخیں مرتب کیں اون کا ماخذ یہی طبقات ہے۔ ملا عبدالقادر بدایونی
کو اعتراف ہے کہ ان کی منتخب التواریخ طبقات اکبری کا خلاصہ ہے۔
اور فرشتہ بھی اسی طبقات کو صداقت کا سرٹیفکٹ دیتا ہے۔

طبقات اکبری سے پہلے ہندوستان کی مختلف اسلامی سلطنتوں کی
کوئی جامع اور مکمل تاریخ نہ تھی اور پڑھنے والوں کو شاہان گجرات۔
مالوہ اور دکھن وغیرہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے دقت کا سامنا تھا۔
طبقات اکبری نے اس کمی کو پورا کر دیا۔ یہ تاریخ مقدمہ۔
خاتمہ اور نو ۹ طبقات پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں شاہان غزنوی کے
حالات امیر سبکتگین سے لیکر ملک خسرو کے قتل تک درج ہیں د ۵۸۳ھ
طبقۂ اول میں شاہان ہند کے حالات شہاب الدین غوری سے
شروع ہو کر اکبر کے اڑتیسویں ۳۸ سنہ جلوس پر ختم ہو جاتے ہیں۔ اس
کے آخر میں منصبداروں۔ امیروں اور شاعروں وغیرہ کا بھی

تذکرہ ہے۔

دوسرے طبقہ میں شاہان دکھن کے حالات ۷۴۸ھ/۱۳۴۷ء لغایۃ ۱۰۲۳ھ/۱۶۱۴ء تک درج ہیں۔

تیسرے طبقہ میں شاہان گجرات کا تذکرہ ۷۹۳ھ/۱۳۹۱ء سے لیکر ۹۸۰ھ/۱۵۷۲ء تک مذکور ہے۔

چوتھے طبقہ میں شاہان مالوہ کے حالات (۸۰۹ھ لغایۃ ۹۸۰ھ) مذکور ہیں اس صوبہ کا آخری تاجدار باز بہادر تھا جس کے زمانہ میں مالوہ سلطنت مغلیہ میں شامل کر لیا گیا۔

پانچویں طبقہ میں شاہان بنگال کے حالات ہیں (۷۴۱ھ/۱۳۴۰ء لغایۃ ۹۸۴ھ/۱۵۷۶ء) آخری بادشاہ داؤد شاہ کے قتل ہونے پہ بنگال بھی سلطنت مغلیہ کا صوبہ ہو گیا۔

چھٹے طبقہ میں جونپور کے بادشاہوں کے حالات ہیں (۷۸۴ھ/۱۳۸۴ء لغایۃ ۸۸۴ھ/۱۴۷۹ء)

ساتویں طبقہ میں شاہان کشمیر کا تذکرہ ہے (۷۴۷ھ/۱۳۴۶ء لغایۃ ۹۹۵ھ/۱۵۸۶ء) اس سلطنت کے آخری تاجدار نے اکبر کو بادشاہ تسلیم کر لیا اور اسطرح کشمیر سلطنت مغلیہ کا صوبہ ہو گیا۔

آٹھویں طبقہ میں سندھ کے حالات ہیں (۶۰۴ھ/۱۲۰۷ء سے لیکر ۱۰۰۱ھ/۱۵۹۲ء تک) مرزا جانی بیگ نے اکبر کو بادشاہ تسلیم کر لیا اور صوبہ کا

الحاق سلطنت مغلیہ سے ہو گیا۔

نویں طبقہ میں تاریخ ملتان بیان کی گئی ہے۔ محمد بن قاسم کے حملہ سے شروع ہو کر ملتان کے الحاق تک حالات مذکور ہیں۔

خاتمہ میں مصنف نے ہندوستان کا مکمل جغرافیہ بیان کیا ہے۔

مصنف خواجہ نظام الدین احمد (پیدائش ۹۵۸ھ) انکے والد خواجہ مقیم ہروی (ہرات)، بابر شاہ کے وقت میں دیوان رہے اور ہمایوں کے عہد میں وزیر ہو کر مرزا عسکری کے ہمراہ گجرات گئے اور بالآخر اکبر کے زمانہ میں دربارِ عام کو منتقل ہوئے۔ خواجہ نظام الدین احمد معاملہ فہمی میں یدطولی رکھتے تھے اور دوست پرستی میں ضرب المثل تھے (آزاد مرحوم) اکبر بادشاہ کو انکی قابلیت پر بھروسہ تھا۔ خواجہ موصوف گجرات اور جونپور میں بخشی گری کے خدمات انجام دیکر آصف خاں کے ہمراہ مرزا جعفر جلال روشنائی کی بغاوت فرو کرنے کے لئے بھیجے گئے لیکن دریارے راوی کے کنارہ تپ محرقہ میں مبتلا ہو کر پینتالیس سال کی عمر میں (۲۳ر صفر ۱۰۰۳ھ) قضا کر گئے یوں تو ایسی قابل اور مرنجان مرنج ہستی کے اوٹھ جانے کا ہر شخص کو رنج تھا لیکن فاضل بدایونی نے بڑا ماتم کیا اور قطعہ بھی لکھا۔

رفت مرزا نظام الدین احمد	سوئے عقبیٰ وچیست زیبا رفت
جوہر او زبس کہ عالی بود	در جوار ملک تعالیٰ رفت
قادری یافت سال تاریخش	گوہر بے بہا ز دنیا رفت

۱۰۰۳ھ

سوانح اکبر

اکبر بادشاہ کے حالات کی مستند تاریخ ہے جس میں پیدائش سے ۲۴ سنہ جلوس ۹۸۷ھ ۱۵۷۹ء تک کے مکمل حالات درج ہیں۔ کتاب دو حصوں میں تقسیم ہے۔ مصنف نے یہ تاریخ تنقیدانہ طرز پر مرتب کی ہے اور یہی اسکی خوبی ہے۔ اس کا دوسرا حصہ اپنی طرز کا ایک روزنامچہ ہے۔

حصہ ۱ اول میں اکبر کی پیدایش اور اوائل عمری کے حالات ہیں۔

حصہ ۲ دوم میں تخت نشینی سے لیکر ۲۴ سنہ جلوس تک کے حالات تفصیل کیساتھ بیان کئے گئے ہیں۔

مصنف کا نام امیر حیدر حسینی الواسطی بلگرامی (ضلع ہردوئی) ہے انکے آبا و اجداد قصبہ واسطہ (عرب) سے آکر بلگرام میں آباد ہوئے۔ مصنف کا دعویٰ ہے کہ وہ غلام علی آزاد کے پوتے ہیں۔ موصوف یہ بھی لکھتے ہیں کہ سوانح اکبری اونھوں نے اپنے مربی مفتخر الدولہ شوکت جنگ بہادر مسٹر ولیم پاٹرک پارک مشہور مستشرق کے ارشاد کی تعمیل میں لکھی ہے جو ہندوستان سے ۱۸۰۱ء میں ولایت چلے گئے اور وہیں اون کا ۱۸۱۲ء میں انتقال ہوا۔

تاریخ الفی

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے حکم سے اور ان کی زیر نگرانی یہ تاریخ سنہ ۱۰۰۰ھ کے بعد ہی مرتب کی گئی۔ اس میں کل اسلامی دنیا کے تمام مسلمان بادشاہوں کے حالات تحقیقات کے بعد درج کئے گئے ہیں۔ اسکی تین جلدیں ہیں اور ہر جلد کا مصنف بھی جداگانہ ہے۔

مصنفین۔ ۱۔ **منشی نظام الدین احمد**۔ حالات ملاحظہ ہوں تحت "طبقات اکبری"

۲۔ **ملا عبدالقادر بدایونی** ۔ حالات ملاحظہ ہوں۔ تحت "منتخب التواریخ عرف بدایونی"

۳۔ **حکیم ہمایوں** ۔ گیلان کے رہنے والے۔ حکیم ابوالفتح (اکبری) کے چھوٹے بھائی اور مولانا عبدالرزاق گیلانی کے لڑکے تھے۔ مولانا موصوف جامع کمالات ہونیکی وجہ سے عرصہ تک گیلان میں صدر الصدور رہے۔ مگر طہماسپ شاہ ایران کے زمانہ میں جب مولانا ممدوح راستی اور حق گوئی کی بدولت، قید ہوکر قید ہستی سے آزاد ہوگئے تو اُن کا سارا خاندان درہم برہم ہوگیا۔ اوسوقت عسرت اور تنگدستی سے تنگ ہوکر حکیم ہمایوں اور ان کے بڑے بھائی حکیم ابوالفتح ہندوستان آکر اکبر کے مصاحبوں میں

داخل ہوئے لیکن چونکہ ہمایوں کے نام سے انکو دربار میں مخاطب کرنا ترکِ ادب تھا۔ اسلئے اکبر بادشاہ نے حکیم ہمام نام رکھا اور حکیم اسی نام سے مشہور ہوئے۔ دسترخوان شاہی کا اہتمام انکے متعلق تھا۔ دفتر کی ترتیب اور قواعد وغیرہ مرتب کرنے کے صلہ میں منصب دار ہو گئے تھے۔ معجم البلدان کو فارسی کا خلعت ان کی سفارش پر مرحمت ہوا۔ ۱۰۰۳ھ میں لاہور کے مقام پر ان کا انتقال ہوا اور حسن ابدال میں بڑے بھائی کے پہلو میں دفن[۱] ہوئے۔

حکیم مرحوم کے دو لڑکے تھے اور دونوں فتحپور سیکری (آگرہ) میں پیدا ہوئے۔ چھوٹے کا نام حکیم خوشحال تھا جو شاہجہاں کے ہم مکتب ہونے کی وجہ سے بادشاہ موصوف کے زمانہ میں ہزاری منصبدار ہو کر دکھن کی فوج کے بخشی ہو گئے تھے۔ دوسرے لڑکے کا نام حکیم حاذق تھا اور وہ بھی شاہ جہاں کے عہد میں سہ ہزاری منصب پر سرفراز تھے۔ انکو شاعری سے ذوق تھا اور شاعر شیریں کلام اور صاحب دیوان تھے۔

---

[۱] ۔ خواجہ شمس الدین خافی نے دلچسپ اور شاداب جگہ پر ایک عمارت اور گنبد خوشنما تیار کرایا اور چشمہ کے دہانہ پر حوض دلنشین بنایا۔ اسی جگہ فتح اللہ کا مزار ہے اور وہیں حکیم ہمام بھی دفن ہیں۔

مگر بہت ہی خود پسند۔ ایک دن ملا شیدا ان کی ملاقات کو آئے اور شعر خوانی شروع ہوئی۔ حاذق نے مطلع فرمایا ؎

بلبل از گل بگذرد گر در چمن بیند مرا ٭ بت پرستی کے کنند گر برہمن بیند مرا

شیدا مسکرا کر بولے کہ جب یہ شعر کہا شاید اوسوقت ڈاڑھی مونچھ نہ نکلی ہوگی حاذق نے ناخوش ہو کر شیدا کو حوض میں غوطے دلوائے۔ آخر زمانہ میں اہل دعا کے زمرے میں ہوگئے اور ۱۰۶۸ھ میں انتقال کیا۔

(۴) شاہ فتح اللہ شیرازی کمال الدین شروانی اور میر غیاث الدین منصور شیرازی کے مشہور شاگردوں میں تھے۔ علی عادل شاہ بیجاپور نے اون کو خلعت اور انعام بھیجکر شیراز سے طلب کر کے اپنی مصاحبت میں داخل کیا۔ علی عادل شاہ کے بعد اون کے جانشین ابراہیم عادل شاہ نے بھی موصوف کو احترام کیے ساتھ مصاحبت کے عہدہ پر برقرار رکھا۔ لیکن اونکے دربار میں سوائے ناچ رنگ اور گانے بجانے کے اور کچھ کام ہی نہ تھا اس لئے مولوی ہونیکی وجہ سے شیرازی کی جان عجیب مصیبت میں تھی۔ جب اکبر کو ان حالات کی خبر ہوئی تو انھوں نے درخواست کر کے شاہ فتح اللہ کو ابراہیم سے مانگ لیا اور

۲؎۔ فتح پور سیکری ضلع آگرہ کے رہنے والے اور فاروقی شیخ تھے۔ انکے کلام کا پتہ نہیں۔

یادت پناہ فتح اللہ سنہ ۹۹۱ھ میں فتحپور آئے اور صدارت کے منصب پر
مور ہوکر سنہ ۹۹۳ھ میں عضد الدولہ امین الملک کے خطابات سے سرفراز ہوکر
ران گئے اور کامیاب ہوکر واپس آئے تو بادشاہ اون کو اپنے ہمراہ
شمیر لے گئے اور وہیں اونکا انتقال ہوا۔ کوہ سلیمان کے دامن میں دفن ہیں
ر فتح اللہ بہت سی کتابوں کے مصنف اور کلوں وغیرہ کے موجد تھے۔
کبر کی مہربانیاں اونکو اپنے مذہبی عقائد سے سرمو نہ ہٹا سکیں۔ وہ آزادی
ساتھ عین دولت خانہ خاص میں جہاں کسی کی مجال نہ تھی علانیہ نماز
جماعت پڑھتے تھے۔

(۵) ملا احمد۔ مشہد مقدس اور شیراز کے مشہور مدرسوں میں
علیم حاصل کی اور بائیس سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوگئے۔ اونھوں نے
م طب حکیم کمال الدین حسن اور مرزا جان سے حاصل کیا تھا۔ تمامی
لوم متداولہ حاصل کرنیکے بعد ملا احمد شاہ طہماسپ کے حضور میں پیش ہوکر
ران کی دامن دولت سے وابستہ ہوگئے۔ لیکن جب شاہ موصوف کے
نتقال کے بعد انکے صاحبزادہ اسمعیل ثانی نے ترک مذہب کیا تو ملا احمد
رزمین ایران کو خیرباد کہہ کر عراق عرب کے علماء دین سے ملاقات کرتے ہوئے
کن پہونچے اور قطب شاہ والیٔ گولکنڈہ کے درباریوں میں داخل ہوگئے۔
اکبر کی حکومت کے ستائیسویں سال ملا احمد فتح پور آکر تاریخ الفی کی

جلد اول اور جلد دوم کی ترتیب کے کام پر مامور ہو گئے لیکن کام انجام کو نہ پہونچنے پایا تھا کہ ایک جفاکار نے انکو قتل کر کے کام تمام کر دیا۔

اول جلد تمام و کمال ملا احمد کی مرتب کی ہوئی نہ تھی البتہ جلد دوم مکمل طور پر ملا کی مرتبہ ہے ۱۰۰۰ھ میں عبد القادر نے جلد دوم کو درست کیا اور جلد سوم کا کام آصف خاں کے سپرد ہوا۔ تاریخ الفی کا دیباچہ شیخ ابوالفضل کا لکھا ہوا ہے۔

۳۔ آصف خاں:- کو تیسری جلد کا کام سپرد ہوا اور انھوں نے چنگیز خاں کے حالات سے شروع کر کے ۹۹۷ھ کے حالات پر ختم کیا۔

تاریخ سندھ

یہ تاریخ فتوحات سندھ سے شروع ہو کر اکبر کے عہد حکومت پر ختم ہو گئی لیکن اس کی اشاعت ۱۰۱۱ھ کے قبل نہ ہو سکی۔

پہلے باب میں سندھ کی قدیم تاریخ بیان کی گئی ہے۔ محمد بن قاسم کے فتوحات کا تذکرہ ہے (۹۲ھ) اور خلفا بنی امیہ اور عباسیہ کے عہد میں جو اندرونی اصطلاحات نظم و نسخ کے متعلق ہوئیں وہ مذکور ہیں۔

دوسرا باب ۱۰۰۱ھ کے واقعات پر ختم ہوتا ہے۔ اس میں اون

نائبان سلطنت کے عہد کو بھی بیان کیا گیا ہے جو بادشاہ کی جانب سے صوبوں پر حکومت کرتے تھے۔ خاندان سومرہ کے حالات بھی اسی باب میں درج ہیں۔

تیسرے باب میں خاندان ارغونیہ سے لیکر سلطان محمود غزنوی کی وفات تک کے حالات ہیں۔ یہ حصہ ۹۸۲ھ کے واقعات پر ختم ہوتا ہے حکمرانان ٹھٹھہ کے حالات بھی اسی حصہ میں بیان کئے گئے ہیں۔

چوتھے حصہ میں صوبہ کے حالات ۹۸۲ھ سے ۱۰۱۱ھ تک درج ہیں اسی سنہ میں صوبہ سندھ کا الحاق سلطنت مغلیہ سے ہوا۔ حکمرانان بھکر کے عہد حکومت کا تذکرہ بھی اسی حصہ میں ہے۔

مصنف۔ میر محمد معصوم متخلص بہ نامی (المتوفی ۱۰۱۹ھ مدفن بھکر) اصل وطن ترمذ (ایران) ہے۔ انکے والد سید صفا الحسینی نے بھکر میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ مصنف اسی شہر میں پیدا ہوئے اور یہیں دفن ہیں۔ علوم متداولہ بھی بھکر ہی میں حاصل کئے اور اپنے والد کے انتقال کے بعد (۹۹۱ھ) گجرات گئے اور مولوی نظام احمد (طبقات اکبری) کے ذریعہ سے اکبر بادشاہ کے دربار میں پیش ہو کر شاہی ملازمت میں داخل ہوئے۔ رفتہ رفتہ اسقدر اعتبار بڑھا کہ سفارت کے اہم خدمات پر مامور ہو کر

شاہ عباس صفوی کے دربار میں ایران گئے۔ جب ان کی سفارت
کامیابی کے ساتھ واپس آئی تو جہانگیر بادشاہ ہو چکا تھا اس نے
حسن خدمات کے صلہ میں "امین الملک" کے خطاب سے سرفراز کر کے
منصب دار بنا دیا اور نواح بھکر میں جاگیر مرحمت فرمائی۔ میر صاحب کی
دو اور کتابیں یادگار ہیں ایک کا نام "مفردات معصومی" اور
دوسرے کا نام "طب نامی" ہے۔

تاریخ داؤدی

شاہان لودی اور سُور کے عہد کی مفصل تاریخ ہے جس میں
بہلول لودی سے لے کر داؤد شاہ کی وفات تک کے حالات
درج ہیں (۹۸۳ھ)

داؤد شاہ سلطنت بنگال کا آخری تاجدار تھا اس تاریخ میں
داؤد شاہ کے عہد کے واقعات بیان کرنے کے بعد اس فیصلہ کن
جنگ کے تفصیلی حالات مذکور ہیں۔ جو ۱۵ ربیع الاول ۹۸۴ھ کو مابین
داؤد شاہ اور خان جہاں لودی ہوئی اور جس نے سلطنت بنگال کا خاتمہ
کر کے اسکو سلطنت مغلیہ کا ماتحت صوبہ بنا دیا۔ داؤد خاں میدان جنگ میں

کام آیا اور اکبری جنرل (خان جہاں لودی) نے اس کا سر کاٹ کر آگرہ بھیجدیا۔ تاریخ وفات۔

"ملک سلیمان زد او در رفت"

تاریخ موسی

مصنف کے بابتہ مسٹر الیٹ (جلد چہارم ص ۴۳۴) تحریر فرماتے ہیں کہ عبداللہ نام تھا۔ کتاب میں نام کا تذکرہ نہیں البتہ یہ ثابت ہے کہ تاریخ جہانگیر کے زمانہ میں مرتب ہوئی۔ مصنف نے طبقات اکبری اور فرشتہ کا حوالہ اکثر مقامات پر اپنی تاریخ میں دیا ہے۔

جنت الفردوس

شاہان اسلام کے عہد کی ایک مکمل تاریخ ہے جس میں آغاز اسلام سے لیکر ۱۱۲۶ھ (۱۷۱۴ء) تک کے حالات درج ہیں یہ تاریخ ۱۱۲۶ھ میں مرتب ہوئی۔ کتاب چھ بابوں پر تقسیم ہے اور ہر باب چند حصوں پر مشتمل ہے

جس کو مصنف نے چمن کا نام دیا ہے۔ اور ہر چمن کو گلزار اور بہاروں
تقسیم کیا ہے۔ مصنف نے اپنے ماخذ کے نام لکھے ہیں جنہیں طبقات اکبری
تاریخ الفی۔ تاریخ بدایونی وغیرہ بھی شامل ہیں۔ پہلے پانچ بابوں میں
خلفاء بنی امیہ و عباسیہ اور دیگر سلاطین اسلام کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔
اور چھٹے باب میں ہندوستان کی تاریخ اکبر کی تخت نشینی تک بیان کی
گئی ہے (۹۶۳ھ) خاتمہ پر مصنف نے لکھا ہے کہ باقی بادشاہان مغلیہ کی
تاریخ وہ علیحدہ مرتب کریگا لیکن مصنف کی ترتیب دی ہوئی ایسی
تاریخ کا پتہ نہیں ہے۔

مصنف۔ مرزا محمد حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔

زبدۃ التواریخ

اس نام کی تین اور تاریخیں ہیں ایک کے مصنف حافظ آبرو
دوسرے کے جمال الدین ابو القاسم اور تیسرے کے کمال خاں
پسر جلال منجم ہیں۔ چوتھی تاریخ یہ ہے جسکو مولوی نور الحق نے مرتب
کی ہے اوس میں سلطان قطب الدین ایبک کے زمانہ سے لیکر
اکبر کے عہد حکومت تک کے مفصل حالات درج ہیں۔ اکبری عہد کے

حالات کا ماخذ اکبر نامہ (ابوالفضل) ہے مصنف نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ اگر زندگی نے وفا کی تو جہانگیر کے عہد حکومت کے بھی حالات لکھے گا۔ وہ زمانہ مصنف کو ملا لیکن کسی نامعلوم وجہ سے اوسنے پھر قلم نہیں اٹھایا۔ اس تاریخ کو اگر تاریخ حقی کی شرح کہا جائے تو زیادہ موزوں ہوگا۔ اس میں علاوہ شمالی ہند کے مالوہ۔ گجرات دکھن۔ کشمیر۔ سندھ۔ بنگال اور جونپور کی سلطنتوں کے تفصیلی حالات درج ہیں اور ساتھ ہی شیخ فرید الدین بھکری۔ مرتضیٰ خاں بھکری کے حالات بھی تفصیل کیساتھ بیان کیے گئے ہیں۔

مصنف کا نام **نور الحق** ہے جو مولوی عبد الحق محدث دہلوی کے صاحبزادے ہیں۔ حالات کے لئے ملاحظہ ہو "تاریخ حقی"

تاریخ حقی یا تاریخ السلاطین

تاریخ حقی معز الدین بن محمد سام کے حالات سے شروع ہوکر اکبر کے زمانہ پر ختم ہوتی ہے (۔۔۔ جلوس) معز الدین کے عہد حکومت سے لیکر سلطان ناصر الدین محمود بن سلطان التمش کے عہد تک کا ماخذ طبقات ناصری ہے۔ طبقات غیاث الدین تغلق... سے لیکر فیروز شاہ تغلق تک کے زمانہ کے

حالات کی ترتیب دینے میں "طبقات ناصری" سے کام لیا گیا ہے سلطان بہلول سے اکبر کے عہد حکومت تک کا مصنف ایک گونہ چشم دید گواہ ہے اور اگر اسنے روایات پر بھروسہ کیا ہے تو کافی تحقیق کے بعد اون کو اپنی تاریخ میں جگہ دی ہے۔

دیباچہ میں مصنف لکھتا ہے کہ ۹۳۷ھ (۱۵۳۰ء) کے بعد شاہان دکن کے حالات میسر نہیں ہوسکے اسی وجہ سے اونکو تاریخ میں داخل نہیں کیا جاسکا اور اسیوجہ سے شاہان کشمیر اور سندھ کے حالات کے بابت بھی خاموشی اختیار کرنا پڑی۔ ترتیب کا کام ۱۰۰۵ھ میں ختم ہوا "ذکر ملوک" مادہ تاریخ ہے۔

مصنف مولوی عبدالحقؒ محدث دہلوی۔

مصنف کے مورث اعلیٰ آغا محمد ترک۔ علاء الدین خلجی کے عہد میں ہندوستان آکر شاہی ملازمت میں داخل ہوئے لیکن کچھ دنوں قیام کے بعد بخارا واپس چلے گئے اور پھر امیر تیمور کے ہمراہ واپس آکر دہلی میں آباد ہوگئے اون کی اولاد میں مولانا سیف الدین دہلوی اپنے علم و فضل کی وجہ سے ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ مصنف تاریخ حقی انہیں مولانا سیف الدین کے لڑکے ہیں۔ پیدائش دہلی (۹۵۸ھ) ایک سال کی

۱؎ ملاحظہ ہو اخبار الاخیار

مدت میں حفظ کلام ربانی کی سعادت حاصل کی اور ۱۷-۱۸ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر سلسلہ قادریہ میں مرید ہوئے ۹۹۲ھ میں فتحپور سیکری گئے۔ شیخ ابوالفضل۔ ملا بدایونی اور خواجہ نظام الدین احمدؒ سے علمی مباحثوں میں عرصہ تک مصروف رہنے کے بعد کسی وجہ سے تکدر پیدا ہو گیا اس وقت خواجہ نظام الدین احمدؒ نے انتظام کر کے انکو زیارت حرمین شریفین کے لئے روانہ کر دیا۔ وہاں مصنف نے ملک عرب کے مشہور محدثوں سے علم حدیث کی سند حاصل کی اور ہندوستان واپس آکر درس تدریس کے مقدس کام میں آخری دم تک مصروف رہے۔ (موت ۱۰۵۲ھ) مزار نواح دہلی میں حوض شمسی کے قریب ہے۔

مصنف تاریخ "عمل صالح" لکھتے ہیں کہ مولانا عبدالحقؒ سو سے زیادہ کتابوں کے مصنف اور ہندوستان کے ان مشہور عالموں میں ہیں جن کا نام آج بھی تمام ملک میں ادب اور احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔

منتخب التواریخ

یہ کتاب ایک مقدمہ اور پانچ فصلوں پر تقسیم ہے۔ دنیا اسلام کے کل بادشاہوں کے عہد حکومت کو مستند طریقہ پہ بیان کرنے کے بعد اسی سلسلہ میں شاہان ہند اور سندھ کے حالات بھی درج کئے گئے ہیں خاتمہ میں مشہور شہروں پہاڑوں۔ دریاؤں۔ جھیلوں اور عجائبات عالم کا بھی تذکرہ ہے۔

اس تاریخ کی ترتیب کا کام ۱۰۲۳ھ میں شروع ہوکر ۱۰ ذی الحجہ ۱۰۵۶ھ کو ختم کیا گیا اس کا ماخذ بائیس ۲۲ مستند تاریخیں ہیں۔ جن میں اکبر نامہ۔ تاریخ نظامی (طبقات اکبری) اور عجائب البلدان قابل ذکر ہیں۔

مصنف کا نام محمد یوسف بن شیخ رحمت اللہ کنعانی ہے۔

تاریخ رشیدی

خیوا اور بخارا کی مکمل تاریخ ہے اور اس میں ہندوستان کے بادشاہوں کے حالات بھی بیان کئے گئے ہیں۔ بابر اور ہمایوں بادشاہوں کے حالات تفصیل کیساتھ درج ہیں۔ شیر شاہ اور

ہمایوں بادشاہ کے درمیان میں جو لڑائیاں ہوئیں اون کی تفصیل
بھی ہے اور نادر النہر کے مشرقی ملکوں کے تمدنی۔ معاشرتی اور
اقتصادی حالات بھی بیان کیئے گئے ہیں۔ مصنف شیر شاہ اور ہمایوں
بادشاہ کی لڑائیوں میں موجود تھا اسلیئے اوسکے چشم دید حالات قابل وقعت
ہیں اس تاریخ کو اگر توزک بابری کے ساتھ پڑھا جائے تو اُن
ملکوں کے حالات کا پورا نقشہ نظر کے سامنے آجاتا ہے۔

مصنف: حیدر مرزا۔ محمد حسین مرزا امیر کاشغر کے لڑکے
اور بابر شاہ کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ والد کے قتل کے بعد مصنف
کابل چلے آئے اور بابر بادشاہ کے ساتھ رہکر اون تمام لڑائیوں میں
شریک رہے جو بابر نے ولایت اور ہندوستان میں لڑیں۔ بابر کے
انتقال کے بعد مصنف شاہزادہ کامران کے پاس گئے اور کچھ
دنوں کشمیر اور ملتان کی صوبہ داری کے فرائض انجام دینے کے بعد
ہمایوں کے پاس آگئے۔ اور شیر شاہ کے مقابلہ میں جانفروشانہ خدمات
انجام دیتے رہے۔ اگر بد اقبال ہمایوں انکے مشورہ پر عمل کرتا
تو شیر شاہ کے ہاتھوں ذلیل اور خوار نہوتا۔ جب شیر شاہ کامیاب
ہوا تو مصنف نے ہمایوں کو کشمیر کی فتح پر آمادہ کرنا چاہا۔ لیکن
ہمایوں کے کوتاہ اندیش بھائیوں نے یہ منصوبہ بھی پورا نہونے دیا

اور وہ گھبرا کر ایران چلا گیا۔ اوسوقت مصنف نے چار ہزار سپاہیوں کی مدد سے کشمیر پہ حملہ کر دیا اور رجب ۹۴۸ھ میں بلا کسی مزاحمت کے سری نگر پہ قابض ہو کر ہمایوں کو دعوت بھیجی مگر جب خود دار ہمایوں نے دوسرے شخص کے حاصل کیے ہوئے ملک پر حکومت کرنے سے انکار کر دیا اوسوقت مصنف نے حکومت اپنے ہاتھ میں لیکر ملک کا اسطرح انتظام کیا کہ رعایا چین کے ساتھ اپنے کاروبار میں مصروف ہو گئی۔

حیدر مرزا کے زمانہ میں مالگذاری کے قوانین کی ترمیم و تنسیخ کی بدولت کشمیر کی سرسبزی اور دولت مندی پھر عود کر آئی اور معزول بادشاہ کی فتنہ انگیزی اور ریشہ دوانی کے باوجود مصنف گیارہ سال تک انصاف اور مہربانی کے ساتھ حکمرانی کرنے کے بعد آخر کار سازش کا شکار ہو کر مع اپنی بیوی بچوں کے سونے کی حالت میں قتل کیا گیا (۹۵۸ھ) اور اسطرح اوس دلیر ہستی کا خاتمہ ہو گیا جو بہادری اور اولوالعزمی میں اپنے بھائی بابر کا ہم پلہ تھا۔

اقبال نامہ

پہلے حصہ میں بابر اور ہمایوں کے عہد حکومت کے حالات ہیں۔
دوسرے حصہ میں اکبر کی تخت نشینی سے لیکر اوس کے
انتقال تک کے حالات ہیں۔
تیسرا حصہ جہانگیر کی تخت نشینی سے شروع ہو کر سنہ ۱۹ جلوس
جہانگیری پر ختم ہوتا ہے۔
اس حصہ میں بادشاہ موصوف کے حالات تفصیل کیساتھ درج ہیں
سنہ ۱۷ جلوس تک خود بادشاہ جہانگیر نے اس تاریخ کو مرتب کیا ہے
اور پھر دو سال کے حالات محمد شریف (معتمد خاں) نے لکھے ہیں۔
مصنف محمد شریف ابن دوست محمد خان سکونت ملک
ایران۔ ہندوستان آکر مصنف جہانگیر کے مصاحبوں میں داخل ہوا
اور خدمات اس خوبی کے ساتھ انجام دیئے کہ معتمد خاں کے خطاب سے
سرفراز ہو کر منصب دار ہو گیا سلیمان بیگ فدائی خاں کے انتقال
ہو جانے پر مصنف فوج کا بخشی ہو کر شاہزادہ خرم (شاہجہاں) کے
ہمراہ راناؤ او دیپور کی مہم پر بھیجا گیا اور واپسی پر شاہزادہ موصوف
کی فوج کا میر منشی ہو کر دکھن گیا اور ستر ھویں جلوس جہانگیری میں

واپس آکر توزک کی ترتیب پر مامور ہوا۔ جب شاہجہاں تخت نشین ہوا تو معتمد خاں نے منصب چہار ہزاری تک ترقی پاکر بادشاہ موصوف کے تیرہویں سنہ جلوس (۱۰۵۰ھ) میں انتقال کیا۔ معتمد خاں کی بنوائی ہوئی مسجد بھی اکبرآباد (آگرہ) میں موجود ہے اور مسجد معتمد خاں کے نام سے مشہور ہے۔

جہانگیر نامہ یا توزک جہانگیری

جہانگیر بادشاہ نے اپنے عہد حکومت کے حالات ۱۷ سنہ جلوس تک خود مرتب کئے اور دو سال بعد کے حالات بادشاہ موصوف کے حکم سے معتمد خاں نے لکھکر کسی نامعلوم وجہ سے کتاب کا لکھنا بند کردیا۔

محمد شاہ بادشاہ کے زمانہ میں (۱۱۳۱ھ) محمد ہادی نے جہانگیر کی وفات تک کے حالات لکھکر ایک ضمیمہ بھی مرتب کردیا جس میں بادشاہ موصوف کے عہد کے وزیروں، منصبداروں اور مشہور لوگوں کے حالات درج ہیں۔ اقبال نامہ میں جہانگیر لکھتے ہیں کہ معتمد خاں نے ۱۸ سنہ جلوس کے بعد کے حالات اونکے حکم سے لکھے

اور وہ حالات شامل کتاب کئے گئے لیکن شاہ نواز خاں (مآثر الا
لکھتے ہیں کہ خود جہانگیر نے اس کتاب کا لکھنا بارہ سال کے بعد
چھوڑ دیا شاید خان کو بعد کے واقعات کا علم نہ تھا۔ توزک کا
پہلا حصہ جہانگیر کا مرتب کیا ہوا ہے۔ دوسرا حصہ معتمد خاں
اور تیسرا حصہ محمد ہادی کا۔

تتمہ توزک جہانگیری

یہ تتمہ محمد ہادی کا مرتب کیا ہوا ہے۔ مصنف نے دیباچہ میں
کامگار خاں کا کوئی حوالہ نہیں دیا ہے۔ بلکہ واقعات اسی طور پر
بیان کئے ہیں کہ توزک کی نظر ثانی کے وقت اس کو (مصنف)
خیال پیدا ہوا کہ اونیس سالہ حکومت کے حالات پڑھنے کے بعد
ناظرین مایوس ہو جائیں گے اسلئے اوسنے جہانگیر کے عہد حکومت کے
باقی زمانہ کے حالات قلمبند کر کے ایک دیباچہ بھی لگا دیا جس میں
جہانگیر کی پیدائش سے تخت نشینی تک کے حالات بھی درج ہیں۔
یہ تتمہ اقبال نامہ کا خلاصہ ہے اور اس کا دیباچہ کامگار خاں کی
تاریخ سے لیا گیا ہے لیکن مصنف نے اس کا حوالہ اپنی کتاب میں

نہیں دیا ہے۔

مصنف کا نام محمد ہادی ہے۔ حالات کے لئے دیکھو تحت "بہتر گلشن" "تذکرہ چغتائیہ"۔

آثر جہانگیری

دیباچہ میں مصنف لکھتا ہے کہ شاہنشاہ جہانگیر نے اپنی خود نوشت سوانح میں تخت نشینی سے وفات کے کچھ دنوں قبل تک کے حالات لکھنے کے بعد کام بند کر دیا اور اسطرح یہ سوانح نامکمل رہی۔ اس میں بادشاہ موصوف کے اوائل عمری کے حالات بھی نہ تھے ان دونقائص کو دور کرنے کے لئے مصنف نے روز پیدائش سے تخت نشینی تک کے حالات کا اضافہ کر کے آخر عہد حکومت کے حالات بھی درج کر دیئے۔ ترتیب کا کام ۱۱۴۱ھ جلوس شاہجہانی میں تکمیل کو پہونچایا گیا۔

مضامین کے اعتبار سے اس تاریخ کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں دیباچہ ہے۔ جس میں جہانگیر کے اوائل عمری کے حالات کے علاوہ ان کا خاندانی شجرہ امیر تیمور تک بیان کیا گیا ہے۔

دوسرے حصہ میں شاہنشاہ موصوف کے عہد حکومت کے حالات

درج ہیں۔ اس تاریخ میں مصنف نے کوئی اہم واقعہ بیان کرنےسے
نہیں چھوڑا ہے۔

مصنف کا مکمل حسینی غیرت خاں جہانگیر کے درباریوں
میں تھا اور شاہجہاں کے زمانہ میں غیرت خاں کے خطاب سے
سرفراز ہو کر دہلی کا صوبہ دار ہوا اور وہاں سے تبدیل ہو کر ٹھٹھہ گیا
اور وہیں ۱۰۵۰ھ میں اوس کا انتقال ہوا۔

انیس سالہ واقعات جہانگیری

تزک جہانگیری مختلف ناموں سے مشہور ہے تاریخ سلیم شاہی کے
علاوہ اس تاریخ کو کارنامہ جہانگیری ۔ واقعات جہانگیری ۔
بیاض جہانگیری ۔ اقبالنامہ ۔ جہانگیر نامہ اور مقالات جہانگیری کے
ناموں سے بھی یاد کرتے ہیں ۔ محمد ہاشم منتخب اللباب نے تین مختلف
جہانگیر ناموں کا ذکر کیا ہے ۔ پہلا معتمد خاں کا مرتب کیا ہوا
جسکو اقبال نامہ بھی کہتے ہیں اور جس میں سترہ سال کے حالات خود
جہانگیر کے لکھے ہوئے ہیں اور دو سال کے حالات معتمد خاں کے
ترتیب دئیے ہوئے ہیں ۔

دوسرے کا مصنف کامگار غیرت خاں اور تیسرا محمد ہادی کا ترتیب دیا ہوا ہے۔

اونیس سالہ واقعات جہانگیری نام اس تاریخ کا اسلئے پڑ گیا کہ اس میں تاریخ پیدائش سے تخت نشینی تک کے حالات کا اضافہ کامگار غیرت خاں نے کیا ہے اور باقی تاریخ تمام وکمال خود بادشاہ کی لکھی ہوئی ہے سوائے دو سال کے واقعات کے جن کا ترتیب دینے والا معتمد خاں ہے۔

روضۃ الطاہرین" (تاریخ طاہری)

سنہ ۱۰۱۵ھ میں اکبر کے انتقال کے بعد مرتب ہوئی۔ قدیم زمانہ میں انڈکس (فہرست) کا دستور نہ تھا لیکن یہ پہلا مصنف ہے جس نے اپنی کتاب میں انڈکس بھی لگایا ہے۔

مختلف عنوان میں تقسیم کر کے مصنف نے تمام اسلامی اور غیر اسلامی دنیا کے بادشاہوں کا تذکرہ اسی تاریخ میں کر دیا ہے۔ حصہ چہارم میں راجگان ہند اور راونا ؤں کا مفصل تذکرہ سری کرشن جی مہاراج تک درج ہے۔ مہابھارت کی مشہور لڑائی کے

بھی تفصیلی حالات ہیں۔ چندربنی اور سورج بنی راجگان کے بھی
کافی حالات بیان کیئے گئے ہیں۔ پانچویں حصّہ میں سلاطین ہند کے
حالات درج ہیں۔ اس حصّہ کو سلطنت غلامان سے شروع کرکے
اکبر کے آخری عہد حکومت پر ختم کیا گیا ہے۔ اسی حصّہ میں حکمرانان
سندھ۔ ملتان۔ شاہان کشمیر۔ گجرات۔ مالوہ۔ دکھن۔ جونپور
اور بنگال کے حالات درج ہیں اور بنگال کے متصل جو جزائر ہیں
اونکے تفصیلی حالات بھی ہیں۔

مصنف طاہر محمد عمادالدین حسن بن سلطان علی بن
حاجی محمد حسین۔ مصنف نے آخر کتاب میں اپنے حالات بیان کیئے ہیں۔

مآثر رحیمی

ہندوستان کی ایک عام تاریخ ہے جو تین جلدوں میں ۱۰۲۵ھ ۱۶۱۶ء میں
مرتب ہوئی ہے۔

پہلی جلد میں بیرم خاں اور انکے حالات اور سلاطین ہند کا
تذکرہ ہے۔ جو شاہان غزنوی سے شروع ہوکر جہانگیر کے حالات
پر ختم ہوتا ہے اسکے علاوہ اسی جلد میں حکمرانان بنگال۔ جونپور۔

مالوہ، کشمیر اور ملتان کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔

دوسری جلد میں عبدالرحیم خان خانخاناں کے حالات کے علاوہ سندھ، گجرات، دکھن اور خاندیش کی مملکتوں کے بھی واقعات درج ہیں۔

تیسری جلد میں خان خاناں مجلس کے اراکین، صاحبان علم و فن اور ارباب شعر و سخن کا تذکرہ ہے۔ خاتمہ میں حکیموں، عالموں اور مشاہیر کا تذکرہ ہے۔ اور شاہان ہند کے وزیروں کی بھی فہرست ہے۔ مناسب موقعوں پر خانخانان کی بنوائی ہوئی عمارتوں اور انکے لگائے ہوئے باغوں کا بھی تذکرہ ہے۔

مصنف کا نام ملا عبدالباقی نہاوندی ہے۔ اسکے آبا و اجداد کا شاہان فارس کے دربار میں بڑا رسوخ تھا کسی بات پر شاہ عباس سے ناخوش ہو کر ہندوستان آئے اور شیخ ابوالفضل اور عبدالرحیم خان خانخاناں کے ذریعے دربار اکبری میں بمقام برہانپور (خاندیش) پیش ہو کر جاگیردار ہو گئے۔ اور شیخ ابوالفضل کا اشارہ پاکر انھوں نے اس تاریخ کو ترتیب کیا۔

مختصر التواریخ

سلاطین ہند کے عہد حکومت کی ایک مختصر تاریخ ہے۔ جسمیں
مختصراً مالوہ، گجرات، بنگال، کشمیر، سندھ، ملتان اور جونپور کے
بھی حالات ہیں۔ دیباچہ کے مطالعہ سے پتہ نہیں چلتا ہے کہ یہ
تاریخ کس زمانہ میں مرتب کی گئی چونکہ اسمیں ۹۶۳ھ کے واقعات کا
تذکرہ ہے جو اکبر کی تخت نشینی کا سال ہے اور اپنے ماخذ میں مصنف نے
اقبالنامہ جہانگیری کا بھی حوالہ دیا ہے جو جہانگیر کے عہد میں مرتب ہوا ہے
اسلئے اس تاریخ کا عہد شاہجہانی میں مرتب ہونا ممکنات سے ہے۔
ممکن ہے کہ اسکے بعد مرتب ہوئی ہو لیکن اسکے قبل مرتب ہونا
بعید از قیاس ہے۔ خلاصۃ التواریخ مختصر التواریخ کے بعد مرتب
ہوئی اور اس کے مصنف نے مختصر التواریخ سے خاطر خواہ فائدہ
اٹھایا بلکہ اکثر موقعوں پر عبارت نقل کرنیکے ساتھ ہی وہ اشعار بھی
نقل کر دیے ہیں جو مصنف مختصر التواریخ نے انہی موقعوں پر اپنی
تاریخ میں لکھے ہیں۔ مگر مختصر التواریخ کا حوالہ آپ کسی جگہ
خلاصۃ التواریخ میں نہ پائیں گے۔

مصنف لامعلوم۔

مجالس السلاطین

مصنف دیباچہ میں لکھتا ہے کہ تاریخ فیروز شاہی اور بدایونی وغیرہ بہت مفصل اور طویل ہیں اسلئے اوس نے مستند اور صحیح واقعات اختصار کے ساتھ اس کتاب میں بیان کر دیئے ہیں تاکہ ناظرین کو تاریخی واقعات معلوم کرنے میں آسانی ہو۔ یہ تاریخ ۱۰۴۷ھ (عہد شاہجہانی) میں مرتب کی گئی ہے۔

شاہان غزنوی اور سلاطین غوری کے حالات مفصل بیان کئے گئے ہیں۔ شاہان دکھن اور کشمیر کے بھی عہد حکومت کو بیان کیا گیا ہے۔

مصنف محمد شریف حنفی دیباچہ میں لکھتا ہے کہ وہ دکھن میں پیدا ہوا اور پانچ سال کی عمر تک اوسی ملک میں رہا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ خاندیش اور برار علیحدہ ملک تھے لیکن اون کا شمار ایک ہی ہوتا تھا۔ اوس نے دکھن میں سفر کیا اور ہر شہر اور قصبہ میں جاکر وہاں کے حالات کا تحقیق پیمانہ کرکے اپنی تاریخ میں درج کئے وہ گجرات۔ مالوہ۔ ملتان۔ دہلی۔ آگرہ۔ پنجاب اور اجمیر میں بھی سیاحی کا دعویدار ہے۔ عبد الرحیم خانخانان کے عہد صوبہ داری میں

پہلے پہر جاکر اون سے ملاقات کی اور دوران گفتگو میں اون کو
مطلع کیا کہ مصنف کی موجودگی میں راجہ کرناٹک (…) کی وفات پر
اوسکی سات سو بانیوں نے ستی کی رسم ادا کی۔ لوگوں کو اس واقعہ کے
تسلیم کرنے میں پس و پیش تھا لیکن راجہ مذکور کے وکیل موجودہ دربار
خانخانان نے تصدیق کی اوسوقت لوگوں نے اس واقعہ کو صحیح باور
کرلیا۔ اپنی کرناٹک قیام کیوجہ سے مصنف نے نہ تو اپنے حالات لکھے
اور نہ اوس سفر کے تفصیلی حالات بیان کئے ہیں جو ۱۰۳۲ھ میں اوس
کرناٹک سے لیکر کشمیر تک جہانگیر کی ہمرکابی میں کیا تھا اگر مصنف نے
وہ واقعات بیان کئے ہوتے تو اون ملکوں کی تمدنی اور معاشرتی حالات
کا مفید ذخیرہ فراہم ہو جاتا۔ وہ خود تحریر کرتا ہے کہ اوسنے اپنی سیاحی کے
زمانہ میں وہ کچھ دیکھا کہ اگر لکھنے بیٹھتا تو کاغذ کے ہزاروں صفحے سیاہ
کر دیتا کاش اوسنے ایسا کیا ہوتا۔

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف سید قاسم کا شیر و ہمراز
[illegible]

منتخب التواریخ

یہ تاریخ سلاطین غزنوی کے حالات سے شروع ہو کر اکبر کے چالیسویں سنہ جلوس پر ختم ہوتی ہے۔ اسکی تین جلدیں ہیں۔

پہلی جلد میں شاہان سابق کے حالات ہمایوں بادشاہ تک بیان کئے گئے ہیں۔

دوسری جلد اکبر بادشاہ کے عہد کی تاریخ ہے اور تیسری جلد میں درباری امیروں۔ مشاہیر۔ مشائخ۔ مولویوں اور صوفیوں وغیرہ کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔

۲۳ جمادی الثانی ۱۰۰۴ھ یوم جمعہ کو تاریخ کی ترتیب ختم ہوئی لیکن اکبر کی زندگی تک منتخب التواریخ کی اشاعت نہیں ہوئی اور یہ تاریخ مخفی رکھی گئی۔ جب جہانگیر کا زمانہ آیا تو کتاب کا چرچا ہوا۔ اور بادشاہ موصوف نے اس تاریخ کو پڑھا اور غضبناک ہو کر بدایونی کا گھر بار لٹوا کر وارثوں کو گرفتار کر لیا۔ عذرداری پر وارثوں کو قید سے نجات ملگئی لیکن مچلکہ لکھنا پڑا کہ کتاب فروخت نہ کریں گے۔ اسی طرح کتب فروشوں سے بھی ضمانت لی گئی۔ خافی خان[1] جسنے شاہجہاں

---

[1] یہ رعایت مورخین نے اگر بجائے خافی خان کے بدایونی کو خفیہ نگار کا خطاب دیا ہوتا تو زیادہ موزوں تھا

پہلے محمد شاہ تک کا زمانہ دیکھا تھا وہ سطور بالا لکھنے کے بعد لکھتا ہے کہ باوجود اسقدر تشدد کے خاص دارالسلطنت میں کتب فروشوں کی دوکان پر سب سے زیادہ "بدایونی" نظر آتی تھی۔ جہانگیر کے زمانہ میں جس قدر تاریخیں بھی لکھی گئیں اونکے مصنفین نے شاہی عتاب کے خوف سے "بدایونی" کے ذکر سے قلم کو آشنا نہیں کیا۔ اس تاریخ کا جو پایہ ہے اور مصنف جس قابلیت کا شخص ہے اوسکو میں آزاد[1] مرحوم کے الفاظ میں بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

"اس تاریخ میں یہ کوتاہی ضرور ہے کہ مہمات اور فتوحات کی تفصیل نہیں دیگئی ہے اور واقعات کو مسلسل طور پر بیان نہیں کیا گیا اس خوبی کی تعریف کس قلم سے لکھوں کہ یہ تاریخ اکبر کے عہد کی ایک تصویر ہے جزئیات اور اندورونی اسرار ہیں کہ اور تاریخ نویسوں نے مصلحتاً یا بیخبری سے قلم انداز کئے لیکن اس تاریخ کی بدولت ہمنے سارے عہد اکبری کا تماشہ دیکھا۔ باوجود ان باتوں کے جو کم نصیبی مصنف کی ترقی میں سنگ راہ ہوئی وہ یہ تھی کہ زمانہ کے

---

[1] دیکھو دربار اکبری مصنفہ مولوی محمد حسین آزاد مرحوم صفحہ ۱۹۱ لغایتہ ۲۲۴

مزاج سے وہ اپنا مزاج نہ ملا سکا اور جس بات کو
خود برا سمجھتا تھا چاہتا تھا کہ دنیا بُرا سمجھے۔ اونکی تاریخ
دربار اور اہل دربار کے حالات سے تاریخی عبرت کا
اعلیٰ نمونہ ہے۔ اونکی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ
مہمات سلطنت اور کاروبار زمانہ خوب سمجھتے تھے۔
اونکی تاریخ اس قابل ہے کہ علمی الماری کے سر پہ
تاج کی جگہ رکھی جائے"

مصنف شیخ عبد القادر فاروقی۔ قادری تخلص لیکن
تاریخی دنیا میں بدایونی کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ قصبہ ٹونڈہ[1] میں
پیدا[2] ہوئے۔ والد کا نام شیخ ملوک شاہ ابن حامد ہے۔ اوائل عمری میں
بدایونی نے اپنے نانا مخدوم اشرف کی نگرانی میں تعلیم پائی اور جب
اعلیٰ تعلیم کا زمانہ آیا تو خوش قسمتی سے جیّد عالم اوستادی کے لئے
میسّر ہوگئے۔ جنکی توجہ نے ہونہار "بدایونی" کو علمی دولت سے
مالامال کر دیا۔ اونکے استادوں میں سید محمد مکی۔ میاں حاتم سنبھلی۔

---

[1] ٹونڈہ سرکار آگرہ میں بیانہ کے متصل اور فتحپور سیکری سے جو سڑک
اجمیر شریف کو جاتی ہے اوسپر سیکری سے چوتھی منزل پر واقع ہے۔

[2] ۱۷ ربیع الاول سنہ ۹۴۷ھ مطابق ۲۱ اگست سنہ ۱۵۴۰ع۔

شیخ سعد اللہ نحوی ۔ مولانا مرزا سمرقندی ۔ قاضی ابوالمعالی سمرقندی
اور مولانا شیخ مبارک ناگوری کے نام آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں
انہیں کا ہر فرد اپنے فن کا مشہور استاد تھا۔ تعلیم سے فارغ ہوکر
"بدایونی" کچھ دنوں اپنے دوست حسین خاں ٹکریہ جاگیردار کی
رفاقت میں موضع[1] آیا اور لکھنؤ میں رہے۔ آخری ذوالحجہ ۹۸۱ھ میں
جلال خاں قورچی اور حکیم عین الملک کی وساطت سے بوجہ خوش الحانی
شاہی ملازمت میں داخل ہوکر اکبر بادشاہ کے امام کہلانے لگے
اور ان کی امامت کے لئے ایک دن بھی مقرر ہو گیا۔

بدایونی علمائے عصر میں فضیلت کا درجہ رکھتے تھے اس لئے
تصنیف اور تالیف کا شعبہ بھی اکبر نے ان کے متعلق کر دیا ۔ اپنی
خداداد قابلیت کی بدولت بدایونی ترقی کرتے کرتے دربار کے
معززین کی فہرست میں داخل ہوکر اکبر کے پرائیوٹ صحبتوں۔
مذہبی اور علمی مباحثوں میں شریک ہونے لگے لیکن کٹر اور ضدی

---

[1] حال پٹیالی تھانہ کا سگنج ضلع ایٹہ کمشنری آگرہ۔ موضع آیا کو کوئی نام
نہیں جانتا البتہ پٹیالی کے نام سے بچہ بچہ واقف ہے حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ کے
مولد ہونے کا فخر اسی قصبہ کو حاصل ہے۔ حسن خاں کے زمانہ میں یہ قصبہ گنگا کے
کنارہ تھا اور اب دریا کا کوسوں پتہ نہیں ہے۔

مولوی ہونے کی وجہ سے جس ترقی کے وہ اہل تھے وہ میسر نہ ہوئی۔ انھوں نے
نہ تو کبھی اکبر کو سجدہ کیا جسکا عام طور پر رواج ہو چکا تھا اور نہ مذہب الٰہی کی
تائید میں دلیلیں پیش کیں۔ چونکہ مذہبی قیود سے آزاد نہ ہوئے تھے
اسلئے سوائے چند بیگہ زمین کے جو بطور معاش، بشرط خدمت عطا ہوئی تھی
اور کوئی منصب یا عہدہ بدایونی کو مرحمت نہ ہوا۔ اکبر نے ابتدا میں ان کی
بڑی عزت کی اور بڑھانا چاہا لیکن اپنے مطلب کا نہ پاکر خاموش ہو گئے
اور آئندہ ترقی کا دروازہ بند کر دیا۔

بدایونی نے تصنیف و تالیف اور ترجمہ کے سلسلہ میں قابل قدر
علمی خدمتیں انجام دیں۔ انکی تصانیف کی فہرست طولانی ہے۔ شاعر
بھی تھے اور کلام میں درد بھی تھا۔ تاریخ "بدایونی" میں ان کے
شاعرانہ قادر کلامی کے نمونے موجود ہیں۔

بدایونی نے ستاون سال کی عمر میں انتقال کیا اور باغ انبہ واقع عطاپور[۱]

---

[۱] لوگوں کو بدایونی کی قبر کا پتہ نہیں۔ البتہ شہر سے باہر آم کے چند درخت ہیں اور کسی جگہ تین چار قبریں بھی
ہیں۔ یہ مقام اب ملاکا باغ کہلاتا ہے۔ بدایوں کے واقف کار حضرات کا قول ہے کہ انھیں تین چار قبروں میں
ایک قبر بدایونی کی ہے جو شکستہ حالت میں پڑی ہے لیکن مولوی ضیا احمد صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل بی پروفیسر
مسلم یونیورسٹی اور محترمی سید اکرام عالم صاحب (علیگ) بدایونی کی توجہ سے مرمت کا کام جاری ہے
اور خدا نے چاہا تو اس زبردست مورخ کی قبر درست ہو جائیگی لیکن اسکی علمی یادگار قیامت تک
قائم رہے گی۔ بدایونی نے ایک اسلام حضرت بداؤنیؒ نام لکھا ہے وہ قابل دید ہے۔ نظامی پریس کے
کسی مطبوعہ رسالہ میں ہم نے بھی اسکو دیکھا ہے۔

نواح بدایوں میں دفن ہوئے۔ کوئی اولاد نرینہ نہیں چھوڑی۔ بدایوں کے
لوگ کہتے ہیں کہ اولاد کا سلسلہ ایک بیٹی پر ختم ہو گیا جسکی نسل خیرآباد
ضلع سیتاپور (اودھ) میں باقی ہے۔

بادشاہ نامہ

شاہجہاں بادشاہ صاحبقران ثانی کے عہد کی مکمل تاریخ چار
جلدوں میں ہے اور ہر جلد کا مصنف جداگانہ ہے جلد اول میں اوائل عمری
سے تخت نشینی تک کے حالات درج ہیں اور یہ جلد سنہ ۱۰۳۷ھ سے
تک کے واقعات کا مرقع ہے۔ اس حصہ کا مصنف معتمد خاں ہے۔
جلد دوم تین دفتروں میں تقسیم ہے۔ اسمیں سنہ ۱۰۳۷ھ/۱۶۲۷ء سے سنہ ۱۰۵۷ھ/۱۶۴۷ء تک کے
حالات ہیں۔ یہ جلد ملا عبد الحمید لاہوری کی مرتب کی ہوئی ہے۔
جلد سوم کا مصنف مولوی محمد وارث ہے۔ اس حصہ میں
سنہ ۱۰۵۷ھ/۱۶۴۷ء سے سنہ ۱۰۶۷ھ تک کے حالات درج ہیں۔ جلد چہارم کا ترتیب
دینے والا مولوی محمد صالح کمبوہ ہے۔ اسمیں سنہ ۱۰۳۷ھ سے سنہ ۱۰۶۹ھ
تک کے حالات ہیں۔ جلد سوم تاریخ "عمل صالح" کا خلاصہ ہے۔

(۱) مصنف جلد اول معتمد خاں (شریف خاں) ہے حالات

ملاحظہ ہوں تحت اقبالنامہ۔ اکثر شبہہ کیا جاتا ہے کہ یہ کوئی دوسرے معتمد خاں ہیں لیکن یہ شبہہ محض شبہہ ہے جسکی تائید نہیں ہوتی ہے معتمد خاں (مصنف اقبالنامہ) دس سال تک شاہزادہ خرم (شاہجہاں) کی خدمت میں رہا۔ شاہزادہ موصوف کیساتھ اوسکے تعلقات ہمیشہ عقیدتمندانہ رہے بادشاہ نامہ کی جلد اول کا تکمیلہ ۱۰۴۷ھ میں ہوا اور معتمد خاں کا سال وفات ۱۰۴۹ھ ہے ان واقعات کو دیکھتے ہوئے قیاس قبول کرتا ہے کہ اس معتمد خاں سے زیادہ کوئی دوسرا معتمد خاں اس کام کے لئے موزوں نہیں ہوسکتا اسلئے یہی وہ معتمد خاں ہے جو جلد اول کا مصنف ہے نہ کہ کوئی دوسرا غیر معروف معتمد خاں اور پھر وہ بھی ۱۰۴۷ھ کے قبل۔

(۲) جلد دوم۔ مصنف مولوی عبد الحمید لاہوری

شیخ ابوالفضل کے شاگرد رشید اور دستور المعظم علامی سعد اللہ خاں کے دوستوں میں تھے۔ لاہور مسکن تھا مگر ٹھٹھہ کی آب و ہوا مرغوب ہونے کی وجہ سے دولت اور شہرت کے اثرات سے اپنا دامن بچائے ہوئے گوشہ گمنامی میں ایام گزاری کر رہے تھے۔ شاہجہاں کو آرزو تھی کہ اکبر نامہ کے رنگ میں بادشاہ نامہ بھی لکھا جائے۔ ہر امیر ایسی قابلیت کے آدمی کی تلاش میں سرگرداں تھا کہ دفعتاً علامی سعد اللہ خاں کو لاہوری یاد آگئے اور انھوں نے فوراً طلب کرکے اون کو اس

اس تاریخ کی ترتیب کے کام پر مامور کر دیا۔ بیچارے مولوی نے بہت کچھ منت وسماجت کی مگر جب کچھ پیش نہ گئی تو مسودہ لکھکر پیش کیا جسکو بادشاہ نے پسند فرماکر حکم دیا کہ کتاب جلد مکمل کی جائے چنانچہ اونھوں نے جلد دوم تکمیل کو پہونچا دی لیکن لاہوری اپنی خرابی صحت اور کمزوری کی وجہ سے مسودہ کی نظرثانی خود نہ کرسکے اور علامہ سعد اللہ خاں نے اس خدمت کو بخوشی انجام دیا۔ اسقدر کام کرنیکے بعد لاہوری کی صحت نے بالکل ہی جواب دیا اور وہ خدمت سے سبکدوش ہوکر ٹھٹھ گئے اور گوشہ نشینی کی حالت میں اونکا سنہ ۱۰۶۵ھ میں انتقال ہوا۔

(۳) جلد سوم ۔ مصنف مولوی محمد وارث جنکو لاہوری کے ساتھ وہی نسبت ہے جو فاضل ادیب اور مورخ مولانا سید محمد سلیمان ندوی کو علامہ شبلی کیساتھ ۔ جب لاہوری معذور اور مجبور ہوکر چلے گئے تو جلد سوم کا کام انکے سپرد ہوا اور انھوں نے استاد کے نمونہ کو پیش نظر رکھکر کتاب مکمل کر دی۔ چونکہ علامہ سعد اللہ خاں قضا کرچکے تھے اسلئے نظرثانی کی خدمت علامۃ الملک فاضل خاں کے سپرد ہوئی۔ تاریخ کی تکمیل ہنوز باقی تھی کہ بیچارے مولوی اپنے ایک جفاکار شاگرد کے ہاتھ سے ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۱ھ کو قتل ہوئے اور اس طرح چوتھی جلد کی ترتیب کا کام محمد صالح کے سپرد ہوا اور انھوں نے اپنی

مصنف کتاب "عمل صالح" کا خلاصہ کر کے چوتھا حصہ مرتب کر دیا۔
محمد صالح کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ عمل صالح۔

"شاہجہان نامہ" یا "طبقات شاہجہانی"

شاہجہاں کی تخت نشینی سے لیکر اونکی معزولی تک کے حالات درج کر کے مصنف نے اوس زمانہ کے مشاہیر کا تفصیلی تذکرہ بھی درج کر دیا ہے اس تاریخ میں اورنگ زیب کے عہد حکومت کا بھی تذکرہ ہے اُسی شاہجہاں نامہ سے خافی خان نے شاہجہاں اور عالمگیر کے عہد کے اکثر واقعات لیکر اپنی تاریخ میں داخل کئے ہیں۔

مصنف **محمد صادق**۔ شاہزادہ خرم کے ہمراہ رانا اودے پور کی مہم پر بطور شاہی اخبار نویس مقرر ہو کر گئے۔ اور مہم ختم ہونے پر محمد صادق خان کے خطاب سے سرفراز ہو کر شاہزادہ موصوف کے مصاحبوں میں داخل ہو گئے تھے۔

شاہجہان نامہ

۱۲۲۵ھ میں مولانا محمد زاہد نے ملا عبد الحمید لاہوری کی مرتب کی ہوئی جلد کا خلاصہ شایع کرکے اوسکا نام شاہجہان نامہ رکھا۔

مرزا محمد طباطبائی نے بھی شاہجہان نامہ کا خلاصہ شایع کیا ہے۔

مرزا محمد جان مشہدی نے ایک نظم لکھی جو شاہجہان نامہ کے نام سے مشہور ہے۔ حالانکہ اسکا نام ظفرنامہ ہے۔ میر یحیی نے بھی ایک شاہجہان نامہ لکھا ہے۔

لالہ بھگوانداس نے بھی اسی نام کی ایک تاریخ مرتب کی ہے جس میں حضرت آدم سے لیکر شاہجہان بادشاہ کے زمانہ تک کے حالات درج ہیں۔

ملخص عرف شاہجہاں نامہ

شاہجہاں بادشاہ کے عہد حکومت کے مفصل حالات کا یہ تاریخ مرقع ہے۔

مصنف کا بیان ہے کہ شاہی کتب خانہ میں اوسنے بادشاہ نامہ کی تین جلدیں دیکھیں جو عبد الحمید لاہوری اور دوسرے مصنفین کی مرتب کی ہوئی تھیں لیکن جب تک یہ تینوں جلدیں جمع نہ کیجائیں بادشاہ موصوف کی تیس سالہ عہد حکومت کی تاریخ مکمل نہیں ہوتی تھی اس لئے مصنف نے ان تینوں جلدوں کی مدد سے تیس سالہ حکومت کی ایک تاریخ مرتب کی اور شاہجہاں کی وفات کے بعد چار سال کے مزید حالات کا اضافہ کرکے اس تاریخ کا نام شاہجہان نامہ اور ملخص رکھدیا۔

مصنف عنایت اللہ خاں عرف محمد طاہر آشنا۔ ان کے والد کا نام خواجہ ظفر خان تھا جو شاہجہانی عہد میں ٹھٹھہ کی صوبہ داری پر تبدیل ہوکر گئے اور وہیں اونکا انتقال ہوا۔ منصف مزاج تھے اور علمی ذوق رکھتے تھے کشمیر کی تعیناتی کے زمانہ میں انھوں نے تبت کا ملک بھی فتح کیا تھا۔

مصنف ۱۰۳۸ھ میں پیدا ہوا چونکہ خاندان سرہند آوردہ تھا۔ اسلئے سات سال کی عمر میں منصبدار ہوا۔ تعلیم سے فراغت حاصل کرکے شاہی دربار میں حاضر ہوا تو اوسکی ذہانت اور ذکاوت سے متاثر ہوکر شاہجہاں نے اوسکو اپنے کتب خانہ کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا لیکن کچھ عرصہ کے بعد مصنف کبیدہ خاطر ہوکر کشمیر چلا گیا۔ اور وہیں ۱۰۷۷ھ میں انتقال کیا۔ مصنف اپنے زمانہ کا مشہور شاعر اور ادیب بھی تھا۔ علاوہ تاریخ مخلص کے ایک مثنوی اور دیوان بھی اسکی یادگار ہیں۔

بادشاہ نامہ

شاہجہاں کے عہد کی تاریخ دو حصّوں میں ہے اور ہر حصّہ کا مصنف جداگانہ شخص ہے۔

پہلا حصّہ مقدمہ۔ مقالہ اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔ مقالہ میں شاہجہاں کے دس سالہ حکومت کے حالات مذکور ہیں۔ خاتمہ میں مشہور آدمیوں۔ نامی حکیموں۔ عالموں اور شاعروں وغیرہ کے حالات درج ہیں۔

دوسرا[1] حصہ "عمل صالح" کا خلاصہ ہے۔ اس میں سلہ جلوس تا وفات حالات درج ہیں۔

مصنف حصہ اول محمد امین بن ابو الحسن قزوینی[1] عرف امینا یا امینائی قزوینی ہے۔ پانچویں سنہ جلوس میں ایران سے آکر شاہجہاں کے میر منشی ہو گئے۔ اون کی طرز تحریر کو پسند کر کے بادشاہ نے قزوینی کو تاریخ کی ترتیب کے کام پر مامور کیا۔ اور ترتیب کے بعد بادشاہ موصوف نے اوسکا نام "بادشاہ نامہ" رکھکر دوسری جلد کے مرتب کرنیکا حکم دیا لیکن کسی وجہ سے مصنف کے خدمات محکمہ خبر رسانی میں منتقل ہو گئے اور دوسرا حصہ عمل صالح سے مرتب کیا گیا۔

آثار شاہجہانی یا اخبار جہانگیری

شاہجہاں بادشاہ اور ان کے بزرگوں کی تاریخ تین حصوں میں ہے۔ مقدمہ میں لفظ "بادشاہ" کے معنی اور اوسکے فرائض بیان کئے گئے ہیں۔ حصہ دوم کا نام مطلع ہے۔

---

[1] ایران میں ایک شہر کا نام ہے جو ایک زمانہ تک علم و ہنر کا مرکز رہا ہے۔

حضرت آدم سے لیکر سلسلہ تیموریہ کے حالات سلسلہ بسلسلہ بیان کرتے ہوئے مصنف نے شاہجہاں کے عہد حکومت پر اس حصہ کو ختم کر دیا ہے۔ شاہجہاں کے عہد کو تفصیل کیساتھ بیان کیا گیا ہے۔

حصہ سوم میں خلفاء راشدین اور دوسرے سلطان بادشاہوں کے حالات اور انکی عدل گستری کے واقعات مذکور ہیں۔

مصنف محمد صادق دہلوی "شاہجہاں نامہ" یا طبقات شاہجہانی کا بھی یہی شخص مصنف ہے (حالات ملاحظہ ہوں تحت طبقات شاہجہانی)

صبح صادق

ابتدائے اسلام سے ۱۰۴۸ھ/۱۶۳۸ء تک کے تاریخی حالات کا مجموعہ ہے۔

یہ تاریخ چار حصوں میں تقسیم ہے اور ہر حصہ کی تقسیم مطلعوں میں کی گئی ہے۔

دوسری جلد میں شاہان ہندوستان کا تذکرہ ہے۔ جو شاہجہان بادشاہ کے عہد حکومت پر ختم ہوتا ہے۔

دیباچہ میں مصنف لکھتا ہے کہ اوسنے اس تاریخ کی ترتیب کا
کام ۱۰۴۱ھ / ۱۶۳۱ء میں شروع کرکے ۱۰۴۶ھ / ۱۶۳۶ء کے حالات پر ختم کر دیا ہے۔
اوس میں دسویں صدی تک کے مشاہیر اور نامی مولویوں کا بھی
تذکرہ ہے۔ رسول خدا سے لیکر ہر اسلامی ملک کے بادشاہوں کا
تذکرہ اس تاریخ میں موجود ہے۔ لیکن شاہجہاں کے حالات تفصیل کیساتھ
مذکور ہیں۔

مصنف کے والد مولوی محمد صالح۔ مرزا عبدالرحیم خانخانان کی
سرکار میں ملازم اور سورت میں تعینات تھے۔ اسی جگہ اونکے لڑکے
محمد صادق (مصنف) ۳ شعبان ۱۰۱۸ھ / ۱۶۰۹ء کو پیدا ہوئے۔

محمد صالح کسی وجہ سے ملازمت سے علیحدہ ہو کر ہندوستان میں ...
ہوتے ہوئے۔ الہ آباد پہونچے اور شاہزادہ پرویز کی ملازمت میں
داخل ہو کر وہیں مقیم ہو گئے محمد صادق ہمراہ تھے انھوں نے الہ آباد
اور جونپور کے مشہور یگانہ اوستادوں کے یہاں حاضر ہو کر علم حاصل
کیا۔ اور فارغ التحصیل ہو کر شاہزادہ خرم کے دربار میں پہونچکر
اخبار نویس ہو گئے جب شاہزادہ موصوف بادشاہ ہوا تو اوس نے
مصنف کو صوبہ بنگال میں جاگیر مرحمت کر دی۔ مصنف جونپور اور
دوسرے مشہور مقامات پر قیام کرتا اور مشاہیر سے ملتا ہوا ٹھٹھہ پہونچا۔

اور پٹنہ میں قاسم خاں سے ملاقات ہوگئی جو بنگال کا صوبہ دار مقرر ہوکر
اپنے صوبہ کو جاتے ہوئے پٹنہ میں مقیم تھا۔ ملاقات کے بعد قاسم خاں
مصنف سے مانوس ہوگیا اور اسطرح مصنف قاسم خاں کے ہمراہ جہانگیر نگر
پہونچکر مقیم ہوگیا۔ قاسم خاں کے انتقال کے بعد مصنف کے دوستانہ مراسم
مرحوم کے جانشین اعظم خاں سے ہوگئے لیکن کچھ عرصہ کے بعد
اسلام خاں صوبہ دار ہوکر آئے۔ اور انھوں نے دشمنوں کے
بہکانے سے مشتعل ہوکر مصنف کو قید کردیا شعبان ۱۰۴۸ھ / ۱۶۳۸ء میں رہائی
نصیب ہوئی جس کے بعد مصنف نے بقیہ ایام اطمینان کے ساتھ
اپنی جاگیر پر گذار کر ۱۰۵۵ھ کے بعد انتقال کیا۔ وفات کی صحیح تاریخ و
سال کا پتہ نہیں چلتا۔

عمل صالح

شاہجہانی عہد کی مستند تاریخ دو حصوں میں ہے۔ دیباچہ میں
شاہجہاں بادشاہ کے آبا و اجداد کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔
بادشاہ نامہ کی دوسری جلد اور شاہجہاں نامہ کا چوتھا حصہ اسی
تاریخ (عمل صالح) کے رہین منت ہیں۔ مصنف نے اپنی کتاب

سنہ ۱۰۷۰ھ میں ختم کر دی تھی۔ مگر شاہجہاں کا انتقال سنہ ۱۰۷۶ھ میں ہوا۔ اسلئے سنہ ۱۰۷۰ھ اور وفات کے درمیان میں جو واقعات پیش آئے اون کا اضافہ بعد کو کیا گیا ہے۔

پہلے حصے میں شاہجہاں کے بزرگوں کے حالات سپرد قلم کرنے کے بعد بادشاہ موصوف کی پیدایش۔ شاہزادگی اور تخت نشینی کے حالات تفصیل کیساتھ سال بسال بیان کئے گئے ہیں۔ یہ حصہ نویں سنہ جلوس کے واقعات پر ختم ہو جاتا ہے۔

دوسرا حصہ دسویں سال سنہ جلوس سے شروع ہو کر بادشاہ موصوف کی نظر بندی کے حالات پر ختم ہو جاتا ہے۔ بادشاہ موصوف کی عدالت اور مابعد کے تفصیلی حالات کے علاوہ اس جلد میں مشاہیر زمانہ سادات۔ مشائخ۔ جراح۔ سوانح نگار۔ مشہور شاعروں اور حکیموں کے حالات کا بھی تذکرہ ہے۔ شاہزادوں اور منصب داروں کی بھی فہرست دی گئی ہے۔ اس تاریخ کا دیباچہ بہت مفصل ہے۔

مصنف محمد صالح کمبوہ (شیخ عنایت اللہ لاہوری کا چھوٹا بھائی) میر عبداللہ مشکین قلم کا لڑکا ہے۔

محمد صالح کمبوہ اور محمد صالح کاشفی دو مختلف شخص ہیں۔ آخرالذکر کا انتقال عمل صالح کی ترتیب سے نو سال قبل (سنہ ۱۰۶۱ھ) ہوا۔

اسلئے اس تاریخ کا مصنف کمبوہ ہے نہ کہ محمد صالح کاشفی جیسا کہ اکثر مغالطہ ہو رہا ہے۔ مصنف پانچ صدی منصبدار بھی تھا۔

خلاصۃ التواریخ

آفرینش عالم سے شروع ہو کر اورنگ زیب کے عہد حکومت پہ ختم ہوتی ہے۔ اس تاریخ کا نام عالمگیر نامہ بھی ہے۔ اسکی ترتیب ۱۱۰۷ھ میں ہوئی جو اورنگ زیب کے عہد حکومت کا آخری دور تھا مصنف کی ذاتی واقفیت کیوجہ سے اس تاریخ کو مستند مانا جاتا ہے۔ سیرۃ المتاخرین اور دوسری تاریخوں کا ماخذ بھی بلند پایہ تاریخ ہے اور چونکہ بادشاہ وقت کے اثر اور نگرانی میں مرتب نہیں ہوئی اسلئے اس کے مطالعہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آج سے ڈھائی سو سال قبل ایک ہندو مورخ کے خیالات اورنگ زیب کی بابتہ کیا تھے۔

مصنف نے اپنی تاریخ ستائیس معتبر کتابوں کی مدد سے مرتب کی ہے جیسے مہا بھارت اور راماین بھی ہیں۔ اکثر انگریز مورخین اس دعوی کو تسلیم نہیں کرتے لیکن شبہہ کرنے کی کوئی معقول وجہ بھی نہیں بیان کرتے۔ کیپٹن۔ ایل لیس (CAPT. L. LEES) کی

رائے دوسرے انگریزی مورخین کے خلاف ہے وہ لکھتے ہیں کہ خلاصۃ التواریخ منجملہ اون چند تاریخوں کے ہے جو احتیاط اور عرق ریزی کیساتھ مرتب کی گئی ہیں۔ اسکا ایک نسخہ دارالمصنفین اعظمگڈھ میں بھی موجود ہے۔ حصہ اول میں اقوام ہنود کے حالات انکی روایات اور مختلف ذاتوں کی تفصیل ہے۔ ہندوستان کے صوبوں کا تفصیلی تذکرہ ہے اور راجہ جدہشٹر کے زمانہ سے سلطان سبکتگین کے زمانہ تک جسقدر ہندو راجہ گذرے اونکے عہد حکومت کے حالات مذکور ہیں۔ یہ حصہ سلطان بہلول لودی اور اوس کے جانشینوں کے حالات پر ختم ہوتا ہے۔

دوسرے حصہ میں سلطنت مغلیہ کے حالات اورنگ زیب کے زمانہ تک کے بیان کئے گئے ہیں۔

تیسرے حصہ میں اورنگ زیب اور اوسکے بھائیوں کے درمیان جو خانہ جنگی ہوئی اوسکو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

خاتمہ میں لکھا ہے کہ اورنگ زیب کا انتقال جمعہ کے دن ۲۳ ذالحجہ سنہ ۱۱۱۸ھ کو بانوے ۹۲ سال سترہ دن کی عمر میں ہوا۔ مدت حکومت ۴۹ سال۔ دو مہینہ اور ۲۸ دن۔ مذکورہ بالا سطریں بعد کو اضافہ کی گئی ہیں۔ ایک تہائی کتاب میں ہندو راجاؤں کے حالات

مذکور ہیں۔ پیداوار اور ہندوستان کی جغرافیائی کیفیت کا بھی تذکرہ
سلاطین دہلی کے مختصر حالات ہیں۔ لیکن سلاطین مغلیہ کے حالات
تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔ بابر۔ ہمایوں۔ اکبر اور جہانگیر
حالات زیادہ تفصیل کے ساتھ اور شاہجہاں کے متصل اور سلسلہ کے
درج ہیں۔ ہندوستان کی دوسری خودمختار سلطنتوں کا تذکرہ علیحدہ
نہیں کیا گیا ہے بلکہ شاہان ملتان کے حالات عہد بابری کے سلسلہ
مذکور ہیں۔ مالوہ۔ گجرات۔ کشمیر۔ سندھ۔ بنگال اور دکھن کی سلطنت
حالات اکبر کے عہد حکومت کے سلسلہ میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔
مصنف کا نام منشی سجان رائے۔ پٹیالہ کے رہنے والے
اور ذات کے کھتری تھے۔ ۱۱۲۰ھ میں فوت ہو گئے۔

تاریخ دلکشا

عہد عالمگیری کی مفصل تاریخ ہے۔ دکھن کے واقعات
ترتیب کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔
مصنف منشی بھیم سین لالہ رگھونند داس کے بیٹے
قوم کے کایستھ۔ ولادت برہان پور (۱۰۵۹ھ ۱۶۴۹ء) فارسی زبان پر

پورا عبور تھا۔ چونکہ رگھونند داس کے بھائی لالہ بھگوانداس (دیانت رائے خطاب) عالمگیر کے زمانہ میں دکھن کے دیوان تھے اسلئے مسلمان اور ہندو حکام کے ساتھ بھیم سین کے تعلقات دوستانہ تھے اس نے راؤ دلیپ رائے اور رچھپہ کی رفاقت میں عالمگیری فوج کے ہمراہ دکھن کی لڑائیوں میں خدمات انجام دیئے جسکے صلہ میں راؤ دلیپ تین ہزاری منصبدار ہوئے اور منشی بھیم سین منصب و خطاب سے سرفراز ہوکر نلدرگ کی قلعہ داری پر مامور ہوئے جو اوس زمانہ میں مشکل اور ذمہ داری کا عہدہ تھا۔ منشی موصوف کو اس مقام سے راس کماری تک سفر کرنا پڑا جسکا انھوں نے ایک مختصر مگر دلچسپ سفرنامہ چھوڑا ہے جس میں اوس زمانہ کے طرز حکومت اور طرز معاشرت کے حالات درج ہیں۔ یہ سفرنامہ دکھن کے معاملات کے متعلق نہایت مستند دستاویز ہے اور اسکا ایک مختصر لیکن نادرست انگریزی ترجمہ بھی شایع ہوا ہے جسکا نام "جرنل آف دی بندیلہ آفیسر" ہے۔ ۱۱۲۰ھ مطابق ۱۷۰۸ع میں منشی بھیم سین ملازمت سے کنارہ کش ہوکر برہان پور میں گوشہ نشین ہوئے اور اسی زمانہ میں تاریخ دلکشا مرتب کی۔

عالمگیر نامہ

عالمگیر کی دس سالہ عہد حکومت کی تاریخ ہے جو اُسی انتظام اور اہتمام کیساتھ مرتب کی گئی ہے جس اہتمام کیساتھ اکبر نامہ۔ اقبال نامہ اور بادشاہ نامہ مرتب ہوئے۔ دیباچہ میں عالمگیر کے اوائل عمری کے حالات بھی درج ہیں۔ جب دس سال کے حالات مرتب ہو چکے تو شاہی حکم سے اس تاریخ کی ترتیب کا کام بند کر دیا گیا جسکی وجہ مصنف یہ بیان کرتا ہے کہ عالمگیر کو ترتیب کا یہ طریقہ نامناسب معلوم ہوا اور اوسکے حکم سے سرکاری طور پر تاریخ کی ترتیب کا خیال چھوڑ دیا گیا لیکن عام طور مورخین اور مصنفین پر کوئی قید نہیں لگائی گئی۔ اونکو ہمہ وقت آزادی تھی کہ جس طور پر چاہیں اپنی تاریخ مرتب کریں۔ چنانچہ ایسی تاریخیں مرتب کیگئی ہیں لیکن اونکی ترتیب سے بادشاہ کو کوئی سروکار نہ تھا۔

مصنف محمد کاظم شیرازی۔ والد کا نام منشی محمد امین قزوینی ہے (حالات ملاحظہ ہوں تحت بادشاہ نامہ) انکی قابلیت اور ذہانت دیکھکر تخت نشینی کے پہلے ہی سال عالمگیر نے ان کو اپنا میر منشی مقرر کرکے عالمگیر نامہ کی ترتیب کا کام انکے متعلق کردیا۔

لیکن اس کام کے بند رہ جانے کے بعد مصنف کے سپرد دوسری خدمتیں کردی گئیں جنکی انجام دہی کے علاوہ مصنف دوسری موضوع پر کتابیں تصنیف کرتا رہا اور بالآخر ۱۰۹۲ھ ۱۶۸۱ء میں انتقال کر گیا (ملاحظہ ہو تاریخ تحاری)

فتوحات عالمگیری

عالمگیر کی تخت نشینی سے لیکر ۱۱۰۲ھ تک کے مفصل حالات اس تاریخ میں بیان کئے گئے ہیں جنکو مصنف نے اپنی عینی شہادت کے اعتبار پر مرتب کیا ہے۔ مدح سرائی اور تعلی سے کام نہیں لیا گیا ہے راجپوتانہ اور صوبہ مالوہ کے حالات بالکل صحیح ہیں۔

مصنف پنڈت ایشور داس ہے۔ ناگر برہمن اور پٹن ضلع گجرات کے رہنے والے تھے تیس سال کی عمر تک قاضی شیخ الاسلام پسر قاضی عبد الوہاب کے سامنے زانوے شاگردی تہ کرکے علوم متداولہ حاصل کئے اور پھر شجاعت خان حاکم گجرات کی سفارش سے جودھپور کے امین ہو گئے تھے اور مغل صوبہ اردو کے دیوان بھی رہے ہیں۔

فتوحات عالمگیری

اس تاریخ میں صرف دو سال کے واقعات مصنف نے اپنی ذاتی واقفیت کی بنیاد پر درج کیے ہیں۔

پہلے باب میں بلخ و بدخشان کی فتح کا تذکرہ ہے جس کو شاہجہاں نے فتح کیا تھا۔

دوسرے باب میں داراشکوہ کے قتل کی تفصیل مذکور ہے ایک دوسری جگہ شاہ شجاع اور معظم خان خانخانان کے حالات مذکور ہیں۔ شمالی ہندوستان کے حالات اس تاریخ میں بمقابلہ ایشور داس کی تاریخ کے زیادہ مفصل اور مستند ہیں اس نام کی ایک تاریخ پنڈت ایشور داس نے بھی مرتب کی ہے وہ زیادہ مفصل اور کارآمد ہے۔

اس فتوحات عالمگیری کے مصنف محمد معصوم پسر صالح ہیں۔

خلاصۃ التواریخ یا لب التواریخ

یہ تاریخ ایک دیباچہ اور دس حصوں پر منقسم ہے۔ حالات اختصار کیساتھ مگر دلچسپ پیرایہ میں بیان کیے گئے ہیں۔ اس میں عالمگیر کے ۴۰ سنہ جلوس تک کے حالات درج ہیں۔

پہلے حصہ میں شاہان دہلی کے حالات شہاب الدین محمد غوری سے لیکر عالمگیر کے زمانہ تک مذکور ہیں (۱۱۰۷ھ) اور آریوں کے قدیم زمانہ کے تاریخی حالات بھی درج ہیں۔

دوسرے حصہ سے دسویں حصہ تک۔ شاہان دکھن۔ گجرات۔ مالوہ خاندیش۔ برہانپور۔ بنگال۔ جونپور۔ سندھ۔ ملتان اور کشمیر کی تاریخ تفصیل کے ساتھ درج ہے۔

یہ تاریخ عہد عالمگیری میں مرتب ہوئی۔ دارالمصنفین اعظم گڑھ۔ انڈیا آفس اور اڑیسہ (بہار) کے کتب خانوں میں اسکے نسخے موجود ہیں۔

مصنف منشی سبحان رائے بن داس بہادر شاہی پٹیالہ (پنجاب) کے رہنے والے۔ انکے والد رائے بہارامل شاہزادہ داراشکوہ کی سرکار میں دیوان تھے۔ رائے بہارامل کے بعد مصنف بھی عالمگیری اور بہادر شاہی عہد میں دیوان کے عہدہ پر سرفراز رہا اور ۱۰۹۸ھ کی جنگ گولکنڈہ میں

شاہزادہ معظم کا شریک کار رہکر مورد تحسین ہوا۔ بہادر شاہ کے زمانہ میں اوسکو کافی رسوخ تھا۔ تاریخ وفات نہیں معلوم ہوسکی۔

مرات العالم (آئینہ بخت)

اسلامی دنیا کی ایک بلند مرتبہ تاریخ ہے جو انبیائے علیہم السلام کے حالات سے شروع ہو کر اورنگ زیب کے سالانہ جلوس پر ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن ۱۰۹۴ھ کے کچھ تاریخی واقعات اسمیں بعد کو بھی اضافہ کئے گئے ہیں۔ یہ تاریخ "تاریخ مرآت جہاں نما" کا خلاصہ ہے۔

کتاب ایک مقدمہ اور سات آرائش (فصل) پر مشتمل ہے آرائش کو نمایش اور نمود (فصل) پر تقسیم کیا گیا ہے۔

آرائش اول میں پیغمبروں اور ریشا اور فارس کے بادشاہوں کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔

آرائش دوم میں پیغمبر علیہ السلام۔ آپکی طرز معاشرت معجزات ازواج مطہرات اور اولاد کا تذکرہ ہے۔ اور اسی آرائش میں خلفائے راشدین۔ دوازدہ امام اور عشرہ مبشرہ کے حالات بھی بیان کئے گئے ہیں۔ مشاہیر صوفیائے کرام اور ائمہ مجتہدین کا

تذکرہ بھی اسی آرائش میں درج ہے۔

آرائش سوم دنیائے اسلام کے بادشاہوں کی تاریخ ہے۔

آرائش چہارم کو پانچ نمائشوں میں تقسیم کرکے اس ملک کے سلاطین صفویہ سلطان حسن وغیرہ کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔

آرائش پنجم میں اہل ہند کے مذہبوں اور راجاؤں کے حالات کا تذکرہ ہے۔ اس آرائش میں فتوحات اسلام کا ذکر کرتے ہیں۔ اسکو نو نمائشوں میں تقسیم کرکے پہلی نمائش میں شاہان دہلی کے حالات شہاب الدین غوری سے لیکر ابراہیم لودی تک بیان کئے گئے ہیں۔ اور باقی آٹھ نمائشوں میں شاہان دکھن۔ گجرات۔ حکمرانان ٹھٹھہ۔ شاہان بنگال۔ مالوہ۔ خاندیش۔ جونپور۔ اور کشمیر کے حالات مذکور ہیں۔

آرائش ششم میں ظہیر الدین محمد بابر سے لیکر شہاب الدین محمد شاہجہان تک کے حالات درج ہیں۔

آرائش ہفتم میں اورنگ زیب کی پیدائش سے لیکر اسکی تخت نشینی اور عہد حکومت کے دس سال تک کے حالات بیان کرنے کے بعد بادشاہ موصوف کے عہد سلطنت کے حدود اربعہ بیان کئے گئے ہیں۔ اسی حصہ میں عالمگیری عہد کے مشہور آدمیوں اور

اکبر کے زمانہ سے لیکر اورنگ زیب کے زمانہ تک کے علمائے کرام کا تذکرہ ہے۔

اسکے بعد کے آرائشوں میں عجوبہ روزگار چیزوں اور ایرانی شاعروں کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔

مصنف مولوی محمد شفیع (خواہر زادہ محمد بقا سہارنپوری) کا دعوی ہے کہ یہ تاریخ اونکے ماموں کی مرتب کی ہوئی ہے جس کو ترتیب دیکر اونھوں نے اپنے دوست افتخار خاں (بختاور خاں) کے نذر کر دی لیکن آخر الذکر اسکی تصنیف کا سہرا اپنے سر باندھتے ہیں۔ میں دونوں کے حالات لکھکر فیصلہ ناظرین پر چھوڑتا ہوں۔

(۱) مصنف بختاور خاں تخت نشین ہونے کے بعد اورنگ زیب نے اونکو "خان" کے خطاب سے سرفراز فرماکر ۱۰ سنہ جلوس میں ایکہزاری منصب اور ۱۳ سنہ جلوس میں افتخار خاں کا خطاب مرحمت فرماکر داروغہ خواصان کے عہدہ پر مقرر کر دیا۔ اونکا انتقال بمطابق ۱۰۹۶ھ ۱۶۸۴ء میں ہوا۔ اورنگ زیب نے خود نماز جنازہ پڑھائی انتقال کے وقت بختاور خاں سہ ہزاری منصبدار اور "امیر سامان" کے عہدہ پر مامور تھے۔ افتخار خان دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ اون کو اوائل عمری سے تاریخ کے مطالعہ کا شوق تھا۔ اسلئے جب موقع ہاتھ آیا

اور سامان فراہم ہوگیا اونھوں نے یہ تاریخ ([illegible]) مرتب کرکے
اوسکا نام "آئینہ بخت" رکھا۔ بختاور خاں دعویدار ہیں کہ وہ کتب کثیرہ کے
مصنف ہیں اور ان میں چند کے نام بھی درج کر دیے ہیں۔ مصنف نے
ایک موقعہ پر لکھا ہے کہ اس تاریخ کی ترتیب میں وہ اپنے دوست
محمد بقا سہارنپوری کے رہین منت ہیں۔

(۳) مولوی شیخ محمد بقا حضرت خواجہ عبداللہ احراری کی اولاد میں
تھے۔ اونکے مورث اعلیٰ (مولانا ضیاء الدین) فیروز شاہ بادشاہ کے
زمانہ میں ہرات سے آکر ملتان کے صوبہ دار ہوگئے۔ کچھ زمانہ کے بعد
بادشاہ نے انکی جانفشانی اور دیانت داری دیکھکر "مالک مردان
دوست" کا خطاب عطا فرمایا۔ مولانا ضیاء الدین کی اولاد سہارنپور
آکر آباد ہوئی اور اسی جگہ مولوی شیخ محمد (۱۰۴۳ھ) پیدا ہوئے۔
ابتدائی تعلیم اپنے والد شیخ محمد سے حاصل کرنیکے بعد شیخ محمد بقا سرہند گئے
اور شیخ عبداللہ عرف میاں حضرت سے علوم متداولہ حاصل کیے
اور یہیں اونکی ملاقات شیخ نورالحق صاحب دہلوی سے ہوگئی
جو ہندوستان کے مشہور محدث مولانا عبدالحق دہلوی کے صاحبزادے
تھے (مولوی عبدالحق کا انتقال ۱۰۵۲ھ میں ہوا) علم حدیث کی سند
محدث دہلوی (شیخ نورالحق) سے حاصل کرنے کے بعد محمد بقا نے

شیخ معصوم سرہندی کے ہاتھ پر بیعت کی اور گوشہ نشین ہوکر عبادت اور ریاضت میں مصروف ہوگئے۔

عالمگیر کے سنہ ۱۳ جلوس میں بختاور خاں (افتخار خاں) نے بقا کو یاد کیا۔ اصرار کے بعد وہ دربار شاہی میں پہونچکر ایک معزز عہدہ پر سرفراز ہوگئے۔ چونکہ اورنگ زیب انکا بہت احترام کرتا تھا اسلئے یہ عہدہ اونکی ریاضت میں مخل نہوا اور وہ بدستور گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتے رہے اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ برابر جاری رکھا۔ آخر زمانہ میں وہ سرکار سہارنپور کے افسر اعلیٰ بھی ہوگئے تھے اور یہیں اونکا سنہ ۱۰۹۴ھ / ۱۶۸۳ء میں انتقال ہوا۔ اونھوں نے موضع بقا پورہ آباد کرکے اسمیں ایک باغ لگوایا اور مسجد بنوائی جو سنہ ۱۰۸۴ھ میں تکمیل کو پہونچی۔ بقا مرحوم بہت سی کتابوں کے مصنف تھے لیکن انہی کتابوں کی تصنیف کے بختاور خاں بھی دعویدار ہیں۔ مولوی محمد شفیع نے شیخ محمد بقا کی سوانح عمری میں صاف لفظوں میں لکھدیا ہے کہ یہ تاریخ بقا نے اپنے دوست بختاور خاں (افتخار خاں) کی فرمایش سے لکھکر اونکے نام سے منسوب کردی تھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مرآت جہاں نما

مضامین اور واقعات کے اعتبار سے تاریخ آئینہ بخت اسکا ایک صحیح اور مستند خلاصہ ہے۔ اسمیں وہ تمام واقعات اضافہ کر دیئے گئے ہیں جو آئینہ بخت میں بیان کرنے سے رہ گئے تھے۔ مرآت جہاں نما عالمگیر کے زمانہ میں مرتب ہوئی جسمیں ۱۰۹۵ھ تک کے واقعات درج ہیں یہ تاریخ ایک دیباچہ سات آرائش (فصل) اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔ اسکی ساتویں آرائش میں عالمگیر بادشاہ کی اوائل عمری سے لیکر تخت نشینی تک کے اور پھر دس سالہ حکومت کے حالات تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں اور ساتھ ہی عالمگیری عہد کے مصنفین وغیرہ کے بھی حالات تحریر ہیں اور سلطنت کے حدود اربعہ بھی۔

مصنف:۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مرآت عالم کی تصنیف کے بختاور خاں (افتخار خاں) دعویدار ہیں لیکن مولوی محمد شفیع نے حیات بقائی کے دیباچہ میں اس دعوی کی تردید کر کے لکھدیا ہے کہ تاریخ مرات العالم مرتب کرنیکے بعد بقا نے بختاور خاں کے نذر کر دی تھی اب مرآت جہاں کی تصنیف کے بابتہ مولوی محمد شفیع (خواہر زادہ بقا)

اور مولوی محمد رضا (برادر بقا) کے دعووں کو ملاحظہ فرمائیے۔
مولوی محمد شفیع لکھتے ہیں کہ بقا مرحوم کے انتقال کے بعد اون کو
اس تاریخ کا ایک بے ترتیب اور غیر مکمل مسودہ مرحوم کے
کاغذات میں ملا اور اوسکو ترتیب دیکر محمد شفیع نے ۱۰۹۵ھ میں
اس تاریخ کی اشاعت کردی۔ جس سال یہ کتاب مکمل ہوئی
وہی سال بقا و رضا کے انتقال کا بھی ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ
اسکے مصنف بھی مولوی شیخ محمد بقا ہیں۔ اور تاریخ کی ترتیب
دینے والے اور اشاعت کرنے والے اون کے ہمشیرزادہ
محمد شفیع سہارنپوری۔ لیکن بقا مرحوم کے چھوٹے بھائی مولوی
محمد رضا کو دعویٰ ہے کہ اونکو اس تاریخ کا مسودہ بقا مرحوم کے
بستہ میں ملا۔ مسودہ بے ترتیب تھا۔ حضرت آدمؑ سے لیکر
محمد صلعم تک کے حالات یا تو مرتب نہیں ہوسکے یا ضائع ہوگئے تھے
اسلئے مسودہ کو ترتیب دیکر اور حالات مندرجہ بالا اضافہ کرکے
اونھوں نے تاریخ مرتب کردی۔ یہاں بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ
ایسی بلند پایہ تاریخ کے مصنف مولوی شیخ محمد بقا سہارنپوری ہیں۔
ترتیب دینے والے خواہ مولوی محمد شفیع ہوں خواہ مولوی محمد رضا۔

مآثر عالمگیری

مصنف نے اورنگ زیب کے چالیس سالہ عہد حکومت کے
حالات سال بسال ۱۰۷۸ھ (۱۶۶۷ء) سے ۱۱۱۸ھ (۱۷۰۶ء) تک ترتیب دینے کے بعد
بادشاہ موصوف کے ابتدائی دس سالہ عہد حکومت کے حالات
"عالمگیر نامہ" سے لیکر عالمگیر کے عہد کی ایک مکمل تاریخ تیار
کردی ہے۔ دیباچہ میں مصنف لکھتا ہے کہ مرزا محمد کاظم نے
عالمگیر نامہ میں صرف دس سال کے حالات لکھکر ترتیب کا کام
بند کردیا تھا لیکن بہادر شاہ کے زمانہ میں مصنف نے ۱۰۷۸ھ سے
۱۱۱۸ھ تک کے حالات سال بسال لکھکر (۱۱۲۲ھ) کتاب ختم کردی۔
مصنف یہ بھی لکھتا ہے کہ چالیس سالہ واقعات جو اُسنے سپرد قلم
کئے ہیں اوسکی صحت کا وہ ذمہ دار ہے۔

مصنف کا نام محمد ساقی مستعد خان ہے۔
اونکے والد کا نام مولوی عنایت اللہ ہے۔ جو اورنگ زیب کے
معتبر میر منشی اور وزیر تھے۔

فتحیہ عبریہ یا عبریہ

اورنگ زیب کے چوتھے اور پانچویں سنہ جلوس میں جو حملہ خانخانان میر محمد (میر جملہ) نے۔ ملک آسام اور کوچ بہار پر کیا تھا اوسکے مفصل واقعات اس کتاب میں بیان کیئے گئے ہیں اور ساتھ ہی وہاں کے باشندوں کے رسم و رواج اور اوس ملک کے دوسری ضروری باتوں کا بھی تذکرہ ہے۔ کتاب ایک مقدمہ اور دو مقالوں پر تقسیم ہے۔

مقدمہ میں فوج کی روانگی اور حملہ کا ذکر ہے۔ مقالہ اول میں لڑائین اور کوچ بہار کی لڑائیوں کا ذکر اور مہم کی تفصیلات ہیں۔ مقالہ دوم میں ملک آسام کی فتح کی تفصیل ہے۔ یہ کتاب تاریخ آسام فتح عبریہ تاریخ عجیبیہ عبریہ اور تاریخ ملک آسام کے ناموں سے بھی مشہور ہے۔

میر جملہ کا انتقال دریا مین خضرپور سے دو کوس کے فاصلہ پہ ۲ رمضان المبارک ۱۰۷۳ھ/۱۶۶۳ کو ہوا۔ اونکی اچانک موت کی وجہ سے اس مہم سے وہ نتائج مرتب نہو سکے جن کے لئے مہم روانہ کی گئی تھی۔ تاریخ وفات "مسند آرائی بہشت" ہوئی۔

مصنف کا نام ابن ولی محمد ہے جو شہاب الدین طالش کے نام سے بھی مشہور رہیں اور خانخانان میر جملہ کے معتبر امیروں میں ہونے کی وجہ سے وہ خاص طور پر اس مہم میں شریک کیے گئے تھے۔

تاریخ مفصلی

ابتدائے آفرینش سے ۱۰۷۷ھ تک کے حالات اس میں درج ہیں۔ جو اورنگ زیب کے عہد حکومت کا دسواں سال ہے۔ اسکے بعد سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے فرخ سیر کے عہد حکومت پہ تاریخ ختم کر دی گئی ہے۔ تاریخ سات مقالوں (فصلوں) پر تقسیم ہے۔ چھٹی اور ساتویں فصلوں میں شاہان ہندوستان کے حالات ہیں۔ مصنف نے شاہجہاں کی علالت اور اسکے بیٹوں کی لڑائیوں کی تفصیل بلا رو رعایت درج کر دی ہے۔ شاہجہاں کی بیماری کے سلسلہ میں جو بد امنی تمام ملک میں پھیل گئی تھی اوسکا بھی تذکرہ ہے۔ آسام کی فتح کے سلسلہ میں مصنف لکھتا ہے کہ جب فتح کی خوشخبری گیا تھا ہی میر جملہ نے ملک آسام کی معدنیات وغیرہ کی بابت عرضی بھیجی تو عالمگیر نے خوش ہو کر ایک کروڑ درہم انعام دیکر خلعت

مرمت فرمایا اور طوغہ اور علم سے سرفراز کرکے میر جملہ کا اعزاز بہت اونچا کر دیا۔

مصنف لامعلوم۔

تذکرۃ الامرا

اکبری دور سے بہادر شاہی دور تک ہندو اور مسلمان امیروں کے حالات کا یہ کتاب بہترین مجموعہ ہے۔ ترتیب کا کام ۱۱۸۴ھ میں شروع کیا گیا۔ خاتمہ کے سال کا پتہ نہیں شاہی۔ روزنامچوں وغیرہ کی مدد سے یہ تذکرہ مرتب کیا گیا ہے۔ مصنف نے عالمگیر بادشاہ کا تذکرہ جس محنت سے لفظوں میں کیا ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

مصنف لالہ کیول رام۔ رائے کا خطاب تھا۔ والد کا نام راجہ رگھو ناتھ داس اگروال ہے۔ قصبہ کاسنا ضلع بلند شہر کے رہنے والے تھے۔ شاہی زمانہ میں اس خاندان کی بڑی عزت اور توقیر تھی۔ لیکن سلطنت مغلیہ کے ساتھ ساتھ اس خاندان پہ بھی زوال آیا۔ قصبہ کاسنا میں اس خاندان کے واقف کار بھی اب

دستیاب نہ ہوسکے بدقت تمام اسقدر پتہ چل سکا کہ اس خاندان کے ایک بزرگ فی زمانہ ملک متحدہ کے کسی ضلع میں تحصیلدار ہیں۔

منتخب اللباب

یہ تاریخ لب لباب اور تاریخ خافی خاں (خفیہ خان) کے ناموں سے بھی مشہور ہے۔ اسمیں بابر شاہ سے لیکر محمد شاہ کے زمانہ تک کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ تاریخ ۱۱۴۳ھ (محمد شاہی زمانہ) میں شایع ہوئی۔ یوں تو اس تاریخ میں سلطنت مغلیہ کے تمامی بادشاہوں کے حالات تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔ لیکن عالمگیر کے عہد کو مصنف نے زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ انگریز مورخین کے یہاں یہ کتاب بہت ہی بلند مرتبہ اور مستند ہے۔ اور عالمگیر کے عہد کی بابت تو اونکا ایمان ہے کہ اس تاریخ سے زیادہ مستند اور معتبر کوئی دوسری تاریخ مرتب ہی نہیں ہوئی۔

دیباچہ میں مصنف لکھتا ہے کہ اوس نے محمد شاہ کے عہد حکومت میں (سنہ ۱۱۴۳ھ / ۱۷۳۱ء) یہ تاریخ مکمل کر دی۔ لیکن محمد شاہ

سلہ۔ عالمگیر کی وفات کے پچیس سال بعد۔

۱۱۳۱ھ میں تخت نشین ہوا۔ اسلئے تکمیل کا سال کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔

مصنف دعویدار ہے کہ ترسٹھ سال کے حالات اپنی ذاتی واقفیت کے بھروسہ پہ اور باقی چھان بین کے بعد درج کئے ہیں۔

ایک انگریز مصنف کا خیال ہے اور اوسکی تقلید میں علم تاریخ کے ایک مشہور ہندوستانی پروفیسر نے بھی لکھا ہے کہ اورنگ زیب نے اپنے عہد میں تاریخ لکھنے کی ممانعت کر دی تھی۔ مگر مصنف یہ تاریخ خفیہ طور پہ مرتب کرتا رہا اور جب محمد شاہ کے عہد میں اوس نے کتاب مشتہر کی تو بادشاہ موصوف نے مصنف کو خفیہ خان کا خطاب مرحمت فرماکر اوسکی حوصلہ افزائی فرمائی۔

دوسرے انگریزی[۱] مورخین کا قول ہے کہ اگر مصنف اورنگ زیب کی وفات کے دو ایک سال بعد تک تاریخ پوشیدہ رکھتا تو مضائقہ نہ تھا لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ اوسنے اورنگ زیب کے وفات کے ۲۵ سال بعد تک کیوں کتاب کو پوشیدہ رکھا اور جسطرح تاریخ بدایونی جہانگیر کے زمانہ میں عام کر دی گئی تھی کیوں مصنف نے اپنی تاریخ بہادر شاہ کے عہد میں مشتہر نہیں کر دی اگر مصنف کو بہادر شاہ[۲] کا

---

[۱]۔ ایلیٹ جلد ۷ ص ۲۰۷ لغایۃ ۲۱۰
[۲] اورنگ زیب پر ایک سرسری نظر (مولانا شبلی نعمانی مرحوم)

ڈر تھا تو یہ عذر بھی مہمل ہے۔ اسلئے کہ نعمت خان عالی کی کتاب (وقائع نعمت خان عالی) جسکو عالمگیر کا ہجو نامہ کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔ اسی بادشاہ کے زمانہ میں علانیہ درس میں داخل ہوکر پڑھائی گئی اور بہادر شاہ معترض نہوا جب بلند حوصلہ جانشین اسقدر فیاض اور روادار تھا تو خافی خان کا اوس زمانہ میں اپنی تاریخ مشتہر نہ کرنا سمجھ میں نہیں آتا۔ دیباچہ میں خود مصنف لکھتا ہے کہ اوسنے تاریخ کی ترتیب کا کام عالمگیر کے مرنے کے بعد شروع کیا۔ اس دعوی کو صحیح یا درنہ کرنیکی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی ہم اس دعوی کو مستند اور معتبر مانتے ہوئے توجہ دلاتے ہیں کہ کتاب میں ہر موقعہ پہ جہاں اورنگ زیب کا ذکر آگیا ہے مصنف نے اس بادشاہ کو خلد مکانی کے لقب سے یاد کیا ہے۔ اگر تاریخ خفیہ طور پر اسکی زندگی میں مرتب کی جاتی (جیسکا اب دعوی کیا جاتا ہے) تو مصنف دیوانہ اور فاترالعقل تو نہ تھا کہ "زندہ شخص" کو مرحوم یا ہم معنی لفظوں یاد کرتا۔ چلیئے اس طور پہ اس دعوی کی تردید مصنف کے بیان سے ہو جاتی ہے کہ تاریخ نہ تو اورنگ زیب کے زمانہ میں مرتب ہوئی اور نہ پچیس سال تک خفیہ رکھنے کے بعد مشتہر کی گئی۔

مصنف محمد ہاشم علیخاں۔ تاریخی دنیا میں خافی خان کے نام سے زیادہ مشہور ہیں اونکے والد خواجہ میر شاہزادہ مراد کی سرکار میں ایک معزز عہدہ پر تعینات رہے اور جب شاہزادہ گوالیار کے قلعہ میں محبوس کیا گیا تو خواجہ میر نے ایک ناکام کوشش شاہزادہ کو خفیہ طور پر قلعہ سے نکال لیجانیکی بھی کی تھی۔ خواجہ موصوف کے مرنے کے بعد عالمگیر نے محمد ہاشم علیخاں کو پرورش کیا (مشتبہ ہے) جب فرخ سیر کا زمانہ آیا تو اونکے وزیر نظام الملک نے ہاشم علیخاں کو دیوان مقرر کیا اور محمد شاہی دور میں خافی خان کے خطاب سے سرفراز کیے گئے۔ مسکن خواف (ملک ایران)

واقعات عالمگیر

اس کتاب میں عالمگیر کی ولادت۔ شاہزادگی تخت نشینی کے حالات بیان کرنے کے بعد شاہجہاں کی وفات پر تاریخ ختم کردی گئی ہے۔

مصنف امیر خان ہیں۔

واقعات عالمگیر

اس تاریخ میں عالمگیر کے عہد حکومت کے حالات ۱۰۶۸ھ سے ۱۰۷۰ھ تک بیان کئے گئے ہیں اسکے دوسرے نام حالات "عالمگیری" "ظفر نامہ عالمگیری" "اقبال نامہ عالمگیری" "تاریخ عالمگیری" اورنگ زیب نامہ بھی ہیں۔

مصنف نواب عاقل خاں خوافی رازی عالمگیری۔ خواف کے رہنے والے تھے جو خراسان کا ایک مشہور اور مردم خیز شہر ہے۔ عالمگیر کے زمانہ میں معزز عہدوں پر مامور رہ کر ۱۱۰۸ھ / ۱۶۹۶ء میں انتقال کر گئے۔ چونکہ شاہ برہان الدین رازی علیہ الرحمۃ سے (مدفن خلد آباد۔ ریاست حیدرآباد دکن) بیعت تھی اس مناسبت سے رازی تخلص کرتے تھے۔

تاریخ عالمگیر

"روزنامچہ" اور "تاریخ تذکرہ معتمد خاں" کے ناموں سے بھی تاریخ مشہور ہے۔

مصنف نے بجائے کتاب کے نام لکھنے کے اکثر موقعوں پر راقم اپنی "عبرت نامہ" لکھا ہے جسکی وجہ سے انگریز مصنفین کو مغالطہ ہوگیا اور انھوں نے اس تاریخ کا نام ہی "عبرت نامہ" رکھدیا جو مقبول ہوکر مشہور ہوگیا۔ یہ کتاب ایک خونی داستان ہے جسکے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت مغلیہ کے سرسبز اور شاداب باغ کو کس طور سے اور کس بیدردی کے ساتھ سلطنت کے پروردہ امیروں نے برباد کردیا اس تاریخ میں سنہ ۱۱۱۸ھ سے لیکر فرخ سیر کے زمانہ تک کے حالات سلسلہ وار بقید سال دیئے گئے ہیں۔ دیباچہ میں مصنف لکھتا ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر کی ملازمت میں داخل ہونے کے بعد ہی اوسنے اپنا روزنامچہ مرتب کرنا شروع کیا اور فرخ سیر کے زمانہ تک برابر مرتب کرتا رہا۔ یہ تاریخ گویا مصنف کا روزنامچہ ہے جسکو مستند اور معتبر سمجھنا چاہیئے چونکہ سلطنت مغلیہ کا یہ دور بہت مشہور ہے اسلیئے کچھ اقتباس ترتیب وار درج ہے سنہ ۱۱۱۶ھ معتمد خاں کی وفات (مصنف کے والد تھے)

سنہ ۱۱۱۸ھ حضرت عالمگیر کی وفات۔ محمد اعظم شاہ کی دکھن میں تخت نشینی اور شمالی ہند پر فوج کشی۔

سنہ ۱۱۱۹ھ۔ جاجئو (نواح اکبرآباد) میں اعظم شاہ اور بڑے بھائی

معظم شاہ (بہادر شاہ) کا مقابلہ۔ شاہزادہ اعظم شاہ کی شکست اور موت۔

۱۱۲۰ھ۔ شاہزادہ کام بخش اور بہادر شاہ کے درمیان دکھن میں لڑائی نومفتوحہ ملک میں بغاوت کی علامتیں نمودار ہوئیں۔

۱۱۲۲ھ۔ شاہ عالم بہادر شاہ کی وفات اور دوسرے مشہور واقعات۔

۱۱۲۴-۲۵ھ۔ شاہزادہ عظیم الشان اور جہاندار شاہ کے درمیان میں لڑائیاں۔

ذوالفقار خاں نصرت جنگ (عالمگیری سپہ سالار) کے مکر و فریب کی داستان بہت سے شاہزادوں کے قتل کے بعد نصرت جنگ کی مدد سے جہاندار شاہ کا تخت نشین ہونا اور بادشاہ موصوف کے حکم سے نواب مخلص خاں (عالمگیری) [illegible] شہزادوں اور امیروں کی گرفتاریاں اور سزائے قید۔ شاہزادہ کریم الشان کا جلوس کے ساتھ دار السلطنت میں (شاہجہاں آباد) داخلہ۔ فرخ سیر پسر عظیم الشان کا حملہ اور اعزالدین پسر جہاندار شاہ کا خواجہ حسن خان دوران خان کی معیت میں مقابلہ میں جا کر شکست پانا۔ یہاں بھی آزمودہ کار فوجی افسروں کی جانوں کا نقصان۔ فرخ سیر کا دہلی پر حملہ۔ جہاندار شاہ کا

امیر الامرا ذوالفقار خاں اور خان جہاں وغیرہ امیروں کو بیکر مقابلہ کے لئے جانا اور میدان جنگ میں اپنے ہاتھوں خود ہی ذلیل ہو کر قتل ہونا۔ امیر الامرا ذوالفقار خان نصرت جنگ کا قتل اور مدارالمہام (عالمگیری) نواب عمدۃ الملک اسد خان (فدوی خاں) کی ذلت اور خواری۔ فرخ سیر کا دہلی میں داخلہ اور تخت نشینی۔

۱۱۲۵ھ شیخ قدرت اللہ الہ آبادی کو معظم خاں خانخانان کا بلا حکم شاہی قتل کرا دینا۔

۱۱۲۷ھ۔ امیر الامرا سید حسین علی کا نائب ہو کر دکھن سے براہ راجپوتانہ دہلی واپس ہوتے ہوئے چتور پہونچکر مرزا راجہ اجیت سنگہ پسر راجہ جسونت سنگہ والئی جودھپور کی لڑکی کے ساتھ بادشاہ کے عقد کی تجویز و پیش بعدہ نواب شایستہ خان کا راج کماری کو لاکر حرم سرائے شاہی میں داخل کرنا۔ عبد الصمد خاں صوبہ دار پنجاب کے ہاتھوں گورو گوبند جی کی شکست اور گرفتاری۔

۱۱۲۸ھ۔ نو دنمیں میر جملہ معظم خاں خانخانان کا یلغار کر کے پٹنہ سے دہلی پہونچنا۔ سید شجاعت خاں بارہ کا ایک کلاونت بچہ کے ہاتھوں سے قتل۔ مہاراج ادھیراج مرزا راجہ جے سنگہ سوائی کچھواہا کا قدمبوسی کیلئے دہلی حاضر آنا۔ خواجہ محمد باسط اور انکے والد خواجہ خضر کے

حالات - چورامن جاٹ کی سرکوبی کے لئے مرزا راجہ کی اموری -
۱۱۲۹ھ - عام حالات - مکرم خان اور اونکے والد نواب میر خان (عالمگیری سپہ سالار) کے حالات - نواب عنایت اللہ خان کشمیری کے حالات اور میر جملہ کی عداوت کیوجہ سے انکے لڑکے رشید خان کا قتل - سید امیر خان عالمگیری (عبد الکریم) کا حسب الطلب آگرہ سے دہلی حاضر ہونا -

۱۱۳۰ھ محمد مراد کشمیری کے حالات جلال خان روہیلہ کے مال و متاع کی ضبطی کے لئے مصنف تاریخ ہذا کی اموری - وزیر سلطنت سید حسن علیخان عبد اللہ خان قطب الملک بہادر یار وفادار ظفر جنگ اور فرخ سیر بادشاہ کے درمیان ناچاقی اور وزیر کے قتل کردینے کی تدابیر - میر جملہ معظم خان کے قصور کی معافی اور ان کا "ترخان" کے خطاب سے سرفراز ہونا اس خطاب سے زیادہ بلند مرتبہ خطاب سلطنت تیموریہ میں نہ تھا -

۱۱۳۱ھ - عام حالات - ناصر خان بہادر صوبہ دار کابل کی وفات - اسکے حالات - مصنف تاریخ ہذا کا صوبہ دار پنجاب ہوکر

سلہ تھانہ بھون اور قصبہ دیوبند کے متصل دہلی سے پچاس کوس کے فاصلہ پر

[illegible]

روانہ ہونا۔ فرخ سیر کی معزولی - بادشاہ گروں (سید حسن علی اور
سید حسین علی) کا رفیع الدرجات پسر شاہزادہ رفیع الشان کو
تخت نشین کرنا۔

مصنف مرزا محمد۔ مرزا رستم معتمد خاں پسر دیانت خاں کے بیٹے اور محمد بخش آشوب (مصنف تاریخ محمد شاہی[1]) کے استاد اور ماموں تھے۔ انکے مورث مرزا قباد بیگ قندہار سے ہندوستان آکر شاہی ملازمت میں داخل ہوئے (وفات ۱۰۸۳ھ / ۱۶۷۲ء مدفن دہلی) مصنف کے والد اورنگ زیب کے زمانہ میں ایک معزز فوجی عہدہ پر مامور رہکر ۱۸ر جمادی الآخر ۱۱۱۷ھ / ۱۷۰۵ء یوم دوشنبہ کو دیوالپور[2] کی لڑائی میں مارے گئے۔ مصنف ۱۷ر جمادی الثانی ۱۰۹۸ھ یوم جمعہ کو بمقام جلال آباد (کابل) پیدا ہوا اور اپنے والد کی زندگی میں ہندوستان آکر نواب روح اللہ خان کے ذریعہ سے شاہی دربار میں پیش ہوکر (۲۵ر جمادی الثانی ۱۱۱۵ھ

---

[1] محمد شاہ بادشاہ کے عہد کی مفصل تاریخ ہے اور اسکے مصنف نے بادشاہ موصوف کی سوانح عمری بھی مرتب کی ہے۔

[2] داکن کھیڑہ (دکھن) سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں عالمگیر کا مقابلہ مرہٹوں نے جم کر کیا اور آخر میں شکست پاکر بھاگ کھڑے ہوئے۔ انتقال کے وقت معتمد خاں کی عمر ۵۴ سال کی تھی۔

پشتینی نمک خوار ہونے کی وجہ سے ڈیڑھ صدی منصب پر سرفراز
اپنے روزنامچہ یا تاریخ کی ترتیب کے کام میں مصروف ہو گیا۔

اورنگ زیب کے عہد کی تاریخ

سنہ ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۷ء کے واقعات سے شروع ہو کر یہ تاریخ اورنگ زیب کی وفات پر ختم ہوئی ہے۔ بھائیوں کے درمیان میں جو لڑائیاں ہوئیں اونکو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اکثر مقامات پر اس تاریخ اور منتخب اللباب کا توارد ہو گیا ہے اور گمان ہوتا ہے کہ یا تو منتخب اللباب اسکی نقل ہے اور یا یہ منتخب اللباب کی۔

مصنف کا نام لامعلوم۔

تاریخ شجاعی

اورنگ زیب کی تخت نشینی کے قبل اور اوس کے بعد جو لڑائیاں شاہزادہ شجاع نے لڑیں اونکو تفصیل کے ساتھ اس تاریخ میں بیان کیا گیا ہے۔ کتاب سنہ ۱۰۷۰ھ میں مرتب ہوئی۔

مصنف کا نام میر محمد معصوم بن صالح ہے۔ فتوحات عالمگیری کا بھی یہی مصنف ہے۔ دیباچہ میں لکھتا ہے کہ شاہزادہ شجاع کی سرکار میں ۲۴ سال خدمت انجام دینے کے بعد مصنف ۱۰۷۱ھ میں اپنے وطن قصبہ مالدہ (بنگال) واپس آیا اور تین سال کے اندر جو واقعات پیش آئے تھے اونکو تاریخ کی شکل میں ترتیب دینے کے بعد شایع کر دیا۔ مصنف خود شاہزادہ شجاع کا ملازم تھا اور اسکا برادر نسبتی محمد۔ شاہزادہ سپہر شکوہ کی سرکار میں بخشی تھا اور پھر شاہزادہ سلطان کی سرکار میں ملازم ہو گیا۔ مصنف نے ٹانڈہ کی لڑائی کے حالات پر یہ تاریخ ختم کر دی ہے شجاع کے واقعات اور پیالہ کے حالات مستند ہیں۔

تاریخ شجاعی اور فتوحات عالمگیری۔ اورنگ زیب کے عہد کی تاریخیں ہیں۔ تاریخ شجاعی میں شاہجہاں کی علالت اور چاروں بھائیوں کی خانہ جنگی کو مصنف نے درد انگیز لفظوں میں بیان کیا ہے

ہفت گلشن

زمانہ سلف سے بابر تک کے حالات اسمیں درج ہیں۔

یہ تاریخ ۱۱۳۲ھ مطابق ۱۷۱۹ع میں مرتب ہوئی جو محمد شاہ کے جلوس کا دوسرا سال ہے۔ اس تاریخ کی دوسری جلد مرتب کرنے کے بعد مصنف نے اوسکا نام تذکرہ سلاطین چغتائیہ رکھا ہے جسمیں ہمایوں سے لیکر محمد شاہ کے چھٹے سنہ جلوس تک کے حالات مذکور ہیں۔ (۱۱۳۷ھ)

ہفت گلشن کو سات فصلوں پر تقسیم کرکے اون کو گلبنوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلا حصہ تین گلبنوں میں تقسیم ہے۔ پہلے گلبن میں شاہان دہلی کے حالات بابر شاہ تک درج ہیں۔ دوسرے گلبن میں شاہان شرقی جونپور کا تذکرہ ہے اور تیسرے میں شاہان مالوہ کا۔

دوسرا حصہ دو گلبنوں میں تقسیم ہے۔ جسمیں شاہان گجرات اور خاندیش کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔

تیسرے حصہ میں شاہان بنگال کے حالات ہیں۔

چوتھے حصہ کو چھ گلبنوں میں تقسیم کرکے دکھن کی چھ سلطنتوں کے حالات درج کئے ہیں۔

پانچویں حصہ میں حکمرانان سندھ اور ملتان کے حالات ہیں۔ چھٹے حصہ میں حکمرانان کشمیر کے اور ساتویں حصہ میں صوفیوں اور مشہور لوگوں کے مفصل حالات بیان کئے گئے ہیں۔

مصنف محمد ہادی کامور خان۔ شاہزادہ اورنگ زیب کے سرکار میں ملازم تھے۔ لیکن فرائض منصبی کی مصروفیتوں کی وجہ سے تصنیف اور کتب بینی کا موقعہ نہ پاکر عنایت اللہ خان کی مدد سے دہلی کا تبادلہ کرا لیا اور گوشہ نشین ہو کر تصنیف اور تالیف کے کام میں مشغول رہنے لگے۔ اس حالت میں ایک زمانہ گذر گیا جب بہادر شاہ کا زمانہ آیا تو مفلسی سے تنگ ہو کر مجبوراً شاہزادہ رفیع الشان کی سرکار میں نوکری کر لی اور بعدہٗ اسی شاہزادہ کی سفارش سے بہادر شاہ نے سنہ ۳ جلوس میں "کامور خاں" کا خطاب دیکر شاہزادہ محمد ابراہیم پسر شاہزادہ رفیع الشان کی سرکار میں دیوان کے عہدہ پر تعینات کر دیا۔ محمد ہادی کو ایک صدی منصب بھی تھا۔ وہ عرصہ تک زندہ رہے۔ توزک جہانگیری کا دیباچہ وغیرہ انھیں کا مرتب کیا ہوا ہے۔ دیکھو حالات محمد "تذکرہ چغتائیہ دیباچہ جلد دوم اور تتمہ توزک جہانگیری۔

اورنگ زیب کے جانشینوں کی ایک تاریخ

مصنف نے اورنگ زیب بادشاہ کی وفات کے واقعہ سے
اس تاریخ کا آغاز کر کے شاہ عالم بادشاہ کے پینتالیسویں سنہ جلوس
تک کے واقعات سال بسال بیان کرنے کے بعد شاہ موصوف کی
حیات (۱۲۱۸ھ/۱۸۰۳ء) میں یہ تاریخ ختم کر دی۔
تاریخ اپنے زمانہ کے واقعات کا ایک صحیح مرقع ہے جسکو
مصنف نے احتیاط اور ایمانداری سے کھینچا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ
اپنی شخصیت کو پردہ راز ہی میں رکھا اسلیئے اوسکے حالات فراہم نہو سکے۔

عبرت نامہ

اورنگ زیب کے جانشینوں کے حالات ۱۱۱۸ھ/۱۷۰۷ء سے
شروع ہو کر فرخ سیر کی وفات (۱۱۳۱ھ) تک تفصیلی طور پر بیان کیئے گئے ہیں۔
مصنف۔ کام راج۔ زیادہ حالات دستیاب نہو سکے۔

تاریخ مبارک شاہی

ایک طور پر مصنف کا روزنامچہ ہے جسکا خود اوسنے کوئی نام نہیں رکھا تھا۔ اسلئے یہ تاریخ اوسکے نام کی نسبت سے تاریخ "مبارک شاہی" اور تاریخ "ارادت خاں" کے ناموں سے مشہور ہے۔ اس میں اورنگ زیب کی وفات سے (۱۱۱۹ھ) لیکر فرخ سیر کی تخت نشینی (۱۱۲۵ھ) تک کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔

مصنف واقعات کے سلسلہ میں ایک موقعہ پر لکھتا ہے کہ اوسنے ۴۰ سال کی عمر میں متعدد بادشاہوں کو بڑی شان و شوکت کے ساتھ تخت نشین ہوتے اور پھر ذلت و خواری کیساتھ معزول ہوتے دیکھا ہے۔ اوسنے دغاباز اور بے ایمان امیروں کو مالدار اور معزز اور ایماندار خیرخواہوں کو نان شبینہ کا محتاج دیکھا۔ اس منظر کو مصنف نے نہایت دردانگیز لفظوں میں بیان کیا ہے۔

مصنف میر مبارک اللہ واضح المخاطب بہ ارادت خان مولوی محمد زمان راسخ کے ممتاز شاگرد تھے لیکن مصنف کے دیوان کا اب پتہ نہیں ہے۔ انکے والد میر کفایت اللہ (شکستہ نویس) شاہجہاں اورنگ زیب بادشاہوں کے عہد میں معزز عہدوں پر

سرفراز رہنے کے بعد "دیانت خان" کے آبائی خطاب سے ممتاز ہوکر صوبہ اودھ میں تعینات رہے اور صوبہ مذکور ہی میں اونکا انتقال ہوا۔

مصنف عالمگیر کے بلند منصب امیروں میں تھے سنہ ۱۲ جلوس عالمگیری میں حسن خدمات کے صلہ میں "دیانت خان" کے خطاب سے سرفراز کئے گئے۔ اون کا ۱۱۲۸ھ (۱۷۱۶ء) میں انتقال ہوا۔ اونکے بڑے لڑکے ہدایت اللہ خان عرف ہوشدار خان کو بھی بادشاہ وقت نے "دیانت خان" کا خطاب دیکر نوزیکل کا فوجدار کر دیا تھا۔ وہاں سے اورنگ آباد اور مانڈو میں تعینات رہکر بالآخر ۱۱۵۶ھ میں قضا کر گئے۔

تاریخ مبارک شاہی

معز الدین محمد بن سام کے عہد حکومت سے شروع ہوکر مبارک شاہ کے حالات پر ختم ہوجاتی ہے۔ سلاطین دہلی کے حالات معتبر اور مستند ہیں۔ مبارک شاہ کے عہد حکومت کی یہ کتاب ایک مفصل تاریخ ہے۔

مصنف محمد یحییٰ بن احمد بن عبداللہ سرہندی (ہیں)

سنہ تصنیف ۸۳۸ھ ہے۔

منتخب التواریخ

۱۲۳۴ھ / ۱۸۱۸ء میں مرتب ہوئی۔ مصنف کا مقصد تھا کہ بہادر شاہ اول کے
عہد سے اپنے زمانہ تک کے واقعات کی ایک تاریخ مرتب کرے
لیکن جب کام شروع کیا تو ہندوستان کی ایک مکمل تاریخ لکھدی
جسمیں بہادر شاہ سے لیکر عالمگیر ثانی تک کے حالات مرتب کردیے۔
اور شاہان ماسبق کے مختصر حالات مگر ترتیب کے ساتھ۔ یہ تاریخ
دو حصوں میں تقسیم ہے۔

پہلے حصہ میں سلاطین دہلی کی تاریخ ہے۔ دوسرے حصہ میں
ہندوستان کی دوسری اسلامی سلطنتوں اور دکھن اور راجپوتانہ کے
ہندو راجاؤں کے حالات مذکور ہیں۔

مصنف کی رائے میں تاریخ فرشتہ ایک معتبر تاریخ ہے
لیکن دیباچہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جن تاریخوں کو اوسنے
بطور ماخذ کے شمار کرایا ہے اونمیں سوائے فرشتہ کے اوس کو
کسی اور تاریخوں کے مطالعہ کا اتفاق نہیں ہوا۔ دیباچہ میں
مصنف لکھتا ہے کہ جاگیر اور انعام کی لالچ کی وجہ سے اوس کے
تمام پیشرو مورخین بجائے صحیح تاریخیں مرتب کرنے کے اصلی واقعا

توڑ مروڑ کر جھوٹ کا پشتارہ مرتب کرتے رہے لیکن اوس نے
صحت کیساتھ صحیح صحیح واقعات درج کیے ہیں جس میں مبالغہ سے
ذرہ برابر بھی کام نہیں لیا گیا ہے - خوش قسمتی یا بدقسمتی سے انگریز مورخین
اس تاریخ کو نہایت معتبر سمجھتے ہیں اونکا خیال ہے کہ چونکہ الہ آباد[1] میں
مصنف نے یہ تاریخ لکھی ہے اسلئے واقعات کو اصلی رنگ میں
پیش کرنیکا اوسکو موقع تھا -

مصنف منشی سدا سکھ نیاز دہلوی - مرزا قتیل - میر تقی اور
خواجہ درد وغیرہ کا معاصر تھا - انگریزی ملازمت سے (۱۲۲۴ھ / ۱۸۰۹ء) پنشن پاکر
الہ آباد میں آباد ہو گیا اور اسی شہر میں ۸۵ سال کی عمر میں فوت ہوا
دیباچہ میں لکھتا ہے کہ پنشن پانے کے بعد اوس نے اپنا وقت
تصنیف و تالیف میں صرف کیا اور اسی دوران میں ایک لاکھ پچیس ہزار
اشعار موزوں کئے اور پانچ ہزار صفحہ نثر کے لکھے - انگریزوں کی بیحد
مدح سرائی کے بعد مصنف مسلمانوں کی خراب و خستہ حالت اور ناکامیوں پر
اظہار خوشی کر کے خدا کا شکر گذار ہے کہ اوسکی کرمی اور رحیمی کے
صدقہ میں کمبخت مسلمان کے دست ستم سے ہندو قوم آزاد ہو گئی یہ ذکر ہو چکا ہے
کہ انگریز مورخین اس تاریخ کو بہت معتبر اور مستند سمجھتے ہیں -

---

[1] الہ آباد اسوقت انگریزی قبضہ میں تھا -

اس نام کی ایک بلند پایہ اور مستند تاریخ اکبری ہے جس کے مصنف ملا عبد القادر بدایونی ہیں۔ شاہ رخ مرزا کے سوانح کا بھی نام منتخب التواریخ ہے۔

تاریخ شہادت فرخ سیر و جلوس محمد شاہ

کیپٹن اسکاٹ کی فرمائش سے مصنف نے اورنگ زیب کی وفات سے لیکر ۱۱۹۶ھ (۱۷۸۲ء) تک کے واقعات قلمبند کرکے اس تاریخ کا نام "تاریخ شہادت فرخ سیر و جلوس محمد شاہ" رکھا۔ آخر الذکر بادشاہ کے حالات بہت تفصیل کے ساتھ اور اوسکے پیشرو بادشاہوں کے مناسب اختصار کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔

مصنف کا دعویٰ ہے کہ اوسکی تاریخ کا ماخذ مستند اور معتبر تاریخیں ہیں۔ انگریزوں کی ہمدردیوں اور فیاضیوں کا بیان ہے۔ خصوصاً وہ فوجی افسروں کا جنکی تعریف میں اوسنے قصائد بھی لکھے ہیں۔

مصنف **محمد بخش آشوب**۔ مرزا محمد رستم محمد خاں کے شاگرد رشید اور خواہر زادہ تھے اور محمد شاہ بادشاہ کے کوکہ۔ تاریخ محمدی کے مصنف بھی مرزا آشوب ہیں۔ مزید حالات ملاحظہ ہوں

"تحت تاریخ عالمگیری"

مصنف نے احمد شاہ درانی کے مقابلہ میں خانخانان انتظام الدولہ کے ہمراہ جان فروشانہ خدمات انجام دیئے جنکے صلہ میں منصب دو ہزاری مرحمت ہوا۔ جب زمانہ نے ناواقفت کی تو غازی الدین خان عماد الملک کیساتھ راجہ سورج مل جاٹ کی پناہ میں بھرت پور بھاگ گئے اور تا قیام بھرت پور میں رہکر دو کتابیں شہر آشوب اور کارنامہ مرتب کیں۔ آخر الذکر کتاب میں عماد الملک موصوف کے کارناموں کا تذکرہ ہے۔

بحر مواج - اخبار السلاطین

ہندوستان کی تمام عام تاریخوں کا یہ تاریخ ایک خلاصہ ہے۔ اسمیں زمانہ سلف سے لیکر ۱۲۱۱ھ ۱۷۹۶ء تک کے حالات درج ہیں۔ کتاب تین حصوں میں تقسیم ہے۔ اور ہر حصہ کو متعدد بابوں میں تقسیم کرکے انکو بہار اور موج پر تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلے حصہ میں شاہان غزنوی کے حالات ہیں اور دوسرے حصہ کو تین موجوں میں تقسیم کرکے راجگان ہند کے حالات انکے عقائد اور رسم درواج بیان کئے گئے ہیں۔ دوسری موج میں سلاطین

شہاب الدین غوری سے لیکر سلطان ابراہیم لودی تک کے
تفصیلی حالات درج ہیں۔ چھبیس ۲۶ حکمرانوں کا تذکرہ ہے۔ جنہوں نے
۳۵۵ سال تک حکومت کی ہے۔

تیسری موج کو چھ حصوں میں تقسیم کرکے دکھن کے چھ اسلامی سلطنتوں کا
تذکرہ کیا گیا ہے۔

چوتھی موج سے دسویں موج تک سلاطین گجرات۔ سندھ۔
شاہان بنگال۔ مالوہ۔ خاندیش۔ جونپور اور کشمیر کے حالات مذکور ہیں۔
گیارہویں موج کو تین حصوں میں تقسیم کرکے ظہیر الدین محمد بابر سے لیکر
محمد شاہ بادشاہ تک کے حالات بیان کئے ہیں۔ دوسرے حصہ میں
ہندوستان کے صوبوں کا تذکرہ ہے اور تیسرے حصہ میں شاہ عالم کے
۲۷ سالہ عہد حکومت کے حالات سنہ ۱۲۰۰ھ ۱۷۸۵ء تک درج ہیں۔ باقی تین موجیں
جنمیں غالباً مشاہیر وغیرہ کا تذکرہ ہے غائب ہیں۔

بحر مواج کا آخری حصہ "شاہ عالم نامہ" کے نام سے بھی مشہور ہے۔
اور تاریخ مظفری کی نقل ہے۔

مصنف محمد علیخاں انصاری پانی پتی۔ عزت الدولہ
ہدایت اللہ خان کے لڑکے اور شمس الدولہ لطف اللہ خاں تہور جنگ کے
پوتے ہیں۔ اُنکا خاندان علم و فضل کے اعتبار سے بہت مشہور تھا۔

مصنف کے مورث حضرت عبد الرزاق انصاری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ ایوب انصاری کے پوتے ہیں جنکا مزار قسطنطنیہ میں
مرجع انام ہے۔ مزید حالات کیلئے ملاحظہ ہو "تاریخ مظفری" جس کے
دیباچہ میں مصنف نے اپنے خاندانی حالات تفصیل کیساتھ
بیان کئے ہیں۔ نواب تہور جنگ کا محمد شاہ کے دربار میں رسوخ تھا
وفات ۸ ار رمضان شریف ۱۱۶۲ھ یوم جمعہ۔ (احمد شاہ کا چھٹا جلوس)
ان کے چھ لڑکے تھے۔ بڑے عنایت اللہ خان راسخ۔ جنہوں نے
شاہان مغلیہ کے خطوط کا مجموعہ مرتب کرکے نام پیدا کیا۔ منجھلے مصنف کے
والد ہدایت اللہ خان تھے۔ مصنف کے ایک چچا کا نام شاکر خان ہے۔
جنہوں نے محمد شاہ بادشاہ کے عہد کی تاریخ مرتب کی جو "تذکرہ
شاکر خان کے" نام سے مشہور ہے۔

مصنف کچھ دنوں ملازمت کرنے کے بعد مغلیہ دربار سے
دل برداشتہ ہو کر انگریزوں کے یہاں چلا گیا اور ملازمت پا کر عرصہ تک
فوجداری عدالت ترہوت اور حاجی پور کا دارو غہ رہا۔ اور اس
سلسلہ کی وجہ سے اوسکے انگریزوں سے مراسم ہو گئے اور ان کی
فرمائش پر اوسنے یہ تاریخ مرتب کی۔

تاریخ نادر الزمانی یا تاریخ محمد شاہی

دو جلدوں میں ہے پہلی جلد "مجموع الاخبارات" کہلاتی ہے
اور دوسری "زبدۃ الاخبارات"۔ آخر الذکر لاپتہ ہے۔

پہلی جلد دو حصوں میں تقسیم ہے۔ تاریخی واقعات کے علاوہ
اس تاریخ میں علوم نجوم مساحت اور حساب کے متعلق بھی مصنف نے
بہت کچھ لکھا ہے۔ مجموع الاخبارات کے پہلے حصّہ میں از آفرینش خلق تا
محمد شاہ بادشاہ حالات درج ہیں۔ مشاہیر اور جیّد عالموں کا بھی
تذکرہ ہے۔ محمد شاہ کے حالات زیادہ تفصیل کے ساتھ اور شاہان روم
شام۔ ایران اور توران کے حالات اختصار کیساتھ مذکور ہیں۔
حصّہ دوم میں مہاراجہ جدھشٹر سے لیکر ابراہیم لودی تک کے
حالات ہیں اور اسی حصہ میں خواجہ صاحبؒ اجمیری اور ہندوؤں کے
مذہبی پیشواؤں کا بھی تذکرہ ہے جنہیں قابل تذکرہ راما نند اور
گرو نانک صاحبان ہیں۔

مصنف خوشحال چند۔ اونکے والد لالہ جیون رام کو
شاعری سے بھی ذوق تھا۔ روح اللہ خاں اور معتمد خاں (عالمگیری) کی
ماتحتی میں درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے عطاء اللہ خاں بخشی فوج کے

پیشکار ہو گئے اور اس سلسلہ سے اورنگ زیب کی پیشی میں جانے اور کاغذات پیش کرنیکا موقع ملا۔ لالہ موصوف کی فرض شناسی اور قابلیت سے متاثر ہو کر قدر دان بادشاہ نے لالہ جیون رام کو صدر دفتر دیوانی کا نائب مقرر کر کے سیاہ و سفید کا مالک کر دیا۔ بہادر شاہ کے زمانہ میں بھی لالہ موصوف کے منصب اور جاگیر میں برابر ترقی ہوتی رہی اور شاعری کی بدولت انعام و اکرام اس کے علاوہ تھے۔ آخر عمر میں لالہ جیون رام تمام خدمات سے دست بردار ہو کر گوشہ نشین ہو گئے اور اسی حالت میں انتقال کیا۔ اونکے بڑے صاحبزادے لالہ خوب چند اپنے والد کے بجائے نیابت کے عہدہ پر سرفراز ہوئے اور آخر عمر تک اپنے فرائض ایمانداری کے ساتھ انجام دیتے رہے۔ لالہ جیون رام کی زندگی میں اونکے منجھلے لڑکے خوشحال چند (مصنف) کو بھی عالمگیر نے دیوان مقرر کر دیا تھا۔ جب محمد شاہ کا زمانہ آیا تو مصنف دیوان تن کے عہدہ پر سرفراز ہو گئے اور موقع آنے پر اونھوں نے یہ تاریخ مرتب کر کے محمد شاہ کے نام کی نسبت سے اوسکا نام تاریخ محمد شاہی رکھدیا۔

تاریخ ہندی

ایک دیباچہ - دس طبقات اور خاتمہ پر مشتمل ہے - دیباچہ میں مصنف نے اپنے خاندانی حالات لکھے ہیں۔

پہلے طبقہ میں راجگان ہند کی تاریخ ہے - دوسرے میں خاندان غزنوی اور غوری کے حالات ہیں - اور تیسرے میں خاندان خلجی - چوتھے میں سلاطین تغلق کا - پانچویں میں خضر خانیوں کا - چھٹے میں لودی بادشاہوں کا تذکرہ ہے - ساتویں میں مغلیہ - آٹھویں میں شاہان سور اور نویں میں دیگر اسلامی سلطنتوں اور دسویں طبقہ میں سلاطین مغلیہ کے آخری تاجداروں کے حالات ہیں - اس تاریخ کی ترتیب کا کام ۱۱۵۵ھ میں شروع ہو کر محمد شاہ بادشاہ کے بیسویں سنہ جلوس میں خاتمہ کو پہنچا یا گیا - ماخذ میں "سیر ہند" اور "فتوحات اکبری" کا بھی تذکرہ ہے - اب یہ دونوں تاریخیں ناپید ہیں - مصنف نے سلطنت غلامان سے لیکر فرخ سیر کے زمانہ تک کے واقعات کے سلسلہ میں "سیر ہند" کا حوالہ دیا ہے اور اسیطرح "فتوحات اکبری" کا حوالہ محمود غزنوی سے لیکر محمد شاہ کے زمانہ تک دیا ہے - آخرالذکر شاہ غلام محی الدین کی تصنیف ہے۔

مصنف رستم علی۔ والد کا نام محمد خلیل شاہ آبادی
(ضلع ہردوئی اودھ) ہے۔ روزگار کی تلاش میں مصنف شہر بشہر
گھومتا ہوا بھوپال پہونچا اور نواب یار محمد خان کی قدر دانی اور
بدولت فکر معاش سے فارغ البال ہو کر اوسنے یہ تاریخ مرتب کی
محمد شاہ کے حالات سال بسال بیان کئے گئے ہیں۔ تاریخ مـ
اور مشہور ہے۔

تاریخ مظفری

اپنے انگریز دوستوں کی فرمایش سے مصنف نے یہ تاریخ
سنہ ۱۸۰۰ء میں مرتب کی۔ امیر تیمور سے لیکر شاہ عالم ثانی تک کے
حالات اسمیں درج ہیں۔ اکبر کے زمانہ کو زیادہ تفصیل کے ساتھ
بیان کیا گیا ہے۔ غازی الدین خان (عماد الملک) اور صفدر جنگ
(نواب وزیر اودھ) کے مظالم اور جفاکاریوں کا ذکر جداگانہ باب ہے۔
مظفر جنگ۔ مبارز الملک خانخانان معین الدولہ نواب
محمد رضا خان کے ساتھ خاص تعلقات ہونیکی وجہ سے مصنف نے
کتاب کا نام تاریخ مظفری رکھدیا۔ مسٹر لیٹن نے اپنی تصنیف

"در زوال سلطنت مغلیہ" کے مرتب کرتے ہیں تاریخ مظفری کو بلند مرتبہ اور
مستند تاریخ مان کر اپنا خاص ماخذ بتلایا ہے۔

مصنف محمد علی خاں انصاری پانی پتی۔ ملاحظہ ہوں
حالات "تحت بحر مواج"

تاریخ بہادر شاہی یا عبرت نامہ

اس کو تاریخ بہادر شاہی بھی کہتے ہیں۔ اورنگ زیب کی
وفات سے شروع ہو کر امیر الامرا سید حسین علیخان کے قتل کے واقعہ پر
ختم ہوئی ہے اسمیں ۱۱۱۸ھ (۱۷۰۶ء) سے لیکر ۱۱۳۳ھ (۱۷۲۱ء) تک واقعات تفصیل کیساتھ
درج ہیں۔ تاریخ ہند کا یہ عہد بھی بجا طور پر خونی عہد کہلاتا ہے اسلئے
عبرت نامہ موزوں نام ہے۔

مصنف میر محمد قاسم ہے۔ امیر الامرا سید حسین علیخان کا متوسل تھا۔
زیادہ حالات معلوم نہ ہو سکے۔

تاریخ محمد شاہی - تاریخ چغتائی - مرآت الواردات

اسکو "تاریخ محمد شاہی" اور "مرآت الواردات" بھی کہتے ہیں۔
بابر شاہ سے لیکر نادر شاہ کے حملہ تک کے واقعات صحت کیساتھ درج ہیں۔
دیباچہ میں مصنف لکھتا ہے کہ قتل عام کے بعد امتناعی حکم کی وجہ سے
شاہی مورخین نے تاریخ لکھنے کا کام بند کر دیا لیکن اس حکم کی پوری
تعمیل نہ ہونے کی وجہ سے محمد شاہ بادشاہ نے تہدیدی حکم اس مضمون کا
جاری کیا کہ بادشاہ کی حیثیت محض ایک نائب السلطنت کی رہگئی ہے
اسلئے وہ نہیں چاہتے ہیں کہ اونکے عہد کی تاریخ مرتب ہو۔ اس حکم نے
کوئی گنجائش باقی نہیں چھوڑی اور اسطرح تاریخ کی ترتیب کا کام بھی
نادر شاہی حملہ پر ختم کر دیا گیا۔

سنہ ۱۱۰۱ھ سے لیکر سنہ ۱۱۳۲ھ تک کے واقعات کا مصنف خود گواہ ہے
اور ماقبل کے واقعات کا ماخذ مختلف مستند اور قابل بھروسہ تاریخیں ہیں۔

مصنف محمد شفیع طہرانی تخلص وارد اسکے والد مولوی محمد شریف
طہران سے ہندوستان آکر آباد ہوئے۔ مصنف ہندوستان ہی میں
پیدا ہوا اور عرصہ تک مستند اور معتبر تاریخوں کے مطالعہ کے بعد
اپنے دوست مرزا عنایت اللہ خاں کی فرمائش پر یہ تاریخ مرتب کر دی۔

تاریخ محمد شاہی - تاریخ چغتائی

۱۱۴۸ھ میں مرتب کی گئی جو محمد شاہ بادشاہ کے عہد حکومت کا سترھواں سال ہے۔ تاریخ کا آغاز سید حسین علی اور سید عبداللہ سادات بارھا کے حالات سے کیا گیا ہے۔ سادات موصوف الصدور کے زوال کے حالات لکھنے کے بعد ہی محمد شاہ بادشاہ کے عہد کا سولھواں سال شروع ہو جاتا ہے۔ بعض مورخ اسکو تاریخ "نادر الزمانی" سمجھتے ہیں لیکن اونکا یہ خیال درست نہیں ہے۔ صفحہ اوّل پر تو اس تاریخ کا نام محمد شاہی لکھا ہوا ہے لیکن مصنف نے متن میں اس کو "تاریخ چغتائی" کے نام سے بھی نامزد کیا ہے۔

مصنف کا نام مولانا یوسف بیشاپوری ہے۔

تذکرہ سلاطین چغتائیہ

ہفت گلشن کا دوسرا حصہ ہے۔ اسمیں سلطنت مغلیہ کے حالات بابر شاہ سے لیکر محمد شاہ بادشاہ کے چھٹے سنہ جلوس تک مفصل بیان کئے گئے ہیں۔

تذکرہ سلاطین چغتائیہ دو حصوں میں تقسیم ہے۔ پہلے حصہ میں لفظ "ترک" کے مخرج اور مادہ کی تحقیق کے بعد ہی شاہان صفویہ (ایران) کا تذکرہ ہے۔ اور اسی حصہ میں بابر سے لیکر جہانگیر بادشاہ تک کے حالات درج ہیں۔ دوسرا حصہ شاہجہاں بادشاہ کی تخت نشینی سے شروع ہوکر محمد شاہ بادشاہ کے چھٹے سنہ جلوس پر (سنہ ۱۱۳۷ھ) ختم ہو گیا ہے۔ اورنگ زیب کے جانشینوں کی لڑائیوں کے مفصل حالات بھی اسی حصہ میں درج ہیں۔

پروفیسر سرکار لکھتے ہیں کہ یہ تاریخ سنہ ۱۷۲۵ء کے حالات پر ختم ہوتی ہے۔ لیکن تفصیلات اور مہینوں کے لحاظ سے یہ تاریخ خافی خان کی تاریخ سے بہتر ہے۔

مصنف محمد ہادی کامور خان۔ مفصل حالات ملاحظہ ہوں۔ تحت "ہفت گلشن" بہادر شاہ اول کے عہد میں دیوان۔ بخشی۔ خانساماں وغیرہ کے معزز عہدوں پر سرفراز رہنے کی وجہ سے انکو حالات معلوم کرنیکے اچھے موقعہ حاصل تھے۔

شاہ نامہ منور کلام

اس تاریخ کا نام "تاریخ منور الکلام" بھی ہے۔ اس تاریخ میں فرخ سیر سے لیکر محمد شاہ کے عہد سلطنت کے چار سال تک حالات درج ہیں۔ کتاب ۱۲۱۷ھ / ۱۸۰۲ء میں مرتب کیگئی یہ وہ زمانہ ہے جبکہ مشرقی ہندوستان کے ایک بڑے حصّہ پر ایسٹ انڈیا کمپنی قابض ہو چکی تھی۔ مصنف کا نام شیو داس۔ لکھنؤ کے رہنے والے اور عرصہ تک دربار شاہی میں منشی کے فرائض انجام دینے کے بعد محمد شاہ کے عہد میں صوبہ آگرہ کے نائب صوبہ دار ہو گئے تھے۔ ایک باغ بھی آگرہ میں لگایا اور اسی شہر میں انتقال کیا۔

عبرت نامہ

امیر تیمور سے شروع ہو کر شاہ عالم بادشاہ کے حالات پر یہ تاریخ ختم ہوتی ہے۔ تیمور سے لیکر احمد شاہ تک کی تاریخ صرف پچیس صفحوں میں بیان کی گئی ہے اور باقی پونے پانچسو صفحوں میں عالمگیر ثانی اور شاہ عالم کے حالات درج ہیں جن میں آخر الذکر کے

زمانہ میں چھوٹے سے چھوٹے واقعہ کو بھی متروک نہیں کیا گیا ہے۔

پہلا حصہ دو دفتروں میں تقسیم ہے جن میں کا پہلا دفتر امیر تیمور صاحبقران سے شروع ہو کر عالمگیر ثانی کے حالات پر ختم ہوتا ہے اور دوسرے دفتر میں شاہ عالم کے حالات سنہ جلوس تک سال بسال درج ہیں۔

دوسرے حصہ میں شاہ عالم کے تفصیلی حالات سنہ ۱۲۱۵ھ تک بیان کئے گئے ہیں جو بادشاہ موصوف کے سنہ جلوس کا اکتالیسواں سال ہے۔

تیسری جلد میں سنہ ۱۲۰۲ھ تک کے واقعات درج ہیں بلکہ ہند کی فتح پر تاریخ ختم ہو جاتی ہے ایک علیحدہ عنوان قائم کر کے مصنف نے غلام قادر خاں کے مظالم اور سفاکیوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

مصنف مولوی خیر الدین الہ آبادی ہیں۔ یہ تاریخ مسٹر جارج بارلو کی فرمائش سے مرتب ہوئی ہے۔ زیادہ حالات معلوم نہ ہو سکے البتہ دیباچہ میں مصنف لکھتا ہے کہ وہ مسٹر اینڈرسن سفیر برطانیہ متعینہ دربار سندھیا کی ملازمت میں ایک سال رہا اور اپنے آقا کو مرہٹوں کے ساتھ [illegible] صلحنامہ طے کرانے میں مدد دی ۱۱۹۶ھ میں بیمار ہوا اور ملازمت سے کنارہ کش ہو کر سنہ ۱۲۰۲ھ میں شاہزادہ

جہاندار شاہ کی ملازمت اکیسال کرنے کے بعد سنہ ۱۲۰۲ھ میں لکھنؤ گیا۔ اور نواب سعادت علیخاں کی سرکار میں ملازم ہوگیا لیکن وہاں سے جلد دل بر داشتہ ہوکر جونپور جاکر آباد ہوگیا اون کی گذر اوقات گورنمنٹ انگلشیہ کی پنشن پر تھی۔ سنہ ۱۲۴۳ھ (۱۸۲۷ء) میں جونپور میں انتقال ہوا اور وہیں سپرد خاک ہوئے۔ تاریخ جونپور کے بھی مصنف ہیں۔ عبرت نامہ سنہ ۱۸۰۶ء میں مرتب ہوا۔ مولوی صاحب ضعیفی میں جوانوں کی قوت بیان رکھتے تھے۔

عبرت نامہ لب تاریخ

فرخ سیر کے ابتدائی عہد حکومت اور سادات کے زوال کے حالات تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔

مصنف لامعلوم۔

سیر المتاخرین

یہ تاریخ ایک دیباچہ اور دو دفتروں میں تقسیم ہے۔ دیباچہ کوروں اور پانڈوں کے حالات سے شروع ہو کر اورنگ زیب کی وفات پر ختم ہوتا ہے۔

دفتر اول میں عالمگیر کی وفات کے بعد سے ۱۱۹۵ھ تک کے واقعات درج ہیں اور دفتر دوم اون واقعات کا مجموعہ ہے جو ہندوستان اور صوبہ بنگال میں ۱۱۵۱ھ و ۱۱۹۵ھ کے درمیان واقعہ ہوئی۔

مصنف نے اس تاریخ کی ترتیب کا کام صفر ۱۱۹۴ھ میں شروع کر کے رمضان ۱۱۹۵ھ میں ختم کر دیا۔ "ملخص التواریخ" اور "زبدۃ التواریخ" اسی سیر المتاخرین کے خلاصے ہیں۔ دیباچہ میں مصنف لکھتا ہے کہ منجملہ اور کتابوں کے اوس کا ماخذ ایک عام تاریخ بھی ہے جسکا مصنف کوئی منشی ہے مگر مصنف نے دیباچہ میں نہ اوس منشی کا نام لکھا ہے اور نہ اوسکی تاریخ کا۔ سیر المتاخرین کا حصہ اول "خلاصۃ التواریخ" مصنفہ سجان رائے کی بجنسہ نقل ہے مختصر التواریخ خلاصۃ التواریخ سے بھی قدیم ہے اور آخر الذکر

اکثر مقامات سے مختصر التواریخ کی بجنسہ نقل ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان دونوں مصنفین کا ماخذ ایک ہی تاریخ ہو اور سیر المتاخرین اور خلاصۃ التواریخ کے مصنفین نے اپنے ماخذ کی عبارت کو اپنی اپنی تاریخوں میں جگہ دی ہو۔

مصنف سید غلام حسین طباطبائی۔ سید ہدایت علیخاں کے لڑکے اور سید علیم الدین کے پوتہ ہیں آخر الذکر کے والد کا نام سید فیض اللہ طباطبائی الحسینی ہے۔ اپنے زمانہ کے سید علیم الدین صوبہ بنگال کے ایک مشہور عالم تھے۔ اون کے لڑکے سید ہدایت علیخاں کچھ دنوں روہیلکھنڈ میں غازی الدین فیروز جنگ پسر آصف جاہ کی نیابت کے فرائض انجام دیتے رہے بعدہ مہابت جنگ صوبہ دار بنگال کے نائب بھی ہو گئے۔ جب شاہ عالم کا زمانہ آیا تو بادشاہ موصوف نے سید ہدایت علیخاں کو پانی پت اور سونی پت کا فوجدار مقرر کر کے فوج کا بخشی مقرر کیا۔ اونکے بڑے صاحبزادے سید غلام حسین (مصنف) شاہی میر منشی ہو گئے اور چھوٹے لڑکے فخر الدولہ دیوان تن سید غلام حسین شاہی ملازمت سے جلد بر داشتہ خاطر ہو کر بنگال گئے اور میر قاسم علیخاں صوبہ دار نے اون کو سفیر مقرر کر کے انگریزوں کے یہاں تعینات کیا لیکن کچھ دنوں کے بعد انگریزوں سے ساز باز رکھنے

الزام میں سفارت کے عہدہ سے برطرف ہو کر سید غلام حسین انگریزوں کی ملازمت میں داخل ہو گئے اور سیر المتاخرین مرتب کی جس کے انگریز مصنفین بیحد مداح ہیں جو تاریخیں انگریزوں نے لکھی ہیں اونکا معتبر اور مستند ماخذ یہ تاریخ ہے۔

ملخص التواریخ

یہ تاریخ سیر المتاخرین کا خلاصہ ہے۔ پہلے دفتر کو امیر تیمور سے شروع کر کے محمد شاہ کے بائیسویں سنہ جلوس پر ختم کر دیا گیا ہے (۱۱۵۲ھ ۱۷۳۹ء)

دوسرے دفتر میں صوبہ جات بنگال عظیم آباد اور اڑیسہ کی تاریخ بیان کیگئی ہے۔

شجاع الدولہ شجاع الدین محمد خاں صوبہ دار بنگال اڑیسہ اور فخر الدولہ صوبہ دار بنگال کے عہد حکومت کے سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے مصنف نے انگریزوں کے حالات پر اس دفتر کو ختم کر دیا ہے (۱۱۹۵ھ ۱۷۸۱ء)

تیسرے دفتر میں محمد شاہ بادشاہ کے تیئیسویں سنہ جلوس تک کے حالات درج ہیں۔

مصنف کا نام فرزند علی الحسینی مونگیری ہے۔

تاریخ کنز المحفوظ

اس تاریخ کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں متفرق واقعات ہیں اور دوسرے حصہ میں خلفائے بنی عباس و امیہ کے حالات بیان کرنیکے بعد مصنف سلطان قطب الدین ایبک سے لیکر محمد شاہ تک کے حالات تفصیل کے ساتھ درج کئے ہیں۔ اسی حصہ میں شاہان دکھن۔ مالوہ۔ گجرات۔ بنگال جونپور اور حکمرانان سندھ۔ ملتان اور کشمیر کے حالات بھی مذکور ہیں۔

اسکی ترتیب کا کام ۱۱۴۲ھ میں شروع ہو کر ۱۱۵۱ھ میں ختم کیا گیا ہے۔ ماخذ میں منجملہ اور مستند تاریخوں کے "طبقات ناصری اور اکبری" بھی ہیں۔ مصنف کے حالات کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔

چہار گلشن

اس تاریخ کا دوسرا نام "اخبار النوادر" بھی ہے۔ زمانہ قدیم سے لیکر ۱۱۷۳ھ کے حالات درج ہیں۔ اسکے دو دیباچہ ہیں۔ جنمیں ایک مصنف کا لکھا ہوا ہے جسکا مادہ تاریخ "چترمن نیک گلشن" ہے۔

مصنف کی زندگی میں کسی وجہ سے یہ تاریخ شایع نہ ہو سکی لیکن
اوسکی وفات کے بعد مصنف کے پوتہ رائے زادہ چندربھان (کائستھ سکسینہ) نے
۱۲۰۴ھ ۱۷۸۹ء میں ایک دوسرا دیباچہ مرتب کر کے تاریخ شایع کر دی۔
"دائما سیراب باد اچار گلشن در جہاں" اس آخری دیباچہ کا مادہ تاریخ ہے۔
مصنف کا بیان ہے کہ اوس نے اس تاریخ کی ترتیب کا کام
غازی الدین احمد خان (شہاب الدین خاں) کی فرمائش سے
احمد شاہ درانی کے حملہ کے بعد شروع کر کے ۱۱۷۳ھ کے واقعات پر
ختم کر دیا ہے۔ یہ تاریخ چار گلشنوں یا حصوں پر منقسم ہے۔
پہلے حصہ میں راجہ جدھشٹر سے لیکر ۱۱۷۳ھ تک کے راجاؤں اور
بادشاہوں کے حالات درج ہیں۔ تمام صوبوں کے مشاہیر اور
اولیاء اللہ کے حالات اور انکے مزاروں کا بھی تذکرہ ہے اور
اسی تفصیل کے ساتھ مقدس مقامات کا بھی۔
دوسرے حصہ میں دکھن کے مسلمان بادشاہوں کے
حالات درج ہیں۔
تیسرے حصہ میں دہلی سے دوسرے مقامات کو جو سڑکیں اور شاہراہیں گئی ہیں
اونکا تذکرہ ہے اور چوتھے حصہ میں ہندو اور مسلمان فقیروں کے حالات درج ہیں۔
مصنف کا نام لالہ چترمن۔ قوم کے کائستھ سکسینہ تھے۔

لب السیر۔ جہاں نما

یورپ اور ایران کے بلند پایہ مشاہیر کے حالات بیان کرنے کے بعد[1]
مصنف نے خلفائے بنی امیہ و عباسیہ۔ سلاطین ایران اور دوسرے
اسلامی ملکوں کے بادشاہوں کے بھی حالات بیان کئے ہیں۔ اس
تاریخ میں یورپ کے بادشاہوں کا بھی تذکرہ ہے اور امریکہ کے
حالات کا بھی۔

مصنف مرزا ابوطالب لندنی۔ والد کا نام حاجی محمد خان
عرف محمد بیگ۔ محمد بیگ کے مورث آذربایجان سے اصفہان گئے۔
اس شہر میں محمد بیگ پیدا ہوا اور جوان ہو کر نواب وزیر صفدر جنگ کے
زمانہ میں لکھنؤ آکر ملازمت میں داخل ہوا مصنف کا مولد لکھنؤ ہے۔
(وفات سنہ ۱۲۲۰ھ / ۱۸۰۵ء) نواب شجاع الدولہ اور آصف الدولہ کے زمانہ میں
مرزا (مصنف) معزز عہدوں پر تعینات رہا لیکن آخر زمانہ میں
ناچاقی ہو جانے کی وجہ سے انگریزوں کی سرکار میں ملازم ہو گیا اور
انگریز دوستوں کے مشورہ سے یورپ کا سفر کر کے واپس پر (سنہ ۱۸۰۳ء)
ایک سفرنامہ فارسی زبان میں مرتب کر دیا جس کا انگریزی ترجمہ

---

[1] یہ تاریخ دنیا کی عام تاریخ کا خلاصہ ہے جو ۱۲۰۸ھ / ۱۷۹۳ء میں تیار کیا گیا ہے۔

اودھ کے انگریز دوستوں نے کیا ہے۔ مصنف نے متعدد کتابیں
تصنیف کیں جن میں جدید اور قدیم شاعروں کا تذکرہ
قابل ذکر ہے۔

فرحت الناظرین

ایک دیباچہ تین حصوں اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔ اسکی ترتیب میں
بلند پایہ اور مستند تاریخوں سے مدد لیگئی ہے۔

پہلے حصہ میں راجگان اور سلاطین ہند کا تذکرہ ہے۔ دوسرے
حصہ میں خاندان مغلیہ کے حالات شاہ عالم کے بارھویں سنہ جلوس تک
درج ہیں۔ تیسرے حصہ میں درانی حملوں، مشہور لوگوں اور صوبیداروں کے
حالات بیان کئے گئے ہیں۔ عالمگیری عہد کے مشاہیر کے حالات
زیادہ تفصیل کیساتھ درج ہیں۔ یہ تاریخ ۱۱۸۴ھ/۱۷۷۱ء میں مرتب ہوئی۔
مصنف ملک کی تباہی اور بربادی کا ذمہ دار نجیب الدولہ کو
قرار دیتا ہے۔

مصنف محمد اسلم بن حفیظ اللہ انصاری۔ لکھنؤ میں
تعلیم حاصل کرنے کے بعد فیض آباد گیا۔ (۱۱۸۸ھ) اور نواب وزیر کے

یہاں ملازمت کرلی فیض آباد کے قیام کے زمانہ میں اوس کی
ملاقات مسٹر جنٹل ناظم جنگ سے ہوگئی اور اون کی فرمائش سے
فرحت الناظرین مرتب کرکے نواب شجاع الدولہ کے نذر کردی۔

تاریخ ممالک ہند

مصنف نے مختلف اور مستند تاریخوں سے واقعات جمع کرکے
ابتدائے آفرینش سے شاہ عالم کے چوبیسویں سنہ جلوس تک کے
حالات ضبط تحریر میں لاکر تاریخ ممالک ہند مرتب کردی۔ سال تہذیب
اور تکمیل رمضان ۱۱۹۴ھ ہے۔

مصنف دیباچہ میں لکھتا ہے اوسنے یہ تاریخ اپنے مربی
اعتماد الدولہ ناصر الملک جنرل سر چارلس برٹ کی فرمائش سے
مرتب کی ہے۔ مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی حالات مصنف نے
تاریخ فرشتہ سے نقل کئے ہیں اور مابعد کے حالات جہاں سے
میسر آسکے انکو چند کرکے کتاب میں داخل کرلئے۔

مصنف مولوی غلام باسط شیخ سیف اللہ کے بیٹے
قصبہ بجنور ضلع لکھنؤ کے رہنے والے تھے شاہی زمانہ میں مصنف

آبا و اجداد بڑے بڑے عہدوں پر مامور رہے لیکن سلطنت کی تباہی اور بربادی کے زمانہ میں خانہ نشین ہو کر چند بیگہ پر قانع تھے جو مدد معاش کے طور پر اونکے قبضہ میں باقی رہ گئی تھی۔ جب وہ چند بیگہ اراضی بھی لگانی ہو گئی تو مصنف تن بہ تقدیر اپنے وطن سے چلکر اول دہلی گیا اور جب کسی جگہ کاربراری نہ ہوئی تو بالآخر مایوس ہو کر انگریزوں کی ملازمت کا تہیہ کر کے دوڑ دھوپ شروع کر دی کچھ دنوں کی سرگردانی کے بعد ایک انگریز افسر نے ازراہ خدا ترسی اون کو اپنا منشی مقرر کر لیا۔ اور اس طرح مصنف کو فاقہ کشی اور دوسری مصیبتوں سے نجات نصیب ہوئی۔ اپنی تاریخ میں ایک موقعہ پر لکھتا ہے کہ قلعہ سورت جہانگیر بادشاہ نے انگریزوں کو ۱۰۲۰ھ ۱۶۱۱ء میں مرحمت فرمایا اور یہ کہ انگریز اور پرتگالی ایک دوسرے کے جانی دشمن ہیں۔ مصنف کے زیادہ حالات فراہم نہو سکے۔

تاریخ جام جہاں نما

یہ تاریخ اڑتالیس فصلوں پر مشتمل ہے لیکن ہندوستان کی

تاریخ اونتیس فصل سے اونتالیس فصل تک ہے اور باقی فصلوں میں دوسرے ملکوں کے حالات درج ہیں۔

اونتیسویں فصل میں ہندوستان کے صوبوں کے حالات اور تیسویں فصل میں سلاطین ہند کا تذکرہ محمد بن سام غوری سے لیکر ۱۱۹۳ھ ۱۷۷۹ء تک مذکور ہے۔ جو شاہ عالم کے سنہ جلوس کا بیسواں سال ہوتا ہے۔ اکتیسویں تا اونتالیسویں فصلوں میں دکھن۔ گجرات۔ بنگال۔ ٹھٹھہ۔ جونپور۔ مالوہ۔ کشمیر اور ملتان کے بادشاہوں کے حالات ہیں اور خاتمہ میں مشہور عالموں۔ فقیروں اور مشاہیر وغیرہ کا تذکرہ ہے۔

۱۱۹۳ھ کے واقعات کے سلسلہ میں مصنف بڑی حسرت اور اندوہ کے ساتھ لکھتا ہے کہ شاہ عالم کے جلوس کا یہ اکیسواں سال ہے۔ لیکن الہ آباد۔ اودھ اور شکوہ آباد کے صوبوں پر نواب وزیر آصف الدولہ خود مختاری کا جھنڈا اڑا رہے ہیں صوبہ بنگال پر تمام و کمال انگریز متصرف ہیں۔ جاٹوں کے ملک پر نجف خاں قابض ہے۔ صوبہ پنجاب سکھوں کے قبضہ میں ہے۔ نواب نظام الملک۔ مرہٹہ۔ نواب حیدر علیخاں او

نواب محمد علیخانؒ والاجاہ کو پانڈی (ضلع ہردوئی) دکھن میں خود مختارانہ حکومت کر رہے ہیں۔ ضابطہ خاں جے نگر کا نواب بنا بیٹھا ہے جو ملک باقی رہ گیا ہے اوسمیں زمیندار دوں نے لوٹ مچا رکھی ہے۔ رعایا تباہ و برباد ہیکن بادشاہ سلامت تخت پہ بیٹھے ہوئے عیش کی بانسری بجا رہے ہیں۔

مصنف قدرت اللہ صدیقی۔ انکے مورث راجہ پرتھی راج کے زمانہ میں سونی پت آئے اور لڑتے بھڑتے ہوئے آخر زمانہ میں روہیلکھنڈ پہونچکر آباد ہوئے۔ راجہ تاج خان کٹھر زئی نے مصنف کے آبا و اجداد کو بارہ گاؤں جاگیر میں دیکر قصبہ موئی میں آباد کر دیا۔ مصنف اسی قصبہ میں پیدا ہوکر سپرد خاک ہوا۔ یہ خاندان علم فضل میں بھی ویسا ہی مشہور تھا جیسا کہ جنگ جوئی اور بہادری میں۔ مصنف نے اپنا مفصل حال دیباچہ میں بیان کر دیا ہے۔

---

[1] امیر الملک والاجاہ نواب محمد علیخاں سراج الدولہ شہامت جنگ والیٔ کرناٹک سے مراد ہے۔ اونکے والد کا نام نواب انور الدین خاں شہید ہے۔ سکونت گوپامئو ضلع ہردوئی۔ ان کا خاندان اب بھی گوپامئو میں موجود ہے۔ اس خاندان کے موجودہ رئیس الحاج ناظر حسین صاحب خوش باش زندگی بسر کر رہے ہیں۔

[2] موئی ایک قصبہ ضلع بریلی میں ہے وہاں صدیقیوں کا خاندان اب تک ممتاز ہے۔

گلزار شجاعی

یہ تاریخ پانچ فصلوں پر تقسیم ہے پہلی چار فصلوں میں اوتاروں
اور راجاؤں کا تذکرہ ہے۔ پانچویں فصل کے پہلے حصہ میں
مہاراجہ جدہشٹر سے لیکر اسلامی حملہ تک کے واقعات درج ہیں اور
باقی دو فصلوں میں سلطان شہاب الدین غوری سے لیکر شاہ عالم بادشاہ کے
تیرہویں سنہ جلوس تک کے واقعات حکومت اور ۱۱۹۵ھ تک کے
امیروں اور منصبداروں کے حالات مذکور ہیں۔

مصنف لالہ ہرچرنداس۔ والد کا نام لالہ اودے رام اور
دادا کا لالہ مکند رائے۔ آخر الذکر کے والد لالہ ساگرمل میرٹھ کے
قانون گو اور چودھری تھے۔ اونکے بعد بھی لالہ موصوف کی اولاد
معزز عہدوں پر سرفراز رہی لیکن جب بعد کے واقعات نے
ہر امیر اور منصبدار کو شکستہ حال کر دیا اسوقت لالہ ہرچرن داس بھی
نان شبینہ کے محتاج ہوکر اپنے آقا قاسم خان کے ہمراہ فیض آباد آئے
یہاں پہونچکر نواب کا انتقال ہوگیا۔ لیکن مرحوم کے دونوں لڑکوں نے
مصنف کی سرپرستی کی جب وہ دونوں بھی قضا کر گئے اسوقت بڑی خانم[1] نے

---

[1] زوجہ نواب نجم الدولہ اسحاق خان ثانی پسر موتمن الدولہ اسحاق خان اول
شوشتری شش ہزاری منصبدار محمد شاہی و دیوان خالصہ۔

ان کی دستگیری کرکے نواب شجاع الدولہ کی سرکار سے وظیفہ مقرر کرادیا۔
اسی درمیان میں مصنف کی علمی ذوق کی خبر پاکر نواب ابراہیم خاں[1] نے
اونکو اپنے کتب خانہ سے مستفید ہونیکی اجازت دیدی جس کی بدولت
مصیبت کے دن آرام سے گذرے۔ مصنف لکھتا ہے کہ کتب خانہ میں
عمدہ اور نایاب کتابیں ہر فن کی موجود تھیں لیکن چونکہ مصنف کو
علم تاریخ سے ذوق تھا اسلئے اسّی سال کی عمر میں اوسنے یہ تاریخ
مرتب کردی۔ مصنف اسی کام میں مصروف تھا کہ بینی مادھو دیوان نے
کسی نامعلوم قصور پر ناراض ہوکر مصنف کا وظیفہ سترہ سال کے بعد
(۱۱۸۱ھ / ۱۷۶۷ء) بند کردیا جسکی وجہ سے سرگردانی رہی اور بالآخر جب
دیوان موصوف آنکھوں سے معذور ہوکر خانہ نشین ہوگئے۔
اوسوقت مصنف کا وظیفہ پھر نواب شجاع الدولہ کی سرکار سے
جاری ہوگیا۔ مصنف تقریباً ۱۱۷۶ھ میں فیض آباد آیا۔ تاریخ
پیدائش اور وفات کا پتہ نہیں۔ مفصل حالات کیلئے ملاحظہ ہو
تاریخ شجاعی جسمیں اوسنے اپنے خاندانی حالات مفصل بیان کیے ہیں۔
جب تاریخ مرتب ہوگئی تو بیوی خانم کا منشا پاکر مصنف نے

---

[1] عرف مرزا خیراتی پسر حکمت آب خان طبیب احمد شاہ بادشاہ۔ مرزا خیراتی۔ نواب قاسم خان کے
عزیز خاص اور ایک معتبر عالم ہونیکے علاوہ علم سائنس اور حساب میں اپنے زمانہ میں فرد تھے۔

اپنی تاریخ نواب شجاع الدولہ کے نذر کردی اور کتاب کا نام گلزار شجاعی رکھدیا۔ لفظ گلزار میں نواب کی اوس انتہائی رغبت کیطرف شارہ ہے جو اوسکو پھولوں سے بدرجہ جنون تھی۔

تاریخ منازل الفتوح

پانی پت کی تیسری لڑائی کے واقعات ایک عینی شاہد نے شاہ عالم کے زمانہ میں مرتب کرکے اپنی کتاب کا نام "منازل الفتوح" رکھا۔ واقعات تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ یہ تاریخ مرہٹوں کی فوج اور ہندوستانی افسروں اور سپاہیوں کی جوانمردی کا ایک دلچسپ مرقع ہے۔ مرہٹوں کے توپخانہ کا افسر محمد ابراہیم گاردی تھا۔

مصنف محمد جعفر۔ ایران کا رہنے والا۔ شاہ رخ صفوی کی ملازمت میں کچھ دن رہنے کے بعد احمد شاہ درانی کی سرکار میں ملازم ہوگیا اور چونکہ درانی فوج کے ہمراہ ایران اور ہندوستان کے متعدد سفر کئے تھے۔ اس لیے راستہ سے خوب واقف تھا جب درانی فوج برباد ہوگئی اوسوقت مصنف ایران سے ہندوستان آکر

محمد علی بیگ ہمدانی کے یہاں نوکر ہو گیا۔ دیباچہ میں لکھتا ہے کہ پانی پت کی تیسری لڑائی میں وہ سردار شاہ ولید خاں بارہ ہزاری کی سرکار میں منتظم کے عہدہ پر مامور ہوا اور لڑائی میں شریک تھا۔ اس مہم میں سردار موصوف ابدالی اور تورانی فوج کے اعلیٰ افسر تھے اونکے ذمہ اصطبل کی داروغگی بھی تھی اور سفر میں فوج کی کمان بھی۔

تاریخ شاہِ عالم

ایک لامعلوم مصنف کی ترتیب دی ہوئی ہے۔ اس میں اورنگ زیب کی وفات سے شاہ عالم کے پینتالیسویں سنہ جلوس تک کے حالات مفصل درج ہیں۔ (۱۲۱۸ھ / ۱۸۰۳ء) شاہ عالم اور عالمگیر ثانی کے عہد حکومت کو سال بسال زیادہ تفصیل کیساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اورنگ زیب کے لڑکوں میں جو لڑائیاں ہوئیں اون کی بھی تفصیل درج ہے سکھوں کی بغاوت اور سادات بارہا کے کارناموں کا بھی تذکرہ اس تاریخ میں موجود ہے۔

شاہ عالم نامہ

شاہ عالم بادشاہ کی سوانح عمری ہے۔ گو آخر کتاب میں بادشاہ
کی موت کا سنہ وفات درج ہے لیکن واقعی طور پر کتاب کا لکھنا
اسی وقت بند کر دیا گیا جبکہ غلام قادر خاں نے طرح طرح کی تکلیفیں دیکر
بادشاہ کو اندھا اور شاہی خاندان کو ذلیل کر کے بیگمات شاہی پر بھی
دست درازی کی تھی۔ اسی وقت اپنے مصائب سے متاثر ہو کر
شاہ عالم نے ایک مرثیہ بھی لکھا ہے جس کا ایک شعر ہے۔

کرد افغان بچہ شوکت شاہی برباد   کیست جز ذات منزہ کہ کند یاری ما

مصنف کا نام غلام علیخان مغل۔ شاہزادہ جواں بخت کی
سرکار میں ملازم تھا۔

یادگار بہادری

اس تاریخ کا ماخذ "حدیقۃ الاقالیم" ہے۔ علاوہ معمولی
تاریخی واقعات کے اس میں ہندوؤں کے حالات اور دوسری قوموں کے
مراسم اور رواج کا تذکرہ ہے اور مندروں اور تاروں اور مشہور شاعروں کا بھی

صنعت اور حرفت پر ایک مستقل باب علیحدہ لکھا گیا ہے ۔ نوابان اودھ
اور اونکے وزیروں کے حالات بھی اس کتاب میں درج ہیں ۔

یہ کتاب اسلامی دنیا کی تاریخ ہے جسمیں راجگان دہلی اور
قطب الدین ایبک سے لیکر شاہ عالم کے زمانہ تک کے حالات درج ہیں۔
شاہان دکن ۔ کشمیر ۔ بنگال ۔ جونپور اور سندھ کے بھی حالات مذکور ہیں۔
تاریخ رمضان ۱۲۴۹ھ / ۱۸۳۴ء میں مرتب ہوئی ۔ مصنف نے مفتی خیرالدین کی
تاریخ "عبرت نامہ" میں اضافہ کرکے اپنی تاریخ مرتب کی ۔
مسٹر نکلسن کی کتاب کا ماخذ بھی یادگار بہادری ہے ۔

مصنف لالہ بہادر سنگھ ۔ (بہادر شاہی) لالہ ہزاری مل کے
لڑکے اور بچھو چند کے پوتے ۔ شاہجہان آباد (دہلی) میں پیدا ہوئے ۔
لیکن ترک سکونت کرکے الہ آباد گئے اور وہاں سے غازی الدین حیدر کے
زمانہ میں لکھنؤ (۱۲۳۱ھ / ۱۸۱۶ء) جاکر یادگار بہادری کے نام سے تمام دنیا کی
تاریخ مرتب کی جو ۱۲۴۹ھ میں شائع ہوئی ۔ مصنف کشمیری پنڈتوں سے
بیحد بیزار تھے جسکی وجہ سے انہوں نے نصیحت کی ہے کہ کشمیری پنڈتوں کی
دوستی پر ہرگز اعتبار نہ کرنا چاہئے ۔

اختصار التواریخ

اس تاریخ میں ہند و راجگان اور شاہان دہلی کے حالات بابر شاہ سے شروع ہو کر خاندان سوری پر ختم ہو جاتے ہیں اور پھر اکبر شاہ کے زمانہ تک واقعات مذکور ہیں۔ یہ تاریخ "حدیقۃ الاقالیم" اور "لوبتہ التواریخ" (مصنفہ بہارا مل) کا خلاصہ ہے۔
مصنف کا نام بساون سنگھ بیٹھان سنگھ (کایستھ ماتھر) ہے

شاہ عالم نامہ

شاہ عالم بادشاہ کے شروع ستائیس ۲۷ سالہ عہد حکومت کے حالات اس تاریخ میں بیان کئے گئے ہیں۔ دیباچہ میں مصنف نے اپنا کچھ بھی تذکرہ نہیں لکھا ہے لیکن "تاریخ بحر مواج" کے تیسرے حصہ کا ایک ٹکڑا اور تاریخ مظفری کی نقل ہے۔ آخر الذکر دونوں تاریخوں کا مصنف محمد علی خاں انصاری ہے۔ جسکے حالات تحت "بحر مواج" درج ہیں۔

تاریخ شاہ عالم

شاہ عالم کے اکتیس ۳۱ سالہ عہد حکومت کے حالات سال بسال اور اسکے بعد سنہ ۴۸ جلوس تک کے واقعات اختصار کے ساتھ اس تاریخ میں درج ہیں۔ کتاب ۱۲۲۱ھ میں تکمیل کو پہونچی۔

مصنف منشی منا لال پسر منشی بہادر سنگھ۔

دفتر خالصہ میں روزنامچہ نویس کی خدمت پر مامور تھا۔ ترتیب کا کام اوسنے پندرہ سال کی عمر سے شروع کیا اور پچاس سال کی عمر تک واقعات مشرح اور مفصل لکھتا رہا اسکے بعد آنکھوں کی روشنی جاتی رہی اور مختصر واقعات کا قلمبند کرنا بھی مشکل ہوگیا لیکن سلسلہ کو جاری رکھکر اوس نے یہ کام خوش اسلوبی کے ساتھ تمام کو پہونچایا۔ مصنف جس حصہ کو مختصر بتلاتا ہے وہ بھی مفصل ہے۔

مرآت آفتاب نما

اس تاریخ میں آفرینش عالم سے لیکر شاہ عالم بادشاہ کے چھیالیسویں سنہ جلوس تک کے حالات درج ہیں [illegible] اردو

شاہی امیروں اور ماہرین علم موسیقی وغیرہ کے حالات بھی مناسب موقعوں پر بیان کئے گئے ہیں۔ شاہ عالم بادشاہ کے حالات سال بسال لکھے گئے ہیں اور دوسرے بادشاہوں کے اختصار کیا گیا ہے۔

چونکہ شاہ عالم کا تخلص آفتاب تھا۔ اس مناسبت سے مصنف نے اس تاریخ کو مرتب کر کے اسکا نام "مراۃ آفتاب نما" رکھا۔ سنہ ترتیب ۱۲۱۸ھ / ۱۸۰۳ء ہے۔

مصنف عبد الرحمٰن خاں ہاشمی (شاہنواز خاں) دہلی کے رہنے والے تھے۔ شاہ عالم کے زمانہ میں مصاحبت کی خدمت پر مامور رہے اور اکبر ثانی کے عہد میں کچھ دنوں کے لئے وزارت کے عہدہ پر بھی سرفراز ہو گئے تھے۔

خلاصۃ التواریخ

امیر تیمور صاحبقراں کے زمانہ سے لیکر ۱۲۲۸ھ / ۱۸۱۲ء تک کے واقعات کی مفصل تاریخ دو بابوں پر تقسیم ہے۔

پہلے باب میں بابر سے لیکر محمد اکبر شاہ ثانی تک کے عہد کے مفصل حالات درج ہیں۔ اور اسکے قبل کے مختصر

دوسرا باب بنگال اور بہار کی تاریخ پر مشتمل ہے اسمیں
محمد قاسم خاں کی تخت نشینی سے لیکر (۱۱۷۴ھ ۱۷۶۰ع) مصنف کی معزولی تک کے
حالات بیان کئے گئے ہیں (۱۱۹۸ھ ۱۷۸۴ع)

مصنف انتظام الدولہ ممتاز الملک مہاراجہ کلیان سنگھ بہادر تہور جنگ
مہاراجہ موصوف رائے منشی ہمت رائے (دیوان امیر الامرا صمصام الدولہ)
پوتے اور ممتاز الملک مہاراجہ شتاب رائے بہادر منصور جنگ کے
لڑکے تھے - مہاراجہ منصور جنگ بہادر شاہان دہلی کی جانب سے
صوبہ بہار کے دیوان رہے اور پٹنہ عظیم آباد میں قیام تھا -
دہلی کی بربادی کے بعد مہاراجہ منصور جنگ انگریزوں کے اثر میں
آئے اور وہ پہلے ہندوستانی ہیں جنہوں نے انگریزوں کی ملازمت
قبول کی - اونکے انتقال کے بعد مصنف اونکا جانشین ہوکر صوبہ بہار کے
دیوان کے فرائض انجام دینے لگا لیکن ۱۱۸۹ھ میں مہاراجہ بنارس
اور دوسرے سرکش زمینداروں نے سرکاری مالگذاری داخل نہیں
کی جسکی پاداش میں چھتیس لاکھ کا مطالبہ وارن ہیسٹنگ گورنر جنرل نے
زبردستی مہاراجہ (مصنف) سے وصول کرکے اونکو ایسا تباہ و برباد
کردیا کہ بیچارے وطن چھوڑکر چھ برس سال کلکتہ جلا وطنی میں
رہے اسکے بعد جب پٹنہ واپس آئے تو اونکے سر بلک محالات

کہنہ طور ہو چکے تھے۔ اسلئے کرایہ کے ایک مکان میں (محلہ ٹیڑھی باغ بانکی پور)
۔ کچھ دنوں رہے لیکن ابنائے وطن کی بربادی اور بے روزگاری سے
متاثر ہوکر پھر کلکتہ واپس گئے اور اپنے لڑکے کنور دولت سنگھ بہادر
دلیر جنگ کے یہاں قیام کرکے اپنے ایک دوست کی فرمایش سے
خلاصۃ التواریخ مرتب کردی۔ چونکہ سلطنت مغلیہ کے تشتت تک تواریخ تھی
اسلئے تاریخ کا آغاز بھی خاندان تیموریہ کے حالات سے کیا ہے۔
مصائب ایک جانب رہے۔ کلکتہ کے ابتدائی قیام میں آنکھوں کی بصارت بھی
جاتی رہی لیکن یہ بات قابل تعریف ہے کہ مصنف نے محض اپنی خداداد
حافظہ کے بھروسہ پر ایسی مستند تاریخ حافظہ سے مرتب کردی۔ سال وفات
نہیں معلوم ہوسکا۔ پٹنہ میں اب بھی ایک خاندان ہے جو انکی اولاد میں
ہونیکا دعویدار ہے۔

انتخاب التواریخ

مختلف تاریخوں کا خلاصہ ہے۔ شاہ عالم کے زمانہ میں مرتب ہوئی
لیکن آخری حصہ ناپید ہونیکی وجہ سے نہیں کہا جاسکتا کہ کس بادشاہ کے
حالات پر اور کب ختم ہوئی۔ اس تاریخ میں ہندو مذہب اور ہندو

راجگان کے حالات کے علاوہ - شاہان دہلی - گجرات - کشمیر - جونپور - بنگال اور دکھن کے حالات بھی درج ہیں -

مصنف کا نام سیتا ہے (اصل نام کا پتہ نہیں چلتا ہے) سلطان سنجر سلجوقی کی اولاد میں تھے - جہانگیر کے عہد حکومت میں اونکے مورث آلہ وردی خاں ہندوستان آکر امیروں کے زمرہ میں داخل ہوئے اور جب شاہجہاں سریر آرائے سلطنت ہوا تو آلہ وردی خاں مالوہ کے صوبہ دار ہوگئے -

مصنف کے ناتھالی مورث اسلام خاں شاہجہاں کے عہد میں دکھن کی صوبہ داری کے منصب پر سرفراز رہے -

تحفۃ الکرام

یہ ایک معتبر اور مستند تاریخ ہے جس میں آفرینش عالم سے لیکر ۱۱۸۰ھ تک کے تمام حالات درج ہیں - کتاب تین فصلوں پر مشتمل ہے - دو فصلوں میں پیغمبروں اور دوسرے ملکوں کے بادشاہوں کے حالات بیان کئے گئے ہیں - اور تیسری فصل میں سندھ کے حالات درج ہیں مصنف نے اپنے ماخذ کو نام بنام

گنایا ہے۔ جو سب معتبر اور مستند ہیں۔

مصنف میر شیر علی قانع ۔ والد کا نام سیّد عزت اللہ شیرازی۔ مصنف کے مورث اعلیٰ سید شکر اللہ شیرازی ۹۲۷ھ ۱۵۲۰ء میں شیراز سے ٹھٹھہ (سندھ) آکر آباد ہو گئے اور اسی شہر میں مصنف ۱۱۴۰ھ ۱۷۲۷ء میں پیدا ہو کر پیوند خاک ہوا۔ شاعری سے بھی ذوق تھا۔ میر علی شیر نے بہت کتابیں تصنیف کیں جنہیں "تاریخ عباسیہ" ایک مستند تاریخ ہے۔

تحفۃ الہند

یہ تاریخ ۱۱۴۸ھ ۱۷۳۵ء میں مرتب ہو کر محمد شاہ کے دربار میں پیش ہوئی۔

مصنف لالہ لال رام ۔ لالہ دولہ رام کے بیٹے اور رائے کپخن رائے کے پوتے تھے۔ رائے کپخن رائے عالمگیر کی سرکار میں ملازم اور "رائے" کے خطاب سے مفتخر تھے۔ لالہ رام کو بھی "رائے" کا خطاب تھا اور محمد شاہی ملازموں میں سے تھے۔

اشرف التواریخ

یہ کتاب سات حصوں میں تقسیم ہے۔ پہلے سے چوتھے حصہ تک
ہندو راجاؤں کی مکمل تاریخ ہے اور پانچویں حصہ میں سلاطین دہلی کے
حالات اکبر ثانی کے زمانہ تک درج ہیں۔ چھٹے حصہ میں ملک کی آمدنی
اور ذرایع آمدنی کی تفصیلات ہیں اور آخری حصہ (خاتمہ) میں
مشہور شہروں اور عجائبات کا تذکرہ ہے۔

مصنف لالہ کشن دیال ساکنہ دہلی - پانچ سال کی محنت میں
تاریخ مکمل کر کے مصنف نے اسکو لالہ چندو لال صاحب دیوان سلطنت آصفیہ
(حیدرآباد) کے نذر کیا (سنہ ۱۸۲۶ء) اسی نام کی ایک تاریخ چودھویں صدی میں
عزیز الدین بن عبد الرحمٰن بن احمد نے مرتب کی تھی۔

جنان الفردوس

اس تاریخ میں ایشیا - یورپ اور افریقہ کے مسلمان بادشاہوں کے
عہد حکومت کے حالات معہ سنہ پیدائش - جلوس اور
وفات درج ہیں۔

کتاب آٹھ حصوں میں تقسیم ہے۔ لیکن ہمکو صرف چھٹے حصے سے تعلق ہے۔ جسمیں شاہان دہلی کے حالات خاندان سوری تک مذکور ہیں۔ شاہان گجرات۔ مالوہ۔ جونپور۔ بنگال۔ ملتان اور سندھ کا بھی تذکرہ ہے۔

مصنف مرزا محمد یوسف۔ یہ تاریخ ۱۱۲۶ھ ۱۷۱۴ء میں مکمل ہو گئی تھی۔ منشی تجمل حسین نے اس تاریخ کا ایک نسخہ اپنے محسن مسٹر چیپل کے کتب خانہ میں ۱۲۴۴ھ ۱۸۲۸ء میں دیکھا۔ چونکہ اس نسخہ میں مرزا یوسف نے سلاطین مغلیہ کے باقی بادشاہوں اور صوبہ داروں کے حالات درج نہ کئے تھے (مصنف کا انتقال ہو چکا تھا) اس لئے منشی تجمل حسین نے دو باب اپنی جانب سے اضافہ کر دئیے یعنی ساتویں باب میں سلاطین مغلیہ اور آٹھویں میں نوابان اودھ اور ناظمان بنگال اور بہار کے حالات درج کر کے ان کو اصل تاریخ کے ساتھ شامل کر کے کتاب مکمل کر دی۔

کاشف الاخبار

یہ تاریخ "حدیقۃ الاقالیم" اور دوسری مستند تاریخوں کا خلاصہ ہے جسکو مصنف نے (۱۲۲۲ھ ۱۸۰۶ء) اکبر شاہ ثانی کی تخت نشینی کے بعد ترتیب دیا ہے۔

راجگان ہند اور سلاطین دہلی کے تفصیلی حالات بیان کر کے مصنف نے مرہٹوں سکھوں اور انگریزوں کے حالات بھی درج کئے ہیں۔ دکھن۔ جونپور۔ گجرات۔ مالوہ۔ سندھ۔ ملتان اور دکھن کے بادشاہوں کے حالات بھی اس تاریخ میں مذکور ہیں۔

مصنف کا نام عنایت حسین ہے۔ زیادہ حالات دستیاب نہیں ہوئے۔

اخبار محبت

سلاطین غزنوی سے لیکر اکبر شاہ ثانی کی تخت نشینی تک کے حالات اس تاریخ میں بیان کئے گئے ہیں۔ نادر شاہ اور احمد شاہ حملوں کا مفصل تذکرہ ہے۔ مرہٹوں۔ انگریزوں اور سکھوں کے بھی

حالات درج ہیں۔ مطالعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس تاریخ کی ترتیب میں مصنف نے تاریخ ابراہیم خاں اور "نگار نامہ ہند" پر زیادہ بھروسہ کیا ہے۔

مصنف نواب محبت خاں جو دلیر خاں اور دریا خان کی اولاد میں تھے۔

حدیقۃ الاقالیم

ایک عام تاریخ ہے جس میں مختصراً تمام ملکوں کے بادشاہوں کا تذکرہ ہے لیکن واقعی طور پر یہ تاریخ مرہٹوں، روہیلوں اور نوابان اودھ کے کارناموں (کرتوتوں) کا ایک مفصل مرقع ہے۔ عالمگیر کے جانشینوں کی تاریخ مرتب کرنے میں انگریزوں کا مستند اور بلند مرتبہ ماخذ ایک یہ تاریخ بھی ہے۔

مصنف مرتضیٰ حسین عرف شیخ الہ یار عثمانی بلگرامی[1]۔

پیدائش (سنہ ۱۱۴۹ھ / ۱۷۳۶ء)۔

دیباچہ میں مصنف لکھتا ہے کہ سنہ ۱۱۴۲ھ / ۱۷۲۹ء سے سنہ ۱۱۸۶ھ / ۱۷۷۲ء تک

---

[1] قصبہ بلگرام ضلع ہردوئی (اودھ)

(محمد شاہ کے زمانہ سے شاہ عالم کے زمانہ تک) مختلف امیروں کی سرکار میں معزز عہدوں پر ممتاز رہنے کے بعد ہوا کا رخ بدلا ہوا پایا چالیس سال کی عمر میں اپنے نادار مالکوں سے رخصت ہو کر تلاش معاش میں انگریزوں کی چھاؤنیوں کا چکر لگانا شروع کردیا اور بالآخر اپنے دوست منشی رجب علی کے ذریعہ سے مسٹر اسکاٹ کا میر منشی مقرر ہو کر (سنہ ۱۱۹۰ھ ۱۷۷۶ء) فکر معاش سے فارغ البال ہو گیا۔ اور اسی زمانہ میں اوس نے اپنی تاریخ مرتب کی۔ مصنف کو اعتراف ہے کہ اکثر موقعوں پر اوسنے اپنے ماخذ کی عبارت بجنسہ نقل کر دی ہے۔

تاریخ برہان الفتوح

واقعی طور پر یہ تاریخ نواب سعادت علی خاں برہان الملک کی یک مفصل سوانح عمری ہے۔ جس میں صوبہ دار موصوف کے محاسن اور محامد کو شاندار لفظوں میں بیان کرنیکے بعد تاریخ کا نام بھی برہان الفتوح رکھا گیا ہے۔ اسی سلسلہ میں مصنف نے دہلی کے حالات بھی درج کر دیئے ہیں۔

تاریخ سنہ ۱۱۹۰ھ ۱۷۷۶ء میں مرتب ہوئی لیکن کچھ عرصہ کے بعد مصنف نے

آخر ایل وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل کا سکریٹری تھا۔

ضروری ترمیم و تنقیح کے بعد اس کا نام "مرآت الصفا" رکھ کر ایک دوسرے امیر کے نذر کر دی تھی۔

یہ تاریخ معمولی اور بہت معمولی ہے لیکن اسمیں صحت کا بہت لحاظ رکھا گیا ہے اور اس اعتبار سے یہ ایک مستند تاریخ ہے۔

مصنف سید محمد علی ابن محمد صادق نیشاپوری۔

مصنف نواب برہان الملک کا ہم وطن تھا۔ زیادہ حالات نہیں معلوم ہوسکے۔

عمادت السعادت

سنہ ۱۲۲۳ھ / ۱۸۰۸ء میں کرنیل بیلی کی فرمائش سے مصنف نے نوابان اودھ کی یہ تاریخ مرتب کی۔ اس میں نواب سعادت علیخاں تک کے حالات درج ہیں۔ درانیوں۔ افغانوں۔ مرہٹوں سکھوں اور انگریزوں کا بھی تذکرہ ہے۔

نگار نامہ ہند

کرنیل بیلی ایک مفصل تاریخ چاہتے تھے اور چونکہ "عمادت السلطنت" مختصر تھی اسلئے کرنیل موصوف کی رضا جوئی کے لئے مصنف نے "نگار نامہ ہند" مرتب کی اس میں تیسری جنگ پانی پت کے مفصل حالات دلچسپ پیرایہ میں بیان کرنے کے بعد مصنف نے مرہٹوں افغانوں۔ درانیوں اور مغلوں کے تمام جھگڑوں اور لڑائیوں کو بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ یہ تاریخ ۱۸۰۸ء کے بعد مرتب ہوئی ہے۔

مصنف۔ "عمادت السلطنت" اور "نگار نامہ ہند" کے مصنف سید غلام علی نقوی ہیں۔ (سکونت رائے بریلی اودھ) والد کا نام سید محمد اکمل۔ مصنف کے والد بسلسلہ ملازمت دہلی (شاہجہاں آباد) میں مقیم تھے۔ مصنف بھی دہلی جا کر ملازم ہو گیا۔ اور جب غلام قادر خاں نے شاہ عالم بادشاہ کی آنکھیں نکلوا کر بیگمات کو بے آبرو کیا اسوقت مصنف کے والد حج بیت اللہ کو روانہ ہوئے اور مصنف تلاش معاش کی جستجو میں کانپور اور گورکھپور گھومتا ہوا فیض آباد پہونچکر کرنل بیلی کی وساطت سے ملازمت پاکر سات سال تک فیض آباد میں مقیم رہا۔ اس کے بعد اپنے وطن رائے بریلی

آکر انتقال کر گیا۔ دیباچہ میں لکھتا ہے کہ واقعات اوسنے اپنے ایک ایسے دوست سے حاصل کیئے ہیں جو اون تمام لڑائیوں میں موجود تھا جو شمالی ہندوستان میں لڑی گئیں۔

تاریخ ابراہیم خان

مرہٹوں کے عروج و زوال کی ایک مستند تاریخ ہے۔ تیسری جنگ پانی پت اور اس لڑائی کے قبل جسقدر لڑائیاں مرہٹوں اور راجپوتوں اور درانیوں میں ہوئیں اون کے حالات کا یہ تاریخ ایک مفصل آئینہ ہے۔

مصنف ملا محمد بخش۔ لارڈ کارنوالس گورنر جنرل کی مدح سرائی کے بعد لکھتا ہے کہ تاریخ مذکور اُس نے سنہ ۱۲۰۱ھ (۱۷۸۶ء) میں نواب علی ابراہیم خان کی فرمایش اور لارڈ موصوف کے اشارہ سے بنارس میں مرتب کی۔

تاریخ فیض بخشی

روہیلکھنڈ کی تاریخ ہے جسکو مصنف نے ۱۱۹۰ھ / ۱۷۷۶ع میں کپتان کرپاٹرک کی فرمایش سے مرتب کی اس میں افغانوں کے حالات اور اونکے جنگی کارناموں کا تذکرہ ہے۔

مصنف شیو پرشاد۔ ابتداً فیض اللہ خان کا ملازم بعدہ انگریزوں کی ملازمت کرلی۔ دیباچہ میں لکھتا ہے کہ اوسکے آقائے نامدار جنرل کرپاٹرک نے اپنے چھوٹے بھائی کپتان کرپاٹرک سے ملاقات کرائی اور اون کی فرمایش کی تعمیل میں مصنف نے یہ تاریخ مرتب کرکے اپنے پرانے محسن کے نام کی نسبت سے تاریخ کا نام تاریخ فیض بخشی رکھدیا۔ اس نام کی ایک دوسری تاریخ فیض بخش، فیض آبادی نے بھی مرتب کی ہے۔

سعادت جاوید

پہلے حصہ میں ہندو راجاؤں کے حالات ہیں جو مہابھارت اور
"تاریخ صبح صادق" سے نقل کئے گئے ہیں۔ دوسرے حصہ میں خاندان غزنوی
اور شاہان دہلی کے حالات درج ہیں اور تیسرے حصہ میں ہندوستان کے
امیروں اور مشہور لوگوں کے مختصر حالات بیان کئے گئے ہیں۔
نواب سعادت علی خان کے زمانہ میں یہ تاریخ مرتب ہوئی (مابین ۱۸۰۵ء و
۱۸۱۴ء) اس لئے اسکا نام "سعادت جاوید" ہے۔

تاریخ معمولی ہے لیکن محمد شاہ کے زمانہ سے ۱۸۰۵ء تک
جس قدر مشہور ہندو اور مسلمان گذرے ہیں انکے مستند حالات
معلوم کرنیکے لئے یہ کتاب بہت مفید ہے۔

مصنف پنڈت ہرنام سنگھ (برہمن ۔ سرسوتی) والد کا
نام پنڈت گوردہن سنگھ۔ مصنف برہمن آباد (صوبہ لاہور) میں پیدا ہوا
لیکن اصل رہنے والا قصبہ ملانواں ضلع ہردوئی کا ہے۔ مصنف کا والد
نوابان اودھ کا ملازم رہا لیکن مصنف خود عین الملک حاکم بریلی کے یہاں
کارکن تھا ۱۱۹۵ھ / ۱۷۸۰ء سے لیکر ۱۱۹۹ھ / ۱۷۸۴ء ملازمت کرنے کے بعد وہ
لکھنؤ چلا گیا اور وہیں فوت ہوا۔

زبدۃ الاخبار

امراؤ سنگھ بنارسی کی کتاب "خلاصۃ التواریخ" کا خلاصہ ہے جسمیں راجہ جدھشٹر سے لیکر شاہ عالم بادشاہ کے عہد تک کے حالات درج ہیں۔ مصنف نے دہلی کے ماتحت صوبوں کی آمدنی و خرچ کی تفصیل بھی آخر کتاب میں درج کردی ہے۔

مصنف بہادر سنگھ۔ سرکول بروک (افسر اعلیٰ محکمہ مال۔ ممالک مفتوحہ و مقبوضہ) نے مصنف کو محکمہ مال میں جگہ دیکر فکر معاش سے فارغ البال کردیا اور اطمینان نصیب ہونے کے بعد اوسنے تاریخ تیار کرکے اپنے محسن کے نذر کردی۔

مرآت احمدی

سلطنت گجرات کے قائم ہونیکے وقت سے مرہٹوں کی شکست تک کے حالات اس تاریخ میں درج ہیں (سنہ ۱۱۷۴ھ ۱۷۶۰ء) محمد شاہ کے آخر دور میں مصنف صوبہ گجرات کا دیوان ہوکر گیا اور احمد شاہ کے عہد میں (سنہ ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ء) اوس نے منشی مہت لال صدر و اصلباقی نویس صوبہ مذکور کی مدد سے

مالگذاری کے قواعد اور نقشوں کی ترتیب کے سلسلہ میں تاریخ مرآت احمدی مرتب کر کے صفر ۱۱۷۵ھ میں شایع کر دی۔ مقدمہ میں صوبہ گجرات کا جغرافیہ اور عہد سابقہ کے قوانین مالگزاری کا تذکرہ ہے۔ ہندو راجاؤں کی تاریخ بیان کرنے کے بعد سلطان محمود غزنوی کے سلسلہ میں سلاطین گجرات کے عہد حکومت پر اس حصہ کو ختم کر دیا گیا ہے۔ سلاطین مغلیہ کے حالات اکبر سے لیکر اورنگ زیب کی ذلش سالہ حکومت تک بیان کئے ہیں۔ اور پھر بہادر شاہ کے زمانہ سے لیکر شاہ عالم کے زمانہ تک (۱۱۷۴ھ) خاتمہ میں احمد آباد اور نواح احمد آباد کی مسار لیکن مشہور مقدس مقامات اور مزارات کا تذکرہ ہے۔ پرگنوں کی تفصیلات اور باشندوں کے رسم و رواج کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

مصنف کا نام علی احمد خاں ہے۔

مرآت سکندری

شاہان گجرات کی تاریخ ہے جس میں سلطان مظفر شاہ ثالث تک کے حالات درج ہیں (۱۰۱۵ھ) اسکا ماخذ معتبر تاریخیں ہیں اور اکثر

واقعات کا مصنف چشم دید گواہ ہے۔ یہ تاریخ سنہ ۱۰۲۰ھ میں مرتب ہوئی۔
مصنف سکندر بن محمد عرف منجھو۔ والد کا نام محمد اکبر۔
زیادہ حالات دستیاب نہیں ہوئے۔

تاریخ سلطان محمد قطب شاہ

یہ کتاب خاندان قطب شاہی گولکنڈہ کی مستند تاریخ ہے۔
جسمیں سلطنت کے قیام کے سال سے سنہ ۱۰۲۵ھ (۱۶۱۶ء) تک کے حالات
درج ہیں۔ ماہ شعبان سنہ ۱۰۲۶ھ میں ترتیب کا کام شروع ہو کر
سنہ ۱۰۲۷ھ میں ختم ہوا۔ مصنف نے خود دیباچہ میں لکھا ہے کہ سلطان
قطب شاہ کے کسی پیشرو کے عہد میں ایک مفصل مگر لامعلوم تاریخ
مرتب ہوئی تھی جسکے مصنف نے اپنے نام کو بھی دیکھے از چاکران
این درگاہ کے پردہ میں مخفی رکھا۔ موجودہ تاریخ آخرالذکر کا
خلاصہ ہے۔ سلطان محمد قطب شاہ ۱۷ ذیقعد سنہ ۱۰۲۰ھ (۱۶۱۱ء) کو تخت نشین ہوا
اور اسلئے موجودہ تاریخ میں اوس کے پانچ سال کے عہد حکومت کے
حالات درج ہو سکے۔ خاتمہ میں مصنف لکھتا ہے کہ اگر زندگی نے
وفا کی تو اس سلطان کے عہد کی مکمل تاریخ مرتب کر کے شامل کریگا۔

لیکن ایسی تاریخ شامل نہ ہوسکی شاید مصنف کا انتقال سلطان کے عہد ہی میں ہوگیا اور اسلئے وہ اپنا وعدہ وفا نہ کرسکا۔

تاریخ ایک مقدمہ۔ چار مقالوں اور خاتمہ پر تقسیم ہے۔

مقدمہ میں امیر قرا یوسف ترکمانی اور اونکے اخلاف واسلاف کا تذکرہ ہے۔

مقالہ اول میں بانئ سلطنت۔ سلطان قلی قطب الملک کے حالات سنہ ۹۵۰ھ/۱۵۴۳ء تک درج ہیں۔

مقالہ دوم میں سلطان جمشید قطب الملک کے حالات اونکی تخت نشینی سے وفات تک بیان کئے گئے۔ (سنہ ۹۵۵ھ/۱۵۵۰ء) اسی مقالہ میں اونکے لڑکے سبحان قلی کے بھی حالات ہیں جو چھ ماہ کی حکومت کے بعد معزول کردئیے گئے تھے۔

مقالہ سوم میں ابراہیم قلی خاں کے حالات ہیں جنہوں نے سنہ ۹۸۸ھ/۱۵۸۰ء میں انتقال کیا۔

مقالہ چہارم میں سلطان ابوالفتح محمد قطب کے حالات ہیں جو سنہ ۱۰۲۰ھ/۱۶۱۱ء میں فوت ہوئے۔

خاتمہ میں ابوالمظفر ابوالمنصور محمد قطب شاہ کے حالات تخت نشینی سے سنہ ۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء تک درج ہیں۔

اس تاریخ کے مصنف نے بھی اپنا نام ظاہر نہیں کیا اسلئے اوسکے
الات میسر نہیں ہوسکے۔

بساطین السلاطین

شاہان عادل شاہی بیجاپور کی تاریخ ۱۲۳۲ھ ۱۸۲۴ء تک ہے۔
وس میں آٹھ فصلیں ہیں جو بوستان کہلاتی ہیں۔
پہلی بوستان میں بانئے سلطنت عادل شاہ کے حالات ۹۱۶ھ ۱۵۱۰ء تک
درج ہیں۔ دوسری بوستان سے ساتویں تک عادل شاہ کے
جانشینوں کی تاریخ ۱۰۹۷ھ ۱۶۸۶ء تک ہے اور آخری بوستان میں
آخری تاجدار سکندر شاہ کے عہد حکومت کے حالات ہیں جسکے بعد
عالمگیر نے بیجاپور پر قبضہ کرکے اپنی سلطنت کا ماتحت صوبہ بنالیا۔
عالمگیر کے زمانہ سے انگریزوں کے قبضہ تک جو واقعات گذرے
اونکا تذکرہ اسی بوستان میں کرنیکے بعد مصنف نے تاریخ ختم کردی ہے۔
مصنف غلام مرتضیٰ عرف حضرت صاحب۔
حضرت شاہ عبداللہ چشتی کے داماد تھے۔ ایک دوسرے نسخہ کے
اعتبار سے اس تاریخ کے مصنف محمد ابراہیم الزبیری ہیں لیکن

دعویٰ درست نہیں ہے۔ یا ممکن ہے کہ محمد ابراہیم نے بھی کوئی تاریخ اسی نام کی مرتب کی ہو۔

واقعات کشمیر

زمانہ سلف سے سنہ ۱۱۶۰ھ (۱۷۴۷ء) تک کے واقعات اس تاریخ میں مذکور ہیں۔ یہ تاریخ ایک مقدمہ تین بابوں اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔

مصنف دیباچہ میں لکھتا ہے کہ سنسکرت زبان میں کشمیر کی ایک مشہور تاریخ تھی جسکو قاری حسین نے فارسی کا جامہ پہنا کر اپنے زمانہ تک کے واقعات کا اضافہ کر دیا اور اسی ترجمہ کی مدد سے بہت سی تاریخیں مرتب ہو گئیں۔ لیکن کسی مصنف کو کشمیر کے شاعروں اور مشہور لوگوں کے حالات اضافہ کرنیکی توفیق نہ ہوئی۔ مصنف "واقعات کشمیر" نے اس کمی کو پورا کر کے تاریخی واقعات اپنے زمانہ تک درج کر دیئے ہیں۔

اس تاریخ کی ترتیب کا کام سنہ ۱۱۴۸ھ (۱۷۳۵ء) میں شروع ہو کر سنہ ۱۱۵۹ھ (۱۷۴۶ء) میں ختم ہوا۔ اور واقعات کشمیر سنہ ۱۱۶۰ھ میں شایع ہو گئے۔

مقدمہ میں کشمیر کے دلچسپ منظروں کا تذکرہ ہے۔ پہلے باب میں صوبہ کشمیر کے ابتدائی حالات اور ہندو راجاؤں کے عہد حکومت کی

تفصیلات ہیں۔ دوسرے باب میں مسلمان بادشاہوں کا تذکرہ ہے۔
تیسرے باب میں آخری تاجدار کے ذکر کے بعد مصنف نے اکبر سے لیکر
محمد شاہ بادشاہ کے زمانہ تک کے واقعات پر اس کو ختم کردیا ہے۔
خاتمہ میں پرگنوں کی تفصیل ہے۔ صناعیوں کا تذکرہ ہے اور ہر عہد کے
بادشاہ کے زمانہ کے مشہور لوگوں کے حالات جدا جدا
بیان کئے گئے ہیں۔

مصنف نے اپنی تاریخ کی تکمیل میں مندرجہ ذیل کتب تواریخ
کام لیا ہے۔

۱۔ تاریخ مرتبہ سید علی۔ ۲۔ تاریخ رشیدی مصنفہ مرزا ملک حیدر۔
۳۔ منتخب التواریخ مصنفہ احسان بیگ ۴۔ تاریخ حیدر
۵۔ رشتی نامہ مصنفہ بالاتائب۔ ۶۔ درجات الشعادت مصنفہ خواجہ سعادت۔
۷۔ اسرار الابرار مصنفہ بابا داؤد۔

مصنف محمد اعظم۔ باپ کا نام خیر الزماں خاں۔ زیادہ
حالات کیلئے ملاحظہ ہو دیباچہ۔

تاریخ کشمیر

مصنف دیباچہ میں لکھتا ہے کہ ملک حیدر نے اپنے دوست عارف خان دیوان کشمیر کی فرمایش پر سنسکرت اور فارسی زبان کی تاریخوں سے مواد فراہم کر کے تاریخ کشمیر لکھنے کا پورا انتظام کر لیا تھا لیکن کسی وجہ سے وہ کام رہگیا اور اونکا جمع کیا ہوا مصالحہ مصنف کے ہاتھ آگیا جسکو اوس نے اصل کتابوں سے مقابلہ کرنیکے بعد تاریخ کشمیر سنہ ۱۱۳۲ھ میں مرتب کر دی۔ ملک حیدر جہانگیری امیر اور "رئیس الملک چغتائی" کے خطاب سے سرفراز اور سنہ ۱۰۲۸ھ کے سفر کشمیر میں جہانگیر کے ہمراہ تھے۔ ظاہر ہے کہ ایسے بلند رتبہ امیر نے کس قسم کا سامان تاریخ کے لئے فراہم کیا ہوگا۔

مصنف نراین کول عاجز کشمیری۔ حالات دستیاب نہیں ہوئے۔

تاریخ ترنگی

سنسکرت زبان کی ایک مشہور تاریخ ہے جو سلطان زین العابدین والیٔ کشمیر کے عہد میں ۱۴۴۲ھ میں شایع ہوئی اور اکبر کے حکم سے اسکو فارسی کا لباس ملا شاہ محمد شاہ آبادی نے (کشمیر کا ایک قصبہ) پہنایا اور بادشاہ موصوف کے حکم سے ۹۹۹ھ میں ملا عبد القادر بدایونی نے اوس ترجمہ کی نظر ثانی کی - ترجمہ ناپید ہے - یہ تاریخ کشمیر کے راجاؤں کے عروج اور زوال کے اسباب کا ایک سچا فوٹو ہے -

مصنف پنڈت کلہانا - والد کا نام چینپک سکونت پرہاسپور (کشمیر)۔ ٹھاکر اچھر چند (مترجم راج ترنگی) لکھتے ہیں:-

"اس میں شبہ کی بہت کم گنجایش ہے کلہن ذات کے لحاظ سے برہمن تھا جس قسم کی سنسکرت علمیت کا اظہار راج ترنگی میں کیا گیا ہے - وہ کشمیر اور ہندوستان کے باقی حصوں میں بھی زیادہ تر برہمن پنڈتوں کے حصہ میں آیا کی ہے -"

---

[۱] فاضل مترجم کا دیباچہ سنجیدگی سے گرا ہوا اور غلط نتایج کا ایک تکلیف دہ ذخیرہ ہے -

[۲] ملاحظہ ہو - دیباچہ تاریخ مذکور مطبوعہ سیوک اسٹیم پریس لاہور ۱۹۱۲ء -

مترجم موصوف لکھتے ہیں کہ وہ شیو جی کا پجاری تھا مگر
اوسکو بدھ مذہب کے ساتھ بھی لگاؤ تھا۔ مصنف راج ترنگنی نے
کسی جگہ بھی اپنی ابتدائی تعلیم اور مطالعہ کا ذکر نہیں کیا ہے۔
جسکی بدولت وہ اس قابل ہوسکا کہ ایسی قابل یادگار
تاریخ چھوڑ گیا ہے۔

پنڈت کلہانا کی شاعری کا نمونہ راج ترنگی ہے۔
اس منظوم تاریخ کے مطالعہ سے کشمیر کی جغرافیائی حالات کے
متعلق مفصل حالات معلوم ہوسکتے ہیں۔

پیدائش۔ راج ترنگی ۱۱۴۸ء میں مرتب ہوئی۔
طرز تحریر اور تاریخ کے معائنہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
مصنف نے جب یہ تاریخ لکھی تو وہ نوجوان نہ تھا۔
۱۱۱۲ء سے ۱۱۲۰ء تک کے ابتدائی سالوں کی بابتہ جو کچھ
لکھا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تحریرات کی بنا
کسی پختہ کار شخص کے ذاتی مشاہدہ پر قائم ہے۔ ان واقعات
سے مترجم نتیجہ نکالتا ہے کہ پنڈت کلہن کی پیدائش اگر
اس صدی کے آغاز میں قائم کر لی جائے تو غالباً
غلطی نہ ہوگی۔ راج ترنگی کا مصنف اپنے ہموطنوں کی بابتہ

لکھتا ہے کہ کشمیری سپاہ بزدل اور شیخی خوری ہے۔ غنیم کو دیکھکر اور بعض صورتوں میں اونکی آمد کی افواہ سنکر منتشر ہو جایا کرتی ہے اور مقابلہ پہ کانپنے لگتی ہے۔ جب کبھی راجہ کے محل پہ حملہ ہوا تو پہرہ دار اور وزیر فوراً بھاگ کھڑے ہوئے۔ مصنف نے ان معاملات کا حقارت آمیز الفاظ میں تذکرہ کیا ہے۔ ص ۱۰۹۔

یہ تاریخ شاعری کا بہترین نمونہ ہے لیکن تاریخی حیثیت سے کشمیر کے حالات کا مرقع اور قدیم فرمانروایان کے عروج و زوال کا فوٹو بھی ہے۔

مصنف کے والد راجہ پرتش کے دربار میں ایک معزز عہدہ پہ ۱۰۸۹ھ سے ۱۱۰۱ھ تک مامور اور ۱۱۳۶ھ تک زندہ تھے۔ مصنف کو بھی ملازمت کا موقع حاصل تھا لیکن ملازمت کے قیود سے آزاد رہکر اوسنے اپنے ملک کی ایسی زبردست تاریخ لکھ ڈالی۔

پنڈت کلہانا کا خاندان رواداری کے لئے مشہور تھا اور اوس کی اس خوبی نے ہزارہا بدھ مذہبیوں کو راجہ کے ہاتھ سے برباد ہونے سے بچایا۔

مصنف کی وفات کا حال معلوم نہ ہو سکا۔ لیکن غالباً گیارہویں صدی کے آخر تک زندہ تھا۔"

تاریخ فرشتہ

"گلشن ابراہیمی" اور "نورس نامہ" کے ناموں سے بھی مشہور ہے۔ اس تاریخ میں زمانہ قدیم سے ۱۰۲۳ھ/۱۶۱۴ء تک کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب مقدمہ۔ خاتمہ اور بارہ۱۲ مقالوں پر مشتمل ہے۔

مقدمہ میں ہندوؤں کے عقائد اور قدیم راجاؤں کی عہد حکومت کو بیان کرنیکے بعد مسلمان فاتحین کی آمد کا تذکرہ ہے۔ پہلے۱ مقالہ میں سلاطین غزنہ لاہور کے اور دوسرے۲ میں سلاطین دہلی کے حالات ہیں۔ تیسرے۳ لغایتہ چھٹے۶ مقالوں میں شاہان دکھن کے عہد حکومت کا بیان ہے۔ ساتویں۷ میں سلاطین بنگالہ اور شاہان شرقی کے حالات درج ہیں۔ آٹھویں۸ مقالہ میں حکمرانان ٹھٹھہ اور ملتان کے اور نویں۹ میں زمینداران سندھ کے۔ دسویں۱۰ میں ملابار کے حالات بارہویں۱۲ مقالہ میں ہندوستان کے صوفیوں اور مشاہیر کا تذکرہ ہے۔

مصنف محمد قاسم ہندو شاہ فرشتہ (پیدائش استرآباد سنہ ۹۶۰ھ / ۱۵۵۲ء)

والد کا نام مولانا غلام علی ہندو شاہ ۔ اوائل عمری میں مصنف اپنے والد کے ہمراہ مرتضیٰ نظام شاہ اول کے عہد میں احمدنگر آیا۔ مولانا موصوف شاہزادہ حسین کے اتالیق مقرر ہو جانیکی وجہ سے احمدنگر میں آباد ہوگئے ۔ مرتضیٰ نظام شاہ اور اونکے جانشین مولانا کا بہت ادب واحترام کرتے رہے ۔ مولانا کے انتقال کے بعد مصنف بیجاپور چلا آیا اور ابراہیم عادل شاہ بادشاہ کے مصاحبوں میں داخل ہوگیا ۔ بعدہٗ اپنے آقائے نامدار کے حکم سے تاریخ فرشتہ مرتب کرکے بادشاہ موصوف کے نام کی رعایت سے تاریخ کا نام گلشن ابراہیمی رکھدیا ۔ اس تاریخ کا دوسرا نام دو نورس نامہ بھی ہے جو ابراہیم عادل شاہ کے محبوب ترین محل نورس بیگم کے نام پہ رکھا گیا ہے ۔

تاریخ کے تکملہ کے بعد ابراہیم عادل شاہ نے مصنف کو سفارت کی خدمت پر جہانگیر بادشاہ کے دربار میں بھیجا (سنہ ۱۰۱۶ھ) وفات کے ٹھیک سنہ کا پتہ نہیں لیکن مصنف سنہ ۱۰۳۳ھ تک زندہ تھا۔ یہ سال بہادر شاہ فاروقی کی وفات کا ہے اور مصنف نے اس بادشاہ کی سنہ وفات کا اندراج اپنے قلم سے کیا ہے ۔

مصنف تاریخ نویسی کے فرائض سے پورا آگاہ تھا اور اسکی مرتب کی ہوئی تاریخ کی بڑی صفت یہ ہے کہ تمام کتاب میں بادشاہ وقت کی تعریف میں ایک حرف بھی نہیں لکھا ہے۔ جب بادشاہ وقت کے ساتھ یہ برتاؤ تھا تو "مرحوم" بادشاہ کس شمار و قطار میں ہونگے۔

جوہر صمصام

اورنگ زیب کی وفات سے لیکر نادر شاہ کے حملہ اور اسکی واپسی تک کے حالات اس تاریخ میں درج ہیں (۷ صفر ۱۱۵۲ھ مطابق ۹ مئی ۱۷۳۹ء)

مصنف محمد محسن صادق۔ والد کا نام مولوی محمد حنیف۔ دیباچہ میں لکھتا ہے کہ "والا جاہی" فوج میں ملازم رہا اور اسنے دوست امیر الامرا صمصام الدولہ کے اصرار پر اسنے یہ تاریخ مرتب کی اور "جوہر صمصامی" نام رکھدیا۔

زینت التواریخ

اس تاریخ میں ہندو راجاؤں اور بادشاہان ہند کے
تفصیلی حالات فرخ سیر کے زمانہ تک درج ہیں۔ دیباچہ میں تحریر ہے کہ
مصنف نے ترتیب کا کام ۱۱۸۶ھ میں شروع کر کے ۱۱۸۷ھ میں ختم کر دیا۔
اسکی تیاری میں مستند کتابوں سے مدد لیگئی ہے۔

مصنف عزیز اللہ۔ اس سے زیادہ پتہ نہیں چلتا۔

جمیعۃ التواریخ

اسلامی دنیا کی تاریخ ہے جس میں سلطنت مغلیہ کے حالات
بیان کرنیکے بعد مصنف نے نوابان اودھ۔ بنگال اور مرہٹوں کے
حالات بھی درج کر دیئے ہیں۔ اور سلسلہ کو جاری رکھکر انگریزوں کا بھی
تذکرہ کر دیا ہے۔ مصنف نے ہندو راجگان کو بھی کافی حصہ
اپنی تاریخ میں دیا ہے۔

مصنف فقیر محمد۔ والد کا نام قاضی محمد رضا۔
سکونت راجہ پور پرگنہ سنتیا پور ملک بنگال ہے۔ انکی کتاب

سنہ ۱۸۳۶ھ میں شایع ہوئی اوس وقت صوبہ بنگال پر انگریزوں کا قبضہ ہو چکا تھا۔

مجموع الملوک اور اخبارات ہند

یہ دونوں کتابیں "بحر ذخار" کی تیسری اور چوتھی جلدوں کی نقل ہیں۔

"مجموع الملوک" کا دوسرا حصہ زبدۃ الغرائب بھی کہلاتا ہے اور اشاعت کا سال سنہ ۱۲۴۶ھ ہے۔ علاوہ دوسرے اسلامی ملکوں کے شاہان ہند کے حالات اکبر ثانی تک درج ہیں۔ جونپور۔ مالوہ۔ گجرات اور دکھن کے بادشاہوں کا بھی تذکرہ ہے۔ اس تاریخ میں "مجموع الملوک" سے نقل زیادہ کی گئی ہے۔ آخر کتاب میں انگریزوں۔ نوابان اودھ۔ فرخ آباد۔ آصف جاہ اور سلطان ٹیپو کے حالات مذکور ہیں۔ سکھوں اور مرہٹوں کے بھی حالات بیان کیے گئے ہیں۔ یہ تاریخ سنہ ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۰ء میں مرتب ہوئی اور مصنف نے اس کا ایک نسخہ سر الیٹ کے نذر کیا۔

مصنف سید محمد رضا۔ والد کا نام نجم الدولہ۔

افتخار الملک سید ابو ناظم طبا طبائی ہے۔ ان کے مورث اعلیٰ ہندوستان آکر نواب وزیر اودھ (صفدر جنگ) کی سرکار میں نوکر ہوئے۔ مصنف کے والد بادشاہ دہلی (فرضی) کے کچھ دنوں برائے نام وزیر رہنے کے بعد قضا کر گئے۔ اون کے انتقال کے بعد مصنف نے بادشاہ کے یہاں نوکری کر لی۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد دل برداشتہ ہو کر انگریزوں کی سرکار میں آیا اور ملازم ہو گیا۔ مصنف انگریزوں کا بیحد مداح ہے لکھتا ہے کہ انگریزوں کے سایۂ عاطفت میں گوشہ نشین ہو کر وہ علمی مشاغل میں تمام عمر مصروف رہا۔ لکھنؤ میں انتقال ہوا اور اسی شہر میں دفن ہے۔

مجموع الاخبار

اس تاریخ کے آٹھ حصے ہیں۔ چھٹے حصہ میں راجگان و سلاطین ہند کا تذکرہ ہے۔ شیر شاہ اور اسکے جانشینوں کے بھی حالات ہیں۔ تیموریہ خاندان کی تاریخ ہمایوں بادشاہ کیوقت سے شروع ہو کر شاہ عالم کے زمانہ پر ختم ہو گئی ہے یساتویں حصہ میں؟ خود مختارانہ حکمرانی ہے۔ چھٹے حصہ میں جاٹوں کے حالات اور

اونکے جنگی کارناموں کا ذکر ہے جو اورنگ زیب کی وفات کے
بعد سے انگریزوں کے زمانہ تک وقوع میں آئے۔

مصنف ہرسکھ رائے قوم کہتری۔ لالہ جیون داس کے
لڑکے اور بسنت رام کے پوتے تھے۔ بسنت رام محمد شاہ کے
زمانہ میں صوبہ اکبرآباد میں نائب صوبہ دار رہے اور جب صوبہ مذکورہ
مہاراجہ جے سنگھ کی صوبہ داری میں آیا تو لالہ موصوف بدستور
اپنے عہدے کے فرائض انجام دیتے رہے۔ لالہ بسنت رام کے والد
رائے دیارام۔ نواب مبارز الملک سربلند خاں کی سرکار میں دیوان تھے۔
مصنف خود بھی تمام عمر بادشاہی ملازم رہے اونکو اپنی پشتینی
نمک خوارہ ہونے پر ناز ہے اور اسپر فخر ہے کہ اطاعت اور وفا شعاری
اونکے خاندان کا طرہ امتیاز رہا ہے۔ یہ تاریخ انھوں نے اپنے چچا
ہری رام کے فرمائش سے مرتب کرکے ۱۲۲۰ھ میں مشتہر کردی۔

منتخب التواریخ

مصنف کا نام جگ جیون داس ہے۔ لالہ منوہر داس
گجراتی کے لڑکے اور گجرات کے باشندے تھے عالمگیر کے عہد حکومت میں

مصنف دفتر میں ملازم تھے۔ اور سرکاری خدمات کی انجام دہی کے سلسلہ میں انکی نظر سے ہر کاغذ خفیہ اور علانیہ گذرتا تھا۔ ۱۱۱۹ھ میں بخشی گری اور وقائع نگاری کے خدمات پر مامور رہ کر انسپکٹر جنرل ڈاکخانہ جات ہو گئے۔ بہادر شاہ کے زمانہ میں دربار میں پیش ہوئے اور تاریخ لکھنے کی خدمت سپرد ہوئی۔ ۱۱۲۰ھ میں انھوں نے یہ تاریخ لکھکر پیش کی جسکے صلہ میں خطاب۔ خلعت اور انعام سے سرفراز ہوئے۔

تاریخ فرمانروایان ہند

راجگان اور شاہان دہلی کا تذکرہ ہے۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ انگریزوں کے حالات بھی ضمنی طور پر اس میں شامل ہیں۔

مصنف رائے امر سنگھ خوشدل ۔ والد کا نام لالہ جیون رام کایستھ ۔ سکونت کڑا مانک پور۔ رائے جیون رام نواب شجاع الدولہ کے زمانہ میں غازی پور کا ناظم تھا۔ تعلیم سے فراغت حاصل کرنیکے بعد رائے امر سنگھ راجہ بنارس کی سرکار میں

ملازم ہوا اور آخر میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی جانب سے علی گڑھ کول کی نظامت کے فرائض انجام دینے کے بعد ۱۲۲۵ھ ۱۸۱۰ء میں فوت ہوا۔

جواہر التواریخ

ابتدائے آفرینش سے عالمگیر کے عہد تک کے حالات درج ہیں۔ بادشاہ موصوف کا جہاں کہیں تذکرہ کتاب میں آگیا ہے مصنف نے "خلد اللہ ملکہ" کے الفاظ لکھکر یہ واضح کر دیا ہے کہ تاریخ بادشاہ موصوف کی زندگی میں مرتب ہوئی ہے۔
مصنف سلیمان قزوینی۔ زیادہ حالات معلوم نہیں ہوسکے۔

بساط الغنائم در حقیقتہائے ہندوستان

(۱) مرہٹوں کے عہد حکومت کے حالات اس میں بیان کیے گئے ہیں۔

(۲) کتاب چار مقالوں پر تقسیم ہے۔ پہلے مقالہ میں نقشہ جات مالگذاری درج ہیں۔ دوسرے مقالہ میں صوبہ جات اکبر آباد۔ الہ آباد۔ اودھ۔ بہار۔ بنگال۔ اڑیسہ۔ مالوہ۔ اجمیر شریف۔ گجرات۔ ٹھٹھہ۔ ملتان۔ لاہور۔ کشمیر اور کابل کے حالات مذکور ہیں۔ تیسرے مقالہ میں صوبہ جات دکھن کے حالات درج ہیں اور چوتھے مقالہ میں سلاطین ہند کی تاریخ سلطان معز الدین سے لیکر شاہ عالم بادشاہ تک دیگئی ہے۔

مصنف منشی لچھمی نراین شفیق۔ وطن لاہور۔ مصنف کے مورث عالمگیر کے ہمراہ دکھن جاکر اورنگ آباد میں آباد ہوگئے۔ ان کے والد لالہ منسا رام نواب آصف جاہ بہادر کے دیوان تھے۔ مصنف علامہ آزاد بلگرامی کے ارشد تلامذہ میں تھے اور استاد کو شاگرد پر ناز تھا۔

جنگ نامہ

اورنگ زیب کے عہد کی تاریخ ہے جس میں شاہزادہ معظم (بہادر شاہ) و اعظم شاہ کے لڑائیوں کے حالات بھی درج ہیں۔

مصنف - مرزا محمد نام عالی تخلص - دانشمند اور نعمت خان خطاب۔ والد کا نام حکیم فتح الدین تھا - آبا و اجداد شیراز کے نامی طبیب تھے۔ حکیم فتح الدین ہندوستان چلے آئے - اور مرزا اس ملک میں پیدا ہوئے۔ چونکہ حکیم کو اپنے ہونہار لڑکے کی تعلیم و تربیت کا زیادہ خیال تھا اسلئے وہ مرزا کو شیراز لیگئے اور وہاں کے نامی عالموں اور طبیبوں سے تعلیم دلائی - اسطرح زیور علم سے آراستہ ہوکر مرزا محمد عالمگیری عہد میں ہندوستان واپس آئے اور انکے علم و فضل کا شہرہ سنکر عالمگیر نے اپنے مصاحبوں میں داخل کرکے رفتہ رفتہ اعلی اور جلیل القدر عہدہ پہ مقرر کر دیا - انکی بذلہ سنجی اور بذلہ گوئی سے بادشاہ اور امیر یکساں لرزاں رہتے تھے - مختصر یہ کہ ان کا قلم بادشاہ اور امیروں کو بخشنے والا نہ تھا لیکن عالمگیر انکے علم و فن کی قدر کرتا تھا - اوس کے مرنے کے بعد نعمت خان عالی اعظم شاہ کے طرفداروں میں ہو گئے اور اونکے قتل کے بعد بہادر شاہ کے دربار میں پہونچکر بلند مرتبہ امیر ہو گئے ور منصب میں بھی اضافہ ہو گیا -

مرزا کے تصنیف کا میدان وسیع تھا - وہ مصنف کتب کثیرہ تھے۔ باقی حالات کیلئے ملاحظہ ہو وقائع عالمگیر مطبوعہ مسلم پریس علیگڈھ -

مخلص التواریخ

سیر المتاخرین کا خلاصہ ہے۔ اسمیں امیر تیمور سے لیکر ۱۲۳۲ھ/۱۸۱۶ء تک کے حالات تفصیل کے ساتھ درج سال تکمیل ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء ہے۔

مصنف فرزند علی الحسن۔

بہار چمن

ایک پورانی تاریخ ہے جسمیں سن ۱۸۱۰ء/۱۲۲۸ھ تک ہندوستان کے تاریخی حالات مذکور ہیں۔

مصنف منشی دولت رائے۔

منتخب التواریخ

اس تاریخ سے مولوی عبدالشکور نے اپنی تاریخ "انتخاب منتخب التواریخ" تیار کی ہے۔ تاریخ ۱۰۵۶ھ/۱۶۴۶ء میں مرتب ہوئی ہے۔

مصنف مولوی محمد یوسف ابن شیخ رحمت اللہ ساکنہ اٹک۔

راجاولی

راجگان ہند سے شروع ہو کر شاہ عالم ثانی کے حالات پر ختم ہوتی ہے (۱۷۵۹ء)

مصنف بنوالی داس ولی۔ شاہزادہ دارا شکوہ کا منشی تھا۔ اپنے زمانہ تک کے واقعات اوسنے قلمبند کیے اور اوسکے انتقال کے بعد ایک دوسرے مصنف نے ۱۱۷۳ھ / ۱۷۵۹ء تک کے واقعات لکھکر کتاب مکمل کردی۔ زیادہ حالات دستیاب نہیں ہوئے۔

افصح الاخبار

زمانہ سلف سے شاہجہاں کے عہد حکومت تک کے حالات اسمیں مذکور ہیں (۱۶۳۶ء) ترتیب کا سال ۱۰۴۶ھ ہے۔
مصنف باقر عنایت اللہ۔

انتخاب منتخب التواریخ

محمد یوسف بن رحمت اللہ کی مرتب کی ہوئی منتخب التواریخ کا
یہ تاریخ ایک عمدہ انتخاب ہے جسمیں زمانہ قدیم سے شاہجہاں کے
زمانہ تک کے حالات دلچسپ پیرایہ میں بیان کئے گئے (۱۶۲۸ء)
یہ انتخاب ۱۰۸۴ھ / ۱۶۷۳ء میں مرتب کیا گیا تھا۔
مصنف عبدالشکور۔

معدن الاخبار احمدی

یہ تاریخ دو جلدوں میں ہے۔ پہلی جلد میں زمانہ سلف سے لیکر
ابراہیم لودی تک کے حالات درج ہیں اور دوسری جلد میں
سلاطین چغتائیہ کے حالات جہانگیر تک مذکور ہیں۔
مصنف احمد بن بجیل تھا۔ یہ تاریخ عہد جہانگیری میں
۱۰۲۳ھ / ۱۶۱۴ء میں مرتب ہوئی ہے۔

راج سہاونی

ایک قدیم تاریخ ہے جسمیں زمانہ سلف سے ۱۲۰۷ھ ۱۶۹۲ء تک کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔

مصنف بینی رام

تفصیل سلاطین دہلی

۶۰۲ھ ۱۲۰۶ء سے ۹۶۸ھ ۱۵۶۱ء تک کے بادشاہوں کے حالات کا تذکرہ مصنف نے اسی کتاب میں درج کیا ہے۔

مصنف لامعلوم۔

تذکرۃ الملوک

ہندوستان کی ایک عام تاریخ زمانہ سلف سے ۱۱۴۹ھ ۱۶۳۶ء تک کے واقعات پر مشتمل ہے۔

مصنف یحییٰ خان۔

تاریخ داؤدی

شاہان شوری اور لودی کے حالات بہلول لودی کے زمانہ سے لیکر ۹۸۳ھ ۱۵۷۵ء تک مفصل بیان کئے گئے ہیں۔ یہ تاریخ عہد جہانگیر میں مرتب ہوئی۔

مصنف عبد اللہ۔

صحیح الاخبار

۱۲۰۹ھ ۱۷۹۴ء میں مرتب ہوئی اور اس تاریخ میں بھی زمانہ قدیم سے سنہ مذکورہ تک کے حالات درج ہیں۔

مصنف سروپ چند کھتری۔

تواریخ نامہ شاہان ہند

ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں کی تاریخ ہے۔

زبدة التواریخ

ہندوستان کی ایک عام تاریخ ہے جسمیں بیرون ہندوستان کے علاوہ سلاطین ہند کے حالات نصیر الدین محمود کے زمانہ تک تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔

مصنف حیدر بن حیلی رازی۔

تاریخ سلاطین افاغنہ

سنہ ۱۰۳۱ھ / ۱۶۱۲ء کے قبل یہ تاریخ مرتب ہوئی ہے جسمیں بہلول لودی کے زمانہ سے ہیموں بقال کی شکست اور قتل تک کے حالات درج ہیں سنہ ۹۶۴ھ / ۱۵۵۶ء۔

مصنف احمد یادگار۔

واقعات مشتاقی

لودی اور سوری بادشاہوں کے حالات تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ اس تاریخ کے مصنف شیخ رزق اللہ کا انتقال ۹۸۹ھ ۱۵۸۱ء میں ہو گیا تھا۔ اس لئے یہ تاریخ ۹۸۹ھ کے قبل مرتب ہوئی۔

مقدمہ شاہ عالم نامہ

اورنگ زیب کی وفات کے بعد عالمگیر ثانی تک کے حالات اس تاریخ میں مذکور ہیں۔ تاریخ کی ترتیب قبل از ۱۲۰۳ھ ۱۷۸۸ء ہے۔

تاریخ جوگل کشور

سر عالیجاہ ایمپی۔ چیف جسٹس بنگال کی فرمائش سے

مصنف نے یہ تاریخ ۱۲۴۳ھ میں مرتب کی۔
مصنف جوگل کشور

روزنامچہ عالمگیری

اورنگ زیب کا روزنامچہ ۱۲۵۸ھ لغایۃ ۱۲۰۶ھ

تاریخ شاکر خان

محمد شاہ بادشاہ کے زمانہ سے شروع ہو کر شاہ عالم ثانی کے
حالات پر ختم ہوتی ہے۔
مصنف شاکر خان۔ ملاحظہ ہو حالات
محمد سلیمان انصاری پانی پتی۔

تاریخ شیر شاہی یا تحفہ اکبر شاہی

محمد شیر شاہ کے عہد حکومت کی ایک مفصل تاریخ
۹۸۷ھ / ۱۵۷۹ء میں مرتب ہوئی۔
مصنف عباس خاں شیروانی۔

تاریخ عالی

امیر تیمور سے لیکر اکبر کے بائیسویں جلوس تک کے حالات
اس تاریخ میں مذکور ہیں۔
مصنف لامعلوم۔

تاریخ السلاطین

شاہان سلطنت مغلیہ کے حالات فرخ سیر کے زمانہ تک کے
جسمیں مذکور ہیں سنہ ۱۲۲۰ھ میں مرتب ہوئی۔

عبرت نامہ

اورنگ زیب کے جانشینوں کی تاریخ ہے۔ جس میں ۱۱۱۸ھ سے لیکر فرخ سیر کی وفات تک کے حالات درج ہیں۔
مصنف کامراج۔

تاریخ تذکرہ انند رام مخلص

محمد شاہ کے زمانہ کے حالات۔ نادری حملہ اور دہلی کے واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ یہ تاریخ ۱۱۵۲ھ ۱۷۳۹ء میں مکمل ہوئی۔
مصنف انند رام مخلص۔

ذکر السیر

شاہان مغلیہ کے حالات شاہ عالم ثانی کے عہد حکومت تک اس تاریخ میں مذکور ہیں۔

مصنف منشی غلام حسین خاں ۔ والد کا نام ہمت خاں
سنہ ۱۲۲۱ھ میں تاریخ مرتب ہوئی ۔

تاریخ عالمگیر ثانی

بادشاہ موصوف کے عہد حکومت پر مشتمل ہے سنہ ۱۱۶۷ھ ۱۷۵۴ع سے لیکر
سنہ ۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ع کے حالات درج ہیں ۔ اس کا نام اگر سوانح عمری ہوتا تو
زیادہ بہتر تھا ۔
مصنف لامعلوم ۔

تاریخ احمد شاہی

محمد علیخاں انصاری پانی پتی نے یہ تاریخ سنہ ۱۱۹۶ھ ۱۷۸۱ع میں
مرتب کی اسمیں احمد شاہ کے عہد حکومت کے حالات درج ہیں ۔

وقائع جنگ مرہٹہ

یہ تاریخ مصنف نے لارڈ کارنوالس کے عہد حکومت میں بنارس میں
مرتب کی ہے (سنہ ۱۲۰۰ھ)

مصنف نواب علی ابراہیم خاں (عظیم آبادی) پٹنہ کے
رہنے والے اور نواب قاسم علیخاں نواب ناظم بنگالہ و بہار کے
سرکار سے متوسل تھے لیکن جب نظامت کمزور ہوکر برائے نام
رہ گئی اوس وقت نواب موصوف نے سرکار انگلشیہ کی ملازمت اختیار کرلی
لارڈ کارنوالس کے زمانہ میں بنارس کے چیف مجسٹریٹ اور پھر
گورنر ہوگئے اور بنارس ہی میں اون کا سنہ ۱۲۰۸ھ میں انتقال ہوگیا۔
نواب صاحب متعدد کتابوں کے مصنف ہیں جن میں تذکرہ شعراء کے
خلاصۃ الکلام - گلزار ابراہیم زیادہ مشہور ہیں۔ مصنف کے انتقال کے
بعد مرزا علی لطف نے تذکرہ کے کچھ جزوں کا ترجمہ کرکے
گلشن ہند کے نام سے شائع کیا لیکن یہ ترجمہ ایک مدت تک کمیاب تھا
بالآخر حیدرآباد دکھن کی سنہ ۱۳۲۸ھ کی شدید طغیانی کے زمانہ میں
اسکا ایک آب زدہ نسخہ مولوی عبداللہ خاں صاحب مرحوم کو

دستیاب ہو گیا اور انھوں نے مولوی عبد الحق بی۔ اے سے ایک تفصیلی دیباچہ لکھوا کر ۱۹۰۲ء میں لاہور کے مطبع رفاہ عام سے شایع کیا۔ خلاصۃ الکلام فارسی گو شعرا کا تذکرہ ہے جس میں اکیسو اٹھاسی مثنویات کے انتخاب درج ہیں۔ اس کو نواب صاحب نے ۱۱۹۸ھ میں مکمل کیا ہے۔

خاتمہ کی عبارت سے کتاب کا سنہ تالیف اور اس کا بمقام بنارس تالیف ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

الحمد للہ والمنۃ کہ بسال ہزار و دو صد و یک ہجری ۱۲۰۱ در بلدہ بنارس صورت ارقام یافت امید کہ پسند طبع پسندیدگان و مقبول خاص و عام گردد۔

نواب صاحب نے انہیں بطور تمہید مرہٹوں کے حالات اجمال کے ساتھ لکھے ہیں لیکن ۱۱۸۱ھ سے ۱۱۹۵ھ تک پچیس سال کے وقایع کسیقدر تفصیل سے لکھے ہیں۔ مرہٹوں کے ابتدائی حالات مثلاً حسب و نسب وغیرہ کو دیگر تاریخوں سے مطابق کر کے لکھا گیا ہے۔ لیکن اس کی صحت میں مصنف نے حد درجہ کدوکاوش سے کام لیا ہے۔

اگر یہ کتاب کسی معروف کتب خانہ میں ہوتی تو مرہٹہ قوم کے

وقائع لکھتے ہیں مورخین سے جو لغزشیں سرزد ہوئی ہیں وہ نہیں ہونے پاتیں۔ نواب علی ابراہیم خاں کی کتاب مرہٹوں کی ابتدائی حالت اور اونکے دیگر معاملات معلوم کرنیکے لئے بیش بہا ذخیرہ ہے اس نادر الوجود کتاب کا انگریزی میں ترجمہ میجر فلر نے کیا ہے۔ مضامین کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ اصل ونسل قوم مرہٹہ۔

۲۔ ذکر ساہوجی بھونسلہ۔

۳۔ ذکر سیوا جی۔

۴۔ ذکر ساہو راجہ۔

۵۔ ذکر بالاجی راؤ۔

۶۔ ذکر باجی راؤ۔

۷۔ ذکر بالاجی باجی راؤ۔

۸۔ ذکر احمد شاہ ابدالی۔

۹۔ ذکر رگھوناتھ راؤ۔

۱۰۔ ذکر جنکوجی۔

۱۱۔ ذکر سداشیو راؤ بھاؤ جی۔

۱۲۔ ذکر تسخیر قلعہ دہلی۔

نواب نصیر الدولہ علی ابراہیم خاں نے ۱۷۸۹ء میں شہر بنارس کی اوس مشہور مسجد کی مرمت کرائی جو لب دریائے گنگ واقع ہے اور دھورہرہ کی مسجد کہلاتی ہے۔ نواب مرحوم کے زمانہ کا کتبہ اب بھی مسجد میں لگا ہوا ہے۔ یہ مسجد اب آثار قدیمہ کے متعلق ہے۔

مذکور ہو چکا ہے کہ نواب مرحوم کا انتقال بنارس میں ہوا۔
میرے عزیز دوست مکرمی قاضی سید اسداللہ صاحب بنارسی
فرماتے ہیں کہ مرحوم فاطمان کے قبرستان میں دفن ہیں لیکن
قبر کا پتہ نہیں اونکے مکانات اب بھی باقی ہیں محلہ کا نام
نواب کی ڈیوڑھی ہے۔ اے میرے بنارسی دوستو!!
تمہاری بے خبری اور بے حسی کی کوئی حد ہے، اگر ہے تو خدا کیلئے
مجھے بتلا دو۔ تم کو ایسی نادر الوجود ہستی کے اینٹ اور چونہ کے
ڈھیر کا پتہ نہیں۔ تمہارے شہر میں ملا محمد بخش مورخ
دفن ہیں لیکن تم اونکے حالات سے بے خبر ہو۔ جانے دو۔
گیان باپی۔ لاٹ بھیروں اور دھورہرہ کی مسجدوں کی بابت
مشہور ہے اور بدقسمتی سے تمکو بھی تازہ ہے کہ مندر مسمار کرکے
بدنام عالمگیر نے اونکی جگہ یہ مسجدیں بنوائیں۔ تمکو خبر ہے یا نہیں
کہ تمہارے شہر میں گیان باپی کے سنگ تعمیر کا کتبہ موجود ہے جس
جو شاہجہاں کے زمانہ کا ہے۔ خدا کے لئے محنت کرکے ثابت کردو کہ
یہ الزامات غلط ہیں۔ اگر تمکو سوشیلٹی وغیرہ کی کشاکش سے
وقت نہ بچے اگر تمکو فرقہ بندی کے برباد کن اثرات سے کچھ مہلت ملجائے
تو ذرا مرقع بنارس اٹھا کر ڈالو۔ یقین جانو کہ تمہارے شہر کی

خاک میں سینکڑوں علمی اور روحانی آسمان کے چمکتے ہوئے ستارے پنہاں ہیں۔ اونکے حالات فراہم کرکے بنارس کے نام کو چمکاؤ۔ ورنہ زمانہ گذر جائیگا اور یہ دھندلا نقش جو اس وقت نظر آرہا ہے وہ بھی نہ رہیگا۔

غلط نامہ

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۷	۴	لرور	الرور
۸	۱۵	پنجبند	پنجند
۹	۲	الور	الرور
۱۲	۱	درمیان جو	درمیان میں جو
۱۳	۲	میں	مِن
۱۵	۹	مشتعل	مشتمل
۲۰	۶	تجسر	تبحر
۲۷	۱۰	ننہالی	نانہالی
۳۴	۱۶	سخاوت کا عالم	سخاوت میں حاتم
۴۰	۵	ویو تنڈیلیہ	بوندیلیہ
۴۰	۱۴	دور	دو
۴۷	۲	سنہ ۱۱۰۰ھ	سنہ ۱۰۰۰ھ
۵۸	۲	سنہ ۱۹۲ھ	سنہ ۹۹۲ھ
۶۱	۲	اور جب سنہ ۹۴۷ھ	اور سنہ ۹۴۷ھ
۶۱	۳	مگر	اور یہ

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
۸۵	۱۴	مطالع	مطلع
۸۹	۱۰	عدالت	علالت
۹۴	۵	ادائیل	اوائل
۹۷	۱۲	اودرڈیسہ	اوڑیسہ
۹۹	۳	نقیسم	تقسیم
۱۰۳	۸	ادائل	اوائل
۱۲۸	۹	بنررگوں	بزرگوں
۱۲۸	۹	مناسب	مناصب
۱۲۹	۴	ناواقفت	ناموافقت
۱۵۳	۸	گاؤ	گاؤں
۱۷۵	۵	ابتدار	ابتداءً
۱۷۵	۵	ملازم	ملازم تھا
۱۹۴	۸	مبازالملک	مبارزالملک